

188652

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188652

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP 831 5-3-71 -15,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No.

Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below

تو ناحق اے مریضِ غم مسیحا را چہ میجوی
دوائے دردِ دل اینجا، دوا اینجا، شفا اینجا

حیاتِ کلیم

یعنی

امام الاویار آفتابِ حقیقت، قطبِ زمان، عارفِ باللہ
فانی فی اللہ، باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی

کے

حالاتِ زندگی، تعلیم، اور ارشاد کا ایک بیش بہا مرقع

شیرِ حسنِ چشتی نظامی

ہدیہ مجلد : روپیہ آٹھ آنے

۱۷۳۶

پہلا ایڈیشن

جملہ حقوق بحق آستانہ بک ڈپو محفوظ

Checked 1970

نکاح

Checked 1970

آستانہ بک ڈپو پوسٹ بکس ۱۲۰۶ دہلی

پاکستان میں حقوق اشاعت جناب مولانا فیروز الرحمن صاحب عثمانی پرائیمر
انڈین ٹیلی کالج لاہور کو حاصل ہیں۔

(۱۴)

انتساب

یہ ناپسندیدہ عقیدت نفییبہ الادیار حضرت محمد مستحسنِ خدا
 فاروقی سجادہ نشین درگاہِ قطبِ العالم حضرت شیخ کلیم اللہ صاحب
 چہان آبادی قدس سترہ کے نام نامی سے معنون
 کرنے کی سعادت حاصل کرنا ہوں *

شاہاں چہ عجب گر ہوا زندگدار

غلامِ غلامانِ خواجگانِ حشمت

شہیرِ حسنِ چشتی نظامی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
۲۹	مدنی دم کے حالات	۸	سلسلہ نظامیہ	۱
۳۱	منقبت	۱۲	ہم غلاموں کیلئے رحمت	۲
۳۲	حضرت شیخ کلیم اللہؒ کی خانقاہ	۱۵	ہی رحمت آپاں منقبت	۳
	شانِ استغناء	۱۶	نام و نسب اور خاندانی عظمت	۴
۳۴	اخلاق و ملکاتِ فاضلہ	۱۷	پیشکش اور تعلیم و تربیت	۵
۳۵	حضرت شیخ کی مقدس تعلیمات	۱۸	حضرت شیخ گزشتہ تحریر و مضامین	۶
۳۹	گدا پرورد جہاں پر کلیم اللہؒ	۱۹	درس و خطابت کی مسندِ آرائی	۷
	دلی تم ہو (منقبت)	۲۰	بے پناہ مقبولیت	۸
۳۶	شانِ خطابت	۲۱	حق شناس مرد کی نگاہِ گرم	۹
	اتباعِ سنت	۲۱	مجلسِ آرائی کی جگہِ خلوت	۱۰
۴۰	حضرت شیخ کے معجزات	۲۲	گزشتہ کا عشق	۱۱
۴۱	سادگی و بے لفتھی	۲۳	ادبی کچھ اب تو دنیا تیرے	۱۲
۴۳	ذوقِ سماع	۲۴	دیوانے کی ہے	۱۳
	حضرت شیخ کی تصانیف	۲۵	تعلق آباد کے ویرانے میں	۱۴
۴۵	درِ نجف کی ہے چمکِ سنگ	۲۶	جذب سے سلوک کی طرف	۱۵
	درِ کلیم میں (منقبت)	۲۹	قطبِ بزمِ حضرت شیخ عیسیٰ	۱۶

۲۷	حضرت شیخ کے تبلیغی و اصلاحی کارنامے	۲۶	نظامیہ خانقاہ بر خلائق کا
۲۸	تبلیغی و اصلاحی کاموں کی گنجینہ	۲۹	بے پناہ ہجوم
۲۹	انفرادی و اجتماعی پروگرام	۳۰	شاہ صاحب کی روحانی شہساز
۳۰	عطائے خلافت کا معیار	۳۱	پیر مرشد کی قابل تقلید فرمانبرداری
۳۱	انبیاء شریعت کی ہدایت	۳۲	اتباع سنت
۳۲	سلاطین امر سے اختلاف	۳۳	عبادت و ریاضت اور نظام اوقاف
۳۳	کشف و کرامات اور خوارق	۳۴	لباس و طعام
۳۴	ذولاد و امجاد	۳۵	حضرت شاہ صاحب پیر و مرشد
۳۵	نظر اٹھانے پر جوئے کلیم کی نکتہ	۳۶	کی نظر میں
۳۶	خلفائے عظام	۳۷	مریدوں کی عملی تربیت
۳۷	حالات حضرت مولانا شاہ	۳۸	سکین و غریب پوری
۳۸	نظام الدین اور گناہی و عظیم	۳۹	سماج
۳۹	شاہ صاحب پر حضرت شیخ کی	۴۰	شہادی و بیانیہ حقائق و کرام
۴۰	نگاہ کرم	۴۱	شہادی اور بیانیہ
۴۱	شاہ صاحب حضرت شیخ کی	۴۲	خلفائے کرام
۴۲	روحانی فرزند ہیں	۴۳	کرامات
۴۳	شاہ صاحب کی دکن کو روانگی	۴۴	تصنیفات
۴۴	شاہی لشکر میں تبلیغ و ہدایت	۴۵	وصال
۴۵	کی خدمات	۴۶	حالات حضرت مولانا شیخ محمد عظیم

۸۶	بے نظیر حرّات اور بے باکی	۷۶	خلیفہ حضرت قطب العالم قدس سرہ	
۸۷	امداد سلطین کی مجلس گریز	۷۷	حالات حضرت شیخ نازک خلیفہ آنحضرت	۵۹
۸۸	مسلمانوں کا دور تنزیل	۷۸	حالات محبت نبی حضرت مولانا محمد الہدیج	۶۰
	ورق فیض عام تھا	۷۹	خلیفہ مہم حضرت مولانا شاہ نظام الدین	
۸۹	وصال	۸۰	پیادہ شمش	۶۱
	اولاد امجاد	۸۱	شاہانہ اسبق کی بشارت	۶۲
۹۰	خلفاء	۸۲	رومانی لغتوں کے واحد مانگ	۶۳
۹۱	اشاعت سلسلہ	۸۳	لازمیت اور عشقیت عبارت	۶۴
۹۲	کرامات	۸۴	سجاد شہنشاہ پر	۶۵
۹۵	مستقبل	۸۵	استانہ کلیمی پر	۶۶
۹۶	مفہومات طبعیات	۸۶	پایادہ سفر پاک پرن شریفینہ	۶۷
۹۷	شجرہ حشمتیہ نظامیہ	۸۷	مستقبل و کسب پر	۶۸
۹۸	وصال	۸۸	عزائم اور فراہمی کتب کا شوق	۶۹
۱۰۰	مزار مبارک	۸۹	معمولات کی پابندی	۷۰
۱۰۳	ترجمہ کشمکش شریف	۹۰	نظام الاوقات	۷۱
۱۰۱	ترجمہ مکتوبات کلیمی	۹۱	غریبوں کی دستگیری	۷۲
۱۹۵	ترجمہ مرقع کلیمی	۹۲	دل جوئی اور علی خلق	۷۳
۲۲۷	سوار السبیل کے بعض	۹۳	فیاضی اور دریا دلی	۷۴
	انتخابات (ختم شد)	۹۴	نگاہ فیض اثر	۷۵

پیش لفظ

راقم الحروف کو جب سے قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ کے آستانہ نبوی کی سعادت حاصل ہوئی یہ شوق دامنگیر تھا کہ حضرت کی سوانح حیات مرتب کر کے دربارِ گورِ بابر میں بطورِ نذرانہ عقیدت پیش کروں، مکتبِ نقصوت اور سوانح اکامطالہ شرمشروع کیا مگر یہ دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے بعد مشائخ سلسلہ کا کوئی جاس تذکرہ موجود نہیں، پھر بھی دورانِ مطالعہ میں حضرت قطب العالم کے جو حالات اور واقعات زندگی پیش رہے نوٹ کرتا رہا۔

قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ سلسلہ نظامیہ کے مجدد تھے۔ شمالی، جنوبی، اور مغربی ہندوستان آپ ہی کے روحانی فیوض و برکات کا مالک ہیں، آپ کی سیرت، او تعلیمات، نقصوت اور تعلیمِ حیاتِ نبیہ کی جان ہے، اس کی ضرورت تھی کہ سلسلہ تعلیماتِ حشریہ کی اشاعت کے لئے کوئی ایسا مستند کتاب شائع کیجائے جو حضرت مجدد سلسلہ نظامیہ کے حالات زندگی اور تعلیمات پر مشتمل ہو۔

دورانِ مطالعہ میں جو حالات و واقعات نوٹ کئے تھے وہ کتابی شکل میں پر یہ ناظرین ہیں، اس کتاب کے جملہ مضامین مندرجہ ذیل مستند کتب ماخوذ ہیں۔

(۱) واقعاتِ کلیمی (۲) آثارِ الکرام (۳) واقعات دارالعلوم دہلی (۴) تاریخِ خواجگانِ حشر

(۵) کنگولِ کلیمی (۶) مرقعِ کلیمی (۷) سوار السبیلِ کلیمی (۸) مناقبِ فخریہ (۹) مکتوباتِ کلیمی

انسان چونکہ سہر و نیاں اور خطا کا پتلا ہے۔ اربابِ نظر جہاں کہیں غلطی

پائیں اصلاح فرما کر عذ اللہ ماجور ہوں اور ادارہ کو بھی مطلع فرما کر مشکور فرمائیں

شعبہ حسنِ حشری نظامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

سلسلہ نظامیہ

خاندانِ چشتیہ کی اگرچہ بہت سی شاخیں ہیں مگر ان میں سب سے بڑی شاخ سلسلہ نظامیہ ہے۔ سلسلہ نظامیہ سلطانِ مشارک حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الہی نور اللہ مرقدہ قدس سرہ سے جاری ہوا ہے۔ سلطانِ غلام الدین خلجی کے عہد میں آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سب سے بڑے اور محبوبِ بادشاہی پیشوا تھے۔ آپ کی خانقاہ عالیہ چشتیوں کی مرکز عقیدت اور رشد و ہدایت کا حشریمہ تھی اسی خانقاہ کے تربیت یافتہ بزرگ ملک کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ و اشاعت کے فرائض انجام دینے پر مامور تھے۔ اسی خانقاہ اور اسی مرکز سے ان کے نام ہدایت اور رہبری کے فرمان جاری ہوا کرتے تھے۔ بعض روایات سے ظہور ہوتا ہے کہ سلطانِ محبوبین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ساتھ سو خلفاء موجودہ ہندوپاک کے مختلف اقطار و امصار میں ہدایت و رہبری کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حضرت سلطانِ محبوبین کی شانِ محبوبیت کا کیا بیان کروں آپ کی خانقاہ

ہر وقت فدائیوں اور شہیدائیوں سے ہر زمینی تھی۔ ہزار ہا فداویاں محبوبیت مثل پردانوں کے شمع چشت پر اپنی چائیں ستار کرتے تھے۔ ہر شخص کو محبوبیت کے دربار عام میں حاضری ہونے کی بجز مخصوص اوقات کے عام اجازت تھی۔ امیر غریب بڑے چھوٹے میں کوئی تمیز روانہ رکھی جاتی تھی۔ محبوبیت کا دربار عام تھا، جہاں شہیدائیوں کی ہر تکلیف و شکایت سنی جاتی تھی، زخمی دلوں پر تسکین کا سر ہم لگایا جاتا تھا۔ بیکس، غریب، لاچار اور مصیبت زدہ لوگوں کی دادرسی اور امداد کی جاتی تھی سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی تو تھے ہی محبوب خدا تک بھی تھے جس شخص کے دل میں ذرا سی بھی خواہش پیدا ہوتی تھی وہ یہ صاحبِ حقصر کی خانقاہ کا رخ کرتا تھا۔

”دوائے درد دل اینجا۔ دوا اینجا۔ شفا اینجا“

ہنہ وستان میں سلسلہ چشتیہ کی جرداغ بیل خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ نے ڈالی تھی وہ حضرت کے زمانہ میں پردان چڑھی اور خوب پھیلی، پھولی۔ حضرت محبوب الہی کے زمانے میں سلسلہ چشتیہ کی جس افاد اشاعت ہوئی، اتنی زمانہ سابق میں نہ ہوئی تھی۔ حضرت محبوب الہی نے سلسلہ عاکبہ شیعہ کے فروغ کیلئے جو نظام قائم کیا تھا اس کے دور رس نتائج پر نظر ڈالئے ہوئے مؤرخ ضیاء الدین برنی نے آپ کو جنید اور یازید وقت لکھا تھا۔ حضرت خواجہ امیر خسرو نے اپنے بعض قصائد کے عنوان میں حضرت مجرب الہی کو مسیحائے وقت تحریر کیا۔ مگر سفاک اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے بارگاہِ محبوبیت میں حاضری کے بعد جن آثار کا اظہار شاہیں فرمایا وہ شاعرانہ تخیل یا بلند پروازی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے

حضرت علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا تھا کہ
فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب نوری فیض عالم ہے تیرا

ترجمہ لحد کی زیادت ہے زندگی لہ کی
سبح و خضر سے اور بچا تمام ہو تیرا
علمائے کرام کے فتوے بازی کے خوف سے اس شعر کی تشریح نہیں بیان
کرتا مختصر یہ ہے کہ

آنکھ دلاتے ہیں جو بن کا تماشا دیکھے
دیدہ گور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضرت سلطان المشائخ کے یوں تو بہت سے خلفاء تھے لیکن جن بزرگوار
سے سلسلہ نظامیہ کی اشاعت ہوئی ان میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ
دہلی رحمہ اللہ اور حضرت مخدوم اخئی سراج رحمہ اللہ سب سے نمایاں ہیں حضرت چراغ دہلی رحمہ
اللہ نظامیہ نصیریہ سلسلہ جاری ہوا جو پنجاب، گجرات، دکن، راجستھان میں خوب
پھیلا، اور حضرت مخدوم اخئی سراج رحمہ اللہ سے نظامیہ سراجیہ سلسلہ ظہور میں آیا
جس کی اشاعت زیادہ تر صوبہ بنگال، بہار و آسام میں ہوئی۔

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اویسیا کے بعد ان کے جانشین
حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی ہوئے اور انہوں نے سلسلہ چشتیہ کا مرکزی
نظام اپنے ہاتھ میں لیا، لیکن شہنشاہ محمد تغلق کی بے راہ ردی نے انہیں سخت
مشکلات میں مبتلا رکھا، انہیں ذاتی طور پر سخت مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا

پڑا سلطان محمد تغلق نے تمام مسلمانوں کو دیوگیہ منتقل ہو جانے کا فرمان جاری کیا اور چوبی دور دراز علاقوں میں مسلمانوں کی آبادی کم تھی وہاں سیاسی نظام مضبوط کرنے کیلئے اسے متبعض کی ضرورت پیدا ہوئی۔ علما و اس خدمت کے قابل نہ رہتے تھے۔ تو مشائخ کی طرف رجوع کرنا پڑا، مشائخ حیثیت کا چونکہ طے شدہ اصول تھا کہ وہ یاد دہان ہوں سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں گے بالکل الگ قسب رکھیں گے اور نہ اپنی خاندانوں کے پیرسکون ماحول کو شہابی مداخلت سے تباہ ہونے میں گئے اس لئے انہوں نے پوری قوت سے اس تحریک کی مخالفت کی، یہ مخالفت درحقیقت فوادی اعتراض پر مبنی نہ تھی، بلکہ طے شدہ اصول کی مخالفت کے لئے تھی مگر بادشاہ اس کو ذاتی مخالفت سمجھ کر آمادہ جنگ ہو گیا۔ اس کشمکش میں ان بزرگوں کا قیمتی وقت مداخلت میں صرف ہونے لگا۔ مرکزی نظام میں اتاری پیدا ہو گئی، مشائخ شہابی جو روستانہ اس سے تنگ آکر دلی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ مگر ان مرکز سے غیر متعلق خاندان ہیں قائم ہو گئے یہ سلسلہ کے بعض نو عمر افراد نے مسلمہ وسط شدہ اصول کے خلاف حکمران وقت سے تعلق پیدا کر لیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلسلہ شہابی کا مرکزی نظام درہم ویرہم ہو گیا۔

اس افراد نفری اور برے حالات کی روشنی میں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چیلغ وہلی جانشین حضرت سلطان المشائخ رحمہ کی دوسری نگاہیں نے مستقبل کا جائزہ لیا۔ جب انہیں کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا کہ جو بحالات موجودہ مرکزی نظام سنبھال سکے تو انہوں نے اپنے بعد کسی کو جانشینی کے لئے نامزد نہ کیا۔ مولانا زین الدین رحمہ نے جب آپ کے سامنے جانشینی کے اہل لوگوں کی فہرست مرتب کر کے پیش کی تو

بعد ملاحظہ فرمایا۔

شیخ زین الدین اہم ان لوگوں سے کہہ دو کہ اپنے ہی ایمان کی فکر کریں، دوسروں کا بوجھ سر پر لینے سے کیا حاصل؟
یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے تبرکات کسی کو عطا نہیں فرمائے اور وہ ان کی وصیت کے مطابق انہی کے ساتھ قبر میں دفن کر دیئے گئے۔

سلسلہ چشتیہ کی نشاۃ ثانیہ

اگر عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمہ کے وصال کے بعد دہلی کی مرکزیت فنا ہو چکی تھی اور یہ نعمت رفتہ رفتہ ہندوستان سے حجاز مقدس منتقل ہو گئی تھی۔ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے وصال کے سوا تین سو اسی بعد قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ اس نعمت کو حجاز مقدس سے پھر ہندوستان واپس لائے، اور انہوں نے اپنی کوششوں سے سلسلہ چشتیہ کے بے ترتیب نظام میں تعمیر باقاعدگی پیدا کر دی اور آپ کے زمانہ میں دہلی کو وہی مرکزیت حاصل ہو گئی جو حضرت محبوب الہی رحمہ کے زمانہ میں تھی۔

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا نظام الدین انورنگ آبادی رحمہ کے صاحبزادے محب نبی حضرت مولانا فخر الدین اشاعت سلسلہ چشتیہ میں سرگرم عمل ہوئے انہوں نے پنجاب میں مولانا نور محمد مہارنی کو بھیجا جن سے سارے پنجاب میں چشتیہ سلسلہ کی روشنی

پھیل گئی۔ تونہ شریف۔ چاٹراں۔ سیال۔ گورڈہ اور جلال پور کی
 خانقاہیں حضرت مولانا نور محمدؒ کے فیض سے روشن ہیں۔ یوپی میں
 حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی سے نظامیہ سلسلہ کی خوب اشاعت ہوئی
 راجپوتانہ میں حضرت مولانا ضیاء الدین سے اسی سلسلہ کو خوب سرور
 حاصل ہوا۔ دہلی میں حضرت حاجی لعل محمدؒ اور دیگر حضرات سے سلسلہ
 کی خوب اشاعت ہوئی۔ حضرت حاجی لعل محمدؒ کے خلیفہ حضرت مرزا
 بخش الشریکؒ تھے جن کے دو خلیفہ حافظ وزیر محمد خاں اور مولانا
 احمد حسنؒ ہوئے۔ ان دونوں حضرات نے بھی سلسلہ کی اشاعت میں
 خوب سرگرمی کے ساتھ حصہ دیا۔ حضرت مرزا بخش الشریکؒ کے
 دوسرے خلیفہ حافظ وزیر محمد خاں تھے۔ ان کے خلیفہ ہوشیار پور
 (مشرقی پنجاب) کے حضرت میاں محمد شاہؒ تھے جن کے خلیفہ، اور
 سجادہ نشین نمونہ سلف حضرت مولانا الحاج علی محمد شاہ صاحب
 دام ظلہ و اطال الشریقاہؒ ہیں جن کے ذریعہ نظامیہ سلسلہ کی خوب
 اشاعت ہو رہی ہے۔

دلبصیرت بھی کافی رکھتے ہو پھر میدان میں آنے میں کیا تامل ہے ؟ اپنے علوم و معارف سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کیوں تامل کر لے ہو۔ کیا تم نے کسی دوسرے کی قابلیت سے استفادہ نہیں کیا ؟

حضرت شیخ نے کچھ دیر تامل کے بعد جواب دیا اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو میں تمہیں حکم کیلئے تیار ہوں آخر کار وہ دریا جو سکون کے ساتھ حجرے کے اندر بہہ رہا تھا زمینت المساجد دہلی کے والائوں میں زور شور کے ساتھ بہنے لگا۔

بے پناہ مقبولیت

اس طرف آنے ہی حضرت شیخ کا رنگ طبع بدل گیا۔ دوسرے خطبات کی سند آرائی سے عوام میں اس قدر مقبول ہوئے کہ خود ہی درس و تدریس کی سلطانی پر فریفتہ ہو گئے۔ یہ سلسلہ کم و بیش آٹھ سال تک جاری رہا۔ امرارور و ساحلقہ بگوش استناء فضل و تفریے پر جہیں سائی کرتے نظر آنے لگے۔ عوام ایک نظر دیکھ لینا ہی اپنے لئے باعثِ فخر و نجات سمجھتے تھے۔ حاجی صاحب اپنے بیٹے کو دیکھ کر خوش ہو ہو کر خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔

حق شناس مرد کی نگاہِ کرم نواز

ایک روز آپ زمینت المساجد میں بیٹھے درس دے رہے تھے کہ ایک مرد بزرگ نے آپ سے کہا کہ ان کاموں سے کچھ حاصل نہیں وہ کرد جو تمہارا کام ہے۔ ”حضرت شیخ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ میں کیا کام کروں، فرائض پنجگانہ

ادا کرتا ہوں، روزانہ قرآن مجید تلاوت کرتا ہوں۔ رمضان شریف کے روزے رکھتا ہوں۔ عزاد و مساکین کے ساتھ جس قدر ممکن ہوتا ہے سلوک کرتا ہوں، احکام الہی کی تعمیل میں دن رات سرگرم رہتا ہوں۔ ہدایت و رہنمائی کے لئے درس و خطابت کا سلسلہ جاری ہے، انہوں نے کہا مگر تمہارا کام صرف یہی تو نہیں یہ تو سب اوپری اور ظاہری باتیں ہیں۔ تم بائیں ہمہ حقیقت سے دور اور بیگانہ ہو۔ تمہاری زندگی بے کیف ہے، فشر و تبیلخ اچھا کام سہی، مگر اس سے زیادہ اچھا کام خود اپنے نفس میں حق و حقیقت کو پھیلانا ہے۔ دوسروں کو ہدایت دینے سے پہلے خود اپنے آپ کو ہدایت دینی چاہیے۔ تمہارا کام ان باتوں کے زندانِ غامض میں مقید رہنا نہیں ہے۔ تم اس سے بلند تر کام کے لئے آگے سر بہمتیں اس دلدل سے نکل کر محرم اسرار بننا چاہیے۔ منطق و فلسفہ میں کیا رکھا ہے یہ سب گمراہی کے مختلف نام ہیں۔

از منطق و حکمت نہ کناید در محبوب

ایں باہمہ آرائش و افسانہ خویش است

مجلس رانی کی جگہ خلوت گزینی کا عشق

فطرت نے ازل میں ہی حضرت شیخ کو اپنے کاموں کیلئے چن لیا تھا۔ یہ مصر و فیتیں محض عارضی تھیں۔ مرد بزرگ کی عرفان و ازا تقریر و گفتگو سے مشیت پوری ہوئی۔ علم کا خمار از گویا۔ یا تو یہ عالم

مقا کہ حضرت شیخ حریری عبا اپنے اور زرنگار علامہ باندھے خطبہ دیا کرتے تھے، یا یہ حالت ہوئی کہ سر سے پیر تک ایک چادر لپیٹی ہے کسی دھیان میں چپ چاپ بیٹھے ہیں، مجلس آرائی کی جگہ خلوت گزینی کا عشق ہے۔ خطیبانہ بلند آہنگیوں کی جگہ آہ ذوالہ ہے اور حلقہ تصنیف کی شمع کافوری کی بجائے عشق کافورس آتشیں روشن ہے۔

اور ہی کچھ اب تو دنیا تیرے دیوانے کی ہے

اس کے بعد حضرت شیخ کی دنیا ہی بدل گئی، روز بروز حالت بدلنے لگی محبوبان و مالونات کی تمام رہی سہی زنجیریں کٹ گئیں، اور حضرت شیخ کی زندگی، عجز و انکسار، صدق و خلوص محبت و استغراق کا مجسمہ بن گئی بالکل تارک الدنیا ہو گئے۔ کسی سے کچھ واسطہ نہ تھا نہ گھر سے نہ در سے، سب کچھ عشق الہی میں سچ دیا اور مستانہ وار پھرنے لگے۔

جذب و منہرستی کا ابتدائی زمانہ تھا، کوئی تربیت دینے والا نہ تھا اس لئے ایک حالت پر قائم نہ رہتے تھے۔ مہینوں اعتکاف میں بیٹھے رہتے تھے مسلسل روز سے رکھتے چلے جاتے تھے۔ دن بھر میں دو دو قرآن شریف ختم کر لیا کرتے تھے۔ رو و شریف پڑھنے بیٹھے تو تین تین لاکھ بار پڑھ لینے۔ اسمِ ذات کا دوا کرتے تو اسی میں غرق ہو جاتے جسم سے پسینہ جاری ہو جاتا تھا، اور جب ان باتوں سے جی گھبراتا تو سب چھوڑ چھاڑ جنگل کی طرف نکل جاتے جہاں جی میں آتا بیٹھ جاتے اور پہرہں بیٹھے رہتے۔

ایک مرتبہ ہنر ملی سے باہر ایک تنگ تار یک کنویں کی مینڈ سے رسی باندھ کر تنگ گئے اور مسلسل دو ہفتے تک ننگے تھے۔ اس تمام محنت و کوشش کا کوئی سلفیہ نتیجہ تو نہ نکلا البتہ اتنا ہو گیا کہ کبھی کبھی سبلی سی چمک جاتی تھی حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھنے نظر آتے اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی روشنی سی قلب میں گھر کر رہی ہے۔

تعلق آباد کے دیوانے میں

حسن اتفاق سے ایک روز تعلق آباد کے دیوانے میں ایک صاحبِ دل سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے کہا تم کس وحشت میں مبتلا ہو۔ تعلقات کی زنجیر کاٹ لینا ہی کافی نہیں، دل میں بھی درد و سوز ہونا چاہیئے، طلبِ صادق ہونی چاہیئے۔ جوشِ ہر دم تازہ ہو۔ حقیقت کا جلوہ جہاں بھی نظر آئے بے تامل دوڑ جاؤ۔

حضرت شیخ رحمان نے جواب دیا کہ جو بات میرے اختیار کی ہے، اس کے لئے تیار ہوں مگر درد و سوز کس سے مانگوں؟ جوش کو جتنا تازہ اور قوی رکھ سکتا ہوں رکھتا ہوں۔ صدق و اخلاص جتنا میرے اختیار میں ہے پیدا کر لیا ہے۔ یہ سب بین پرستے موفی ہیں ان کا ہار بنانے کیلئے ایک پرستے والے ہاتھ کی ضرورت ہے جس سے میں اب تک محروم ہوں۔ حضرت شیخ رحمان نے یہ بات سن کر انہوں نے جواب دیا تلاشِ شرط ہے۔ مہتمم ضرورت ہے تو ہم تنہا جستجو ہی جاؤ جستجو ہے تو قدم بڑھاؤ، ہمت جو ان ہر ملی چاہیئے پاؤں میں

تیزی اور شوق طلب میں استقلال چاہیے۔

جذبِ سلوک کی طرف

آخر جذبِ سرستی کا زمانہ ختم ہوا تو میدانِ حقیقت میں قائم رکھا۔ اس زمانہ میں اکثر بزرگوں کی ارواح سے ملاقاتیں ہوئیں۔ کئی مرتبہ حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ غوثِ العالم حضرت خواجہ محمد درویشی رحمہ اللہ حضرت محبوب الہی رحمہ اللہ حضرت شیخ احمد رحمہ اللہ سرسندی رحمہ اللہ اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ دہلی سے بھی ملے۔ اب حضرت شیخ کے لئے دو ٹھکانے باقی رہ گئے تھے۔ (۱) مزارات پر مختلف ہو کر کسبِ فیض (۲) یا اہل اللہ کی صحبتیں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کی یہ حالت تھی کہ جس کسی شخص کے متعلق سننے کہ وہ خدائے سیدہ ہے اس کی خدمت میں فوراً حاضر ہوتے اور جو طریقہ وہ بتلاتے اس پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ اس حال میں پورا ایک سال گزر گیا۔ مختلف کیفیات طاری ہوئیں احوال منکشف ہوتے رہے کبھی جذبِ عشق بڑھ جاتا تھا کبھی سرد پڑ جاتا تھا مگر ظاہرِ احوال حالت قائم ہو گئی تھی وہ بدستور قائم رہی اس میں کسی قسم کی تبدیلی و ممانہ نہ ہوئی اور آپ جذبِ سلوک کی طرف بڑھنے لگے۔

حضرت شیخ دہلی میں حضرت محمد صادق خلیفہ میاں پر محمد سلوکی رحمہ اللہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ حضرت شیخ پر جذب کی کیفیت طاری تھی احترامِ شرع کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپس حالت کو چھپانے کی حد سے زیادہ کوشش کرتے تھے

لیکن جب ضبط کا یار نہ رہا اور بالکل مجبور ہو گئے تو مجبوراً بے اپنی حالت بیان کر کے امداد کی درخواست کی انہوں نے جواب دیا کہ۔

”اگر اسی قسم کی آگ چاہتے ہو تو مسیکے پاس بہت ہے!“

لیکن پانی حضرت شیخ یحییٰ مدنی رحمہ اللہ کے پاس وہاں جاؤ۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا قلب جگر اس آگ کے پہلے ہی سوخت ہو چکا تھا، ابرو کرم کے منتظر تھے۔ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رحمہ اللہ کا نام سننے ہی بے تاب ہو گئے، اور والدہ محترمہ سے اجازت لئے بغیر ہی مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر طواف وسیعی سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے اور چند روز کی قطع مسانت کے بعد حضرت شیخ یحییٰ مدنی کی خدمت میں جا پہنچے۔

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ قطب مدینہ کے قدموں میں

مدینہ طیبہ پہنچ کر حضرت شیخ کلیم رحمہ اللہ نے اپنا زیادہ وقت قطب مدینہ کی خدمت میں گزارا۔ ان دنوں حضرت شیخ یحییٰ مدنی رحمہ اللہ کے سلوک طریقت تھے۔ دنیا جہان کے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مقصد کو پہنچتے تھے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ قطب مدینہ رحمہ اللہ کو دیکھتے ہی بے تاب ہو گئے عالم بخش و اشطر اب میں یہ رباعی قطب مدینہ کی خدمت میں پیش کی۔

ایکے تو انام تو ی بار و عشق + دوز نامہ و پیام تو ی بار و عشق

عاشق شور و بکس کہ بکویت گذر + گویا ز دوز بام تو ی بار و عشق

حضرت قطب مدینہ رحمہ اللہ نے رباعی کو پسند فرمایا۔ بہت خوش ہوئے حلقہ اولاد

میں داخل فرما کر خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ قطب مدینہ رح کی خدمت میں رہ کر حضرت شیخ رحمہ اللہ کمالات ظاہری و باطنی حاصل کئے اور درجہ ولایت و تطہیت پر فائز ہوئے۔ مستند اور صحیح روایت سے ثابت ہے کہ جب حضرت شیخ رحمہ اللہ قطب حضرت شیخ یحییٰ مدنی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک منور مکان میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں حضرت شیخ یحییٰ مدنی ابھی موجود ہیں، اور ایک تخت پر چاند خرقے رکھے ہوئے ہیں۔ حضور آقائے نامدار نے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہ انہیں پہنا دو۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ قدس سرہ نے اور خرقہ لے کر اللہ کی نعمت کا شکر یہ ادا کیا۔ جب آپ بیدار ہوئے دل سجدہ سرور تھا۔ اسی وقت شیخ یحییٰ مدنی چلے آئے آپ کو طلب کیا۔ حضرت قطب مدینہ رح کے پاس اس وقت چاند خرقے رکھے ہوئے تھے۔ حضرت قطب مدینہ رح نے ایک خرقہ اٹھا کر آپ کو پہنایا، اور فرمایا۔ بابا کلیم! ہم یہ خرقہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دے رہے ہیں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے خرقہ پہن کر دوبارہ سجدہ شکر ادا کیا۔

ریاضت اور مجاہد

خرقہ پوشی کے بعد حضرت قطب مدینہ رح نے حضرت شیخ کلیم اللہ کو ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز کیا۔ حضرت شیخ ایک مدت تک حجاز میں مقیم رہے، ان ایام میں حضرت شیخ کی ریاضت میں حسیہ انگیز اضافہ ہو گیا تھا۔ بعض آیام

ایسے گزرے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ایک روز دلی جو کی پانی میں تر کر کے روزہ افطار کرتے تھے حضرت شیخ جنیب الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کلیم اشرف اعلیٰ درجہ کے متوکل تھے تو کل ورضا آپ کا شمار کتنا گیارہ سال تک آپ نے شب وروز مجاہدہ کیا۔ مدارج ولایت و قطبیت سے گزر کر درجہ محبوبی تک پہنچ گئے تھے جب کوئی حاجت مندا آپ سے رجوع کرتا تھا بہت جلد اس کا مقصد برآجاتا تھا۔ آپ کے ایک ہم عصر بزرگ خواجہ شمس الدین مبارک فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی کو دینی یا دنیادی مراد جلد حاصل کر لی ہو وہ ہمارے زمانہ کے شیخ اعظم حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے طلب کرے۔ شیخ جمال الدین حسنی اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ کلیم اللہ اپنے زمانہ کے عالم کامل تھے، زہد و ریاضت اور کشف میں لاشانی تھے جو کچھ فرمادیتے تھے وہی ہوتا تھا۔

ہندوستان کو واپسی

حجاز میں ایک عرصہ قیام کے بعد حضرت شیخ نے وطن مالوٹ کی طرف واپس آنے کی درخواست کی چنانچہ آپ کو دہلی آنے کی اجازت مل گئی۔ بوقت روانگی قطیف مدینہ لے فرمایا۔

”ایک شخص مسمیٰ اچھا پرانی دلی کا رہنے والا ہے۔ آج رات عالم روحانیت میں ہم سے بیعت ہوا ہے۔ جب تم دلی پہنچو، تو اس سے محبت کے ساتھ ملاقات کرنا، وہ بھی تمہاری طرح ہمیں

عزیز ہے۔ جب ملاقات ہو یہ شجرہ اور کلاہ ہماری طرف سے پہنچا دینا ہے۔
 حضرت شیخ رحمہ اللہ اپنے مرکز عقیدت کے رخصت ہو کر قطع مسافت طے کرتے ہوئے
 درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ میں حاضر ہوئے رات بھر عبادت
 میں مشغول رہے۔ اسی شب حضرت شیخ اچھا نے حضرت قطب مدینہ رح کو خواب
 میں دیکھا۔ فرمایا ہمارا محبوب خلیفہ شیخ کلیم اللہ جس نے ظاہری آنکھوں سے
 ہمیں دیکھا ہے آج صبح تم سے ملاقات کرے گا۔ انتہائی محبت اور خلوص کے
 ساتھ ان سے ملاقات کرنا۔ شیخ اچھا صاحب نمازِ غروب کے فارغ ہو کر پرائی
 دلی سے ہر دلی کی طرف روانہ ہوئے۔ تھوڑی ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ راستے
 سے ایک بزرگ پیدل آتے ہوئے نظر آئے۔ چہرے سے بزرگی کے آثار نمایاں
 تھے۔ شیخ اچھا نے فوراً پہچان لیا کہ آفتاب معرفت شیخ کلیم اللہ آپ ہی ہیں
 اور حضرت شیخ کلیم اللہ نے روحانی بصیرت سے معلوم کر لیا کہ شیخ اچھا
 ہی بزرگ ہیں۔ دونوں بزرگ اخلاص و محبت کے ساتھ ملے۔ حضرت
 شیخ اچھا نے کہا میں شرفِ قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنی
 مقدس آنکھوں سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت قطب مدینہ
 کو دیکھا ہے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں آپ کو زیادہ
 فضیلت حاصل ہے، میں نے طویل سفر کیا، قطع منازل کے بعد شرف
 زیارت حاصل کیا۔ آپ نے چشمِ باطن سے شیخ کو دیکھا ہے۔ عالمِ روحانیت
 میں بیعت کا شرف حاصل کیا ہے یہ فضیلت کیا کچھ کم ہے اس کے
 بعد حضرت شیخ نے تبرکات پیش کئے۔ پھر ان دونوں بزرگوں کی محبت اتنی

بڑھی کہ ایک جان دو قالب ہو گئے۔
حضرت شیخ اچھا صاحب کامزار حضرت خواجہ امیر خسرو رح کے مزار
مبارک کے قریب ہے۔ اہل معرفت کا بیان ہے کہ حضرت شیخ اچھا عارف
کامل اور فاضل جلیل تھے۔

قطب مدینہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح

حضرت شیخ یحییٰ مدنی رح اپنے زمانہ کے مشہور اکابر صوفیائیں سے تھے۔
۲۰ رمضان سنہ ۸۰۰ ہجری کو احمد آباد میں پیدا ہوئے۔ بیس سال کی عمر میں علوم
ظاہری و باطنی کی تکمیل فرما کر سجادۂ مشیخت پر رونق افروز ہوئے۔
صاحب مرآۃ احمدی نے لکھا ہے :-

ذات مبارک حجت بود بر شائخ ۱ ۱ آپ کی ذات مبارک مشائخ سلف
سلف بلکہ درستی میں ہم ۱ ۱ پر حجت یعنی مستقیمین میں بھی
مثیل ایشان کم بودہ باشند ۱ ۱ ان جیسے بزرگ بہت کم ہوئے ہیں۔

جس وقت اورنگ زیب گجرات کی صوبیداری پر مامور تھا وہ حضرت فیض رح
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ نے پیشین گوئی فرمائی کہ ”تم تخت شاہی
پر بیٹھو گے اور تم سے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت پہنچے گی“ ۱ ۱ شہزاد
اورنگ زیب حضرت شیخ کا بڑا معتقد تھا۔ ایام شہزادگی میں وہ سو روپے
سالانہ آپ کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا۔ تخت نشینی کے بعد اورنگ زیب ہر سال
ایک ہزار روپے بھیجنے لگا۔

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں شعبۂ احتساب نہایت سخت تھا۔ مرزا باقر محاسب نے سامع پر حضرت شیخ کے مچلکے لئے بھجے۔ اورنگ زیب کو معلوم ہوا تو اس نے حضرت شیخ کی خدمت میں معذرت کا خط لکھا اور محاسب کو توبیہ کی کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہ کرنا۔

حضرت شیخ نجفی مدنی رحمہ اللہ آخر عمر میں ایک روحانی اشارے پر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہیں ۲۸ صفر ۱۱۱۱ھ ہجری کو وصال فرمایا اور امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مقبرے کے متصل دفن ہوئے۔ دلی میں حضرت شیخ کلیم اللہ رحمہ اللہ کے آستانہ پر ۲۸ صفر کو حضرت شیخ نجفی مدنی رحمہ اللہ کا عرس بڑے اہتمام کے ساتھ محترمی جناب محمد متحسن فاروقی سجادہ نشین درگاہ کا بھیجے گئے زیرِ اہتمام ہوتا ہے جس میں دلی اور بیرون دلی کے بڑے بڑے مشائخ شرکت فرماتے ہیں اور کئی روز تک مجلس روحانیت گرم رہتی ہے۔



حضرت شیخ یحییٰ مدنیؒ

عنوانِ شرفِ عظمتِ یحییٰ مدنیؒ
 تفسیرِ بیاضِ نوحِ سلطانِ مدینہ
 حاصل ہو کر سالی لے کر خانوارجہ میرؒ
 محبوبِ الہیؒ کی محبت میں فنا ہیں
 ہے خلدِ نظرِ صورتِ محبوبِ الہیؒ
 ہر بار کوشِ حقیقتِ و فخری و کلیمی
 کیوں شیخ جہاں ہوں نہ کلیمِ اہل صفائیں
 ہیں آپ کے سجادہ نشینِ غنیمتِ زمانہ
 محمد دم جہاں مثلِ نیاؤں اور سلیمانؑ
 ہیں لرزہ برآمدِ مریدانِ صفائیں
 بچھرتے نہیں خالی درِ رحمتِ بھگوانی

کیا شان ہو کیا شوکتِ یحییٰ مدنیؒ
 ہر ایک سقِ میرتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
 جس دل میں نہاں الفتِ یحییٰ مدنیؒ
 محبوبِ عجیبِ نہایتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
 کس درجہ حسینِ صورتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
 محمورِ مے الفتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
 حاصلِ شرفِ بیعتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
 اتفاقِ میں شہرتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
 دیوانِ درِ دولتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
 دل پر شمیمیتِ یحییٰ مدنیؒ ہے
 اکرامِ و عطا عادتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

ہے رحمتِ عالم کی شفاعت کا وہ حقدار

جس پر نثارِ رحمتِ یحییٰ مدنیؒ ہے

حضرت شیخ کلیم اللہ کی خانقاہ

مدینہ طیبہ سے واپسی کے بعد حضرت شیخ کلیم اللہ نے شاہجہاں آباد میں جامع مسجد اور قلعہ کے درمیان بازار خاتم میں کونٹہ اختیار فرمائی اور سلسلہ درس و تدریس جاری کر دیا۔ اس مقام پر آپ کی خانقاہ ایک بہت بڑی عمارت تھی جو عبادت خانہ و مجلس خانہ و سنگر خانہ اور زمان خانہ وغیرہ پر مشتمل تھی (انقلاب شدہ ۱۸۵۷ء کے بعد خاتم کا بازار رہا نہ حضرت شیخ کی خانقاہ) حضرت شیخ کلیم اللہ کی علمی شہرت ہندوستان کے علاوہ بیرونی ممالک تک تھی۔ آپ کے مدرسہ میں دور دور سے طلباء تحصیل علم کیلئے آیا کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کو حدیث کے درس سے خاص دلچسپی تھی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ ایک بار آپ کے لئے آئے تو آپ اس وقت بخاری شریف کا درس دے رہے تھے۔ آپ کا دولت کدہ مدرسہ بھی تھا اور خانقاہ بھی۔ طالب علموں کے لئے رہائش کا انتظام تھا کھانا کپڑا منگلیہ سرکار سے ملا کرتا تھا۔

شانِ استغنا

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ میں شانِ استغنا بدرجہ اتم موجود تھی۔ عام طور پر کسی شخص کا نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے۔ خاص خاص احباب کی نذرین قبول فرمایتے تھے مگر فوراً مساکین کو تقسیم فرمادیتے تھے۔ ایک دفعہ غزنی کا ایک باکمال شاعر طالب حاضر خدمت ہوا۔ عرض کیا

کہ میں ایک قصیدہ لکھ کر لایا ہوں میری خواہش ہے کہ فرخ سیر کے دربار میں قبول ہو جائے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ دوسرے دن اسے دربار میں پہنچے اور قصیدہ سنائے کا موقع مل گیا۔ فرخ سیر قصیدہ سن کر بہت خوش ہوا اور طالب کو گراں قدر انعام عطا فرمایا۔ طالب یہ سب روپیہ لے کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ حضرت کی دعا کی برکت سے مجھے یہ روپیہ ملا ہے۔ قبول فرما کر عزت افزائی فرمائی حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا نہیں نہیں یہ تمہارا ہی حق ہے اسے اپنے متعلقین کے پاس پہنچا دو۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حیات میں گو فتوحات کم تھیں لیکن پھر بھی جو کچھ آتا تھا لنگر خانے میں صرف ہو جاتا تھا۔ حضرت شیخ کی ذاتی آمدنی صرف دو روپے آٹھ آنے ماہوار تھی جو آپ کے ایک ذاتی مکان کا کرایہ تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہ اسی قلیل رقم میں مع اہل و عیال کے گزار فرماتے تھے۔

تکملہ سیر الادبیہ میں ہے کہ ان ڈھائی روپیے میں سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ماہوار مکان کا کرایہ دیا کرتے تھے اور دو روپیے میں پورے گھر کا خرچ چلا لیتے تھے۔ قحط یا اور اتفاقی خرچ کی وجہ سے حضرت شیخ قدس سرہ کو قرض لینے کی نوبت آ جاتی تھی لیکن اس عسرت اور تنگی کے باوجود کسی پشیمانہ کا کوئی عطیہ قبول نہیں فرمایا۔ بادشاہ فرخ سیر نے ہر چند کوشش کی کہ خزانہ شاہی سے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے یا جاگیر عطا کی جائے لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صاف انکار کر دیا۔

اخلاق و ملکاتِ فاضلہ

حضرت شیخ حکیم الشرح علم، صبر اور ضبط کی جتنی جاگتی تصویر تھے، کسی سے خفگی یا ناراضگی کیا معنی؟ دشمنوں اور منافقوں سے بھی کبھی ناراض نہ ہوتے تھے۔ اگر کسی دشمن سے کوئی تکلیف پہنچتی تو زبان مبارک پر یہ اشعار جاری ہو جاتے تھے۔

ہر کہ بار رنجہ وارد راحتش بسیار باد
ہر کہ مارا یار بنود ایزد اورا یار باد
ہر کہ خار سے برنبد در راہ ما از دشمنی
ہر گلے کہ باغ عمرش بشکفتد بے خار باد

ترجمہ: ”جو شخص ہمیں تکلیف پہنچائے اس کو بہت بہت راحت نصیب ہوگی اور جس کسی کا کوئی یار نہ ہو خدا اس کا یار بن جائے۔ جو شخص دشمنی کے قصد سے ہماری راہ میں کانٹے بچھائے اس کی عمر کے باغ کا جو پھول کھٹے خار سے بے خار ہوگا۔“

دکن کے کچھ لوگوں نے ایک دفعہ حضرت شیخ کو بُرا بھلا کہا تھا، حضرت مولانا شاہ نظام الدین (خلیفہ اعظم) نے حضرت کو اطلاع دی تو جواب میں منبر مایا۔

”اگر کوئی شخص ہمیں برائی سے یاد کرتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی شکایت نہیں اس لئے کہ ہم میں اس سے زیادہ برائی

موجود ہیں۔ یہ ان لوگوں کی بڑی مہربانی ہے کہ انہوں نے ہمیں گناہیاں دینے اور برا بھلا کہنے پر پھر بھی کوتاہی سے کام لیا۔ ہم نے اسے معاف کر دیا تم بھی معاف کر دو۔

حضرت شیخ رحمہ کی مقدس تعلیمات

حضرت شیخ کلیم اللہؒ جس وقت منہ رشد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے وہ ایسا نازک وقت تھا جب عدل و انصاف کا نام ہی باقی رہ گیا تھا، ہر طرف نفس پرستی کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ شراب نوشی، عوام و خواص کا ایک شغل تھا، محنت و مشقت کی بجائے عیش و عشرت، عبادت اور عبادت گاہ کی بجائے فسق و فجور اور آرام طلبی نے لے لی تھی۔ امرار کی خوشامد اور ان کی مدح خوانی زندگی کا ایک فرض بن گئی تھی۔ حضرت شیخ نے سجادہ شہنشاہی پر تشریف فرما ہوتے ہی اپنی مقدس تعلیمات سے لوگوں میں دین کا احساس پیدا کیا۔ انسان سب عفاۃ کی اصلاح کی۔ عبادت کی اہمیت اور تخلیق انسان کی غرض و غایت سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ عمل بالقرآن اور اتباع سنت کا ذوق پیدا کیا۔ جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے وہ حق شناس مسکین نواز۔ صاحبِ ایثار و فیض پابندی دہندہ و عبید اور عبادت و ریاضت کے شائق بن جاتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے نور ہدایت نے جن ذروں کو نوازادہ آسمانِ عظمت پر مہرِ ماہِ بکر چکے اور گرم گشتگانِ راہ اس نور ہدایت اور نور معرفت کی روشنی میں

منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ بعض اراکین دولتِ منق و بنجور سے تا مابہر کر پاک باز بن گئے۔

شانِ خطابت

حق تبارک تعالیٰ نے حضرت شیخ قدس سرہ کی زبان فیضِ ترجمان میں ایسی تاشبِ عطا فرمائی تھی کہ آپ کے سحرِ آخری کلام سے ہزار ہا گمراہ راہِ راست پر آ گئے اور ہزاروں فاسق و فاجر اعلیٰ درجہ کے پرہیزگار بن گئے حضرت شیخ قدس سرہ کے وعظ و پنہ کا ایک ایک لفظ سامعین کے قلب پر نقش کا لچر ہوتا تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہ اس روانی اور فصاحت کے اور بلاغت کے ساتھ تقریر فرمایا کرتے تھے کہ حاضرین پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ آپ کی تقریر اسرار و معارف کا ایک بے پناہ سمندر ہوتی تھی۔ حاضرین میں زیادہ تر اہل معرفت ہوتے تھے۔ دورانِ تقریر میں کبھی عالمانِ شانِ جلوہ گر ہوتی تھی، کبھی جلالِ کارنگ غالب آ جاتا تھا کبھی رافت و رحمت کی کیفیت نمایاں رہتی تھی۔ حضرت شیخ قدس سرہ کی آواز مبارک کا یہ اعجاز تھا کہ دور اور نزدیک کے سب حاضرین تک یکساں پہنچتی تھی

اتباعِ سنت

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی شفیقہ و دلدادہ تھے۔ آپ کی زندگی اُفتِ نبویؐ کا نجمِ غورنہ تھی

مندرجہ ذیل واقعات سے پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ اتباع سنت رسول کے کس قدر پابند تھے۔

شیخ رشید بن الیوب لکھتے ہیں کہ میں سفر حجاز کے موقع پر حضرت شیخ قدس سرہ کے ساتھ تھا۔ جب مدینہ طیبہ پہنچے اور مسجد تبا جانے کا ارادہ کیا تو ایک مرید نے عرض کیا میں آپ کے لئے سواری کا انتظام کرتا ہوں! حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر مجھے سواری درکار ہوتی تو مل سکتی تھی، حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس سب میں پایادہ جاکر نماز پڑھا کرتے تھے اس لئے میں بھی اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پایادہ جانا پسند کرتا ہوں حضرت شیخ قدس سرہ رحمہم جہل اُحد تک پایادہ جاتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں جس شخص کے پاؤں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے اسی لئے میں پیدل چلتا ہوں کہ مسیکر پیر میں مٹی لگ جائے اور اس بشارت سے مجھے بھی حصہ ملے۔

گذشتہ صفحہ میں آپ حضرت شیخ رحمہم کے صبر استقلال اور حلم کا حال پڑھ چکے ہیں۔ سیرت رسول ص ۴۰۰ سے باخبر حضرات سے یہ بات پریشیدہ نہیں کہ مکہ معظمہ میں دشمنان اسلام رکفار قریش نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ اگر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار کے حق میں بددعا کرتے تو ناممکن تھا کہ ان کا بڑا عرق نہ ہو جاتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ان کیلئے بددعا نہ کی۔ حضور کی دعا ان لوگوں کے حق میں ہمیشہ یہی

ہوتی تھی۔“

”اے خدامیری قوم کو ہدایت فرماؤ بڑے ناہنجہ ہیں۔“
اللہ اسدِ یہ تھی دشمنوں کے حق میں حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی رافت و رحمت۔

حضرت شیخِ کلیم اللہ کی دشمنوں کے حق میں یہ دعا تھی کہ
”ہر کہ مارا رنجبہ دارد راجتیش بسیار باد۔“
اتباعِ دا ستغراقِ سنت نہیں تو اور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ
کی زندگی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ تھی۔



گدا پروردِ جہان پروردِ کلیم اللہ ولی تم ہو

فنائے حسنِ پیغمبرِ کلیم اللہ ولی تم ہو
جہانِ عشق کے سرورِ کلیم اللہ ولی تم ہو

ہدایتِ یاب ہے دنیا تمہارے بابِ رحمت

مرے آقا مرے مہرِ کلیم اللہ ولی تم ہو

تمہارے در سے سائلِ خدیو لیاں بھر بھرتے ہیں

سخنی داتا گدا پرورد، کلیم اللہ ولی تم ہو

ملی ہے دولتِ صدق و صفا صدیق اکبر سے

سہرا یا صورتِ حیدر، کلیم اللہ ولی تم ہو

تمہارے بادکشِ سرمت صہبائے ولایت ہیں

محبتِ ساقی کوثرِ کلیم اللہ ولی تم ہو

ہو تم مندر نشین خواجہ معین الدین چشتی کے

معین بے کس دے زرِ کلیم اللہ ولی تم ہو

محبت ہے تمہاری اصلِ ایمان جو مرغان

محبت کے حبس پیکرِ کلیم اللہ ولی تم ہو

تہی دامنِ رقیس بے نیاز مجلس میں حاضر ہے

گدا پرورد، جہاں پرورد، کلیم اللہ ولی تم ہو

حضرت شیخؒ کے معمولات

حضرت شیخ کلیم اللہ اگرچہ آفتابِ علم و معرفت تھے لیکن اکثر اوقات خاموش رہتے تھے۔ اور اگر کسی وقت کسی عنوان پر تقریر فرماتے تو سامعین پر وجہ و کیف کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ زبانِ فیض ترجمانی میں حیرت انگیز تاثیر و کشش تھی۔ حضرت شیخؒ کا معمول تھا کہ رات کو بالکل آرام نہ فرماتے تھے۔ ہمیشہ باوجود رشتہ تھے اور ہر صبح کے ساتھ دو رکعت تحفۃ الوصوٰء ادا فرماتے تھے۔ حضرت کا معمول شریف تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد خلوت اختیار کر کے عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اس وقت کسی شخص کو حجرہ شریف میں آنے کی اجازت نہ تھی۔ طلوعِ سحر تک عبادت میں مشغول رہتے۔ فجر اور ظہر کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت روزمرہ کا معمول تھا۔

حضرت شیخؒ کو تلاوتِ کلام پاک کا بے حد شوق تھا، کبھی کبھی حجازی انداز میں تلاوت فرماتے تھے کبھی کبھی ایسی خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے کہ سامعین وجد و کیف میں غرق ہو جاتے تھے۔ تلاوت کرتے کرتے آپ خود بھی اشکبار ہو جاتے تھے۔ حضرت شیخؒ کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ حضرت کے ایک حاضرِ باش مریض کا بیان ہے کہ آپ نے بیس سال تک عشاء کی وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

اشنائے تلاوت میں جہاں جہاں انعاماتِ خداوندی کا تذکرہ آتا۔ ان آیتوں کو بار بار و الہانہ انداز سے دوہرایا کرتے تھے۔ ان آیات کو پڑھتے پڑھتے مراقبہ اور مشاہدے میں متغرق ہو جاتے۔ اس وقت حضرت کا چہرہ نہایت سراپا

نور بن جاتا تھا۔

سادگی اور بے نفسی

سادگی اور بے نفسی ایمان کی علامت ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

الْبِنَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ سادگی بھی ایمان کا جزو ہے۔
آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیحد سادگی پسند تھے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے سوٹے کپڑے کی ایک قمیص اور ایک تہمد نکال کر صحابہ کرام کو دکھلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ ان ہی دو کپڑوں میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تھا۔ اس سادگی کے باوجود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت نہایت نفاست پسند تھی۔ لباس صاف مسخر اپنتے تھے۔ خوشبو استعمال کرتے تھے۔ بعینہ یہی حالت ہمارے سرکارِ حضرت شیخِ کلیم اللہ رحمہ کی بھی تھی۔ روزانہ صبح اٹھ کر غسل فرما کر صاف و شفاف لباس زیب تن فرمانا آپ کا معمول تھا۔ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ حضرت شیخ رحمہ اگر کسی سفر میں تشریف لیجاتے تو اپنے خادم کو زیادہ سے زیادہ آرام پہناتے تھے اس سادگی اور بے نفسی کے باوجود آپ کے رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے امراء آپ کے سامنے آتے گھبراتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ جامع شاہجہانی میں نماز جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ مسجد میں بادشاہ فرخ سیر بھی ہوتا تھا مگر اس

کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ آپ سے ہم کلام ہو

مصیبت زدہ اور بکیوں کی چارہ سازی

حضرت شیخ کی ذاتِ گرامی منہج فیوضِ دبرکات تھی۔ امیر، فقیر، بکیس مصیبت زدہ سب ہی آپ کی ذاتِ گرامی سے فیض حاصل کرتے تھے۔ حضرت کی خدمت میں اگر کوئی مصیبت زدہ حاضر ہوتا تو اس سے نہایت ہمدردی سے دریافت حال فرماتے اور روپیہ پیسے سے مدد فرمایا کرتے تھے۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ خیر یہ بات تو حضرت کی زندگی میں تھی۔ مصالک کے بعد بھی آپ اپنے زائرین، متعلقین، اور متوسلین کی ہر طرح سے امداد فرماتے ہیں جو محتاج بیان نہیں۔

مریدوں پر خصوصی شفقت

خواجہ محمد یوسف رح کا بیان ہے کہ حضرت قدس سرہ کو اپنے مریدوں بے حد محبت تھی اپنے کسی خادم کو تکلیف میں دیکھ کر بے قرار ہو جاتے تھے۔ اگر کسی مرید کی بیماری کا علم ہو جاتا تو آپ اس کے مکان پر مزاج پرسی کے لئے تشریف لے جاتے اور صحت کے لئے دعا فرماتے تھے۔

بے مثال عفو و درگزر

حضرت شیخ کے بے پناہ عفو و کرم کا یہ عالم تھا کہ جن لوگوں نے اپنی لغات

کے نشے میں آپ کو تکالیف پہنچائی تھیں۔ آپ نے ان کے حق میں کبھی بددعا نہ کی اگر کسی خادم سے کسی وقت کوئی نقصان ہو جاتا تھا تو غصہ کا اظہار تو کیا، تسکین آمیز لہجہ سے اس کی ندامت اور پریشانی دور کر دیتے تھے۔ التفات اور نظرِ کرم کی یہ حالت تھی کہ ہر مرید یہی سمجھتا تھا کہ حضرت محمدؐ سے زیادہ محبت فرما رہے ہیں۔

ذوقِ سماع

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ سماع کے سچے شائق تھے لیکن حضرت کی محفلِ سماع میں ہر کس و ناکس کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ سوائے مریدوں کے کسی شخص کو محفلِ سماع میں حاضری کی اجازت نہ تھی۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے جن گمراہیوں کے متعلق اپنے زمانہ میں آواز اٹھائی تھی ان میں ایک مسئلہ سماع بھی تھا۔ اس لئے کہ خواجگانِ حشمت نے اس غذائے روحانی سے فائدہ اٹھانے کے لئے جو شرائطِ مقرر کی تھیں اٹھارویں صدی میں ان کا لحاظ پاس منتر و کب ہو گیا تھا۔ حضرت شیخ کی ہدایت تھی کہ ان کے مرید یا تو ہماری طرح محفلِ سماع کیا کریں ورنہ بجائے محفلِ سماع کے اپنا وقت مراتب میں صرف کیا کریں۔

حضرت شیخ کی تصانیف

حضرت شیخ کلیم اللہ کی تصانیف کا اجمالی تذکرہ گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔ حضرت شیخ نے تصانیف کا جو بیش بہا ذخیرہ چھوڑا ہے اس کا

اُم کے علمی تجربہ اور جامعیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مناقبِ فریدی میں حضرت رحمہ کی کل تصانیف کی تعداد ۳۲ مذکور ہے۔ انیسویں زمانہ کے دستبرد سے تصویف، کی چند کتابیں بچی رہیں جو طبع ہو کر منظر عام پر آ گئی ہیں ان کے نام حسبِ ترتیب (۱) عشرہ کاملہ - (۲) سوارِ جیل (۳) کشکولِ کلیبی (۴) مرقعِ کلیبی (۵) مکتوبات حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے قرآن مجید کی تفسیر نہایت اعلیٰ پایہ کی یعنی قرآن القرآن کے نام سے لکھی تھی حضرت مولانا شاہ فخر الدین رحمہ نے یہ اصل نسخہ دہلی کے بازار میں کسی دوکاندار سے گراں قیمت دے کر خرید لیا تھا۔ ۱۹۲۷ء میں یہ تفسیر میرٹھ کے ایک پریس نے قرآن مجید کا پُرچھاپ کر شائع کی تھی۔

متذکرہ بالا پانچ کتابوں میں چار اول الذکر کتابیں تصویف سے متعلق ہیں ان چاروں میں کشکول اور مرقع زیادہ تر مشہور ہیں کشکول میں روحانی ترقی کے اعلیٰ مدارج اور دشوار گزار راہوں کا ذکر ہے۔ مرقع میں اس تمام ساز و سامان کی تفصیل بتائی گئی ہے جس کی اس سفر میں ضرورت پیش آتی ہے۔ ان دونوں کتابوں نے مجموعی حیثیت سے ایک مکمل ضابطہ روحانی کی شکل اختیار کر لی ہے جو عہدِ قدیم میں فوائدِ انوار اور کشف المحجوب کو حاصل کھتی۔ ان دونوں کتابوں کا مختصر خلاصہ اس کتاب میں قابلِ ملاحظہ ہے۔



دُرِ خُف کی ہے چمک سنگِ درِ کلیم میں

جذبِ تجلیاتِ عرش میں نظرِ کلیم میں
دقتِ سجدِ بڑھگئی لوحِ حبیب کی آفتاب
حاصلِ کیفِ حرمِ عشقِ جامِ جہاں نہ تھا
میرِ خُف کو مانتے سے پی ہر شرابِ معرفت
کیوں نہ مریضِ عشق ہو فکر و دوا کی نیاز
سلطنتِ فنا بقا، میرِ عرب نے کی عطا
دولتِ عشقِ مصطفیٰ سائلِ درِ کوہِ ملکئی
چشمِ زون میں فخر کو فخرِ زماں بنا دیا
سایہِ فلک ہے قبرِ پرطوبی کی سبزِ الیا
دادی سینا، سینہ ہو جلوہ شمعِ طور سے
نادِ خواجگانِ چشت، میکے چلے سو سرفروشت

تماشِ برقِ طور ہے رہ گزرِ کلیم میں
دُرِ خُف کی ہے چمک سنگِ درِ کلیم میں
ہے مئے کوثر و طہور جامِ زرِ کلیم میں
باوہِ چشت کا شمار ہے نظرِ کلیم میں
خاکِ شفا کا ہے انزِ خاکِ درِ کلیم میں
عکسِ ہلالِ بدر ہے تاجِ سرِ کلیم میں
حالتِ دل بدل گئی اک نظرِ کلیم میں
فقر و غنا کا ہر مقام ہے انزِ کلیم میں
باغِ جناں کے پھول ہیں ہر جزِ کلیم میں
لوزِ نظر ہے دیدہ حقِ نگرِ کلیم میں
جراتِ عرضِ حال ہو نامہ برِ کلیم میں

یادِ خدا ہے قلب میں کعبہ ہے جنتِ نظر
صرفِ سجد ہے حنیفا رہ گزرِ کلیم میں

حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے تبلیغی و اصلاحی کارنامے

حق تبارک و تعالیٰ نے بعثت رسول علیہ السلام کا مقصد ان الفاظ میں

کلام پاک میں بیان فرمایا ہے :-

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ
بِالْهُدَىٰ وَذِينَ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ
عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ط

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے رسول کو
ہدایت اور دین حق عطا فرما کر بھیجا ہی
تاکہ دین حق تمام ادنیٰ عالم پر غالب آجائے

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی تبلیغ و اشاعت میں جس
سرگرمی اور جانفشانی سے کام لیا اس کی تفصیلات سے سیرت اوزنار کے
صفحات بھر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے نام عام فرمان بھٹا
بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ اِتَيْتُمْ
سیر پڑھنے والوں کو پہنچا دو خواہ وہ ایک آیت
ہی کیوں نہ ہو۔

اولیاء اللہ چونکہ حقیقی معنی میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیچے نائب ہیں اس لئے ان کی ذمہ داری دوسروں سے کہیں زیادہ بڑھی
ہوتی ہے۔

حضرت شیخ کلیم اللہ جو وقت مسند شینت پر جلوہ افروز ہوئے اس وقت
لوگوں کے دلوں پر مادیت کا رنگ چڑھا ہوا تھا تھا۔ عیش پرستی اور فحش پروری
کا دور دورہ تھا۔ طاعت و عبادت کے بجائے لوگ اپنا قیمتی وقت لہو و لعب
میں گزارتے۔ جوا۔ شراب نوشی۔ عیاشی۔ زندگی کا عام مشغلہ تھا۔ اور نگاہ

عالمگیر کے عہد حکومت کا آخری زمانہ تھا۔ بغاوتیں ہو رہی تھیں بادشاہ ان کے دبانے میں مصروف تھا۔ بادشاہ شاہی خاندان اور فوج کا اکثر حصہ دکن کی مہم پر لگا ہوا تھا۔ دہلی۔ آگرہ۔ لاہور اپنی عظمت کو خیر باد کہہ چکے تھے اسلامی ہند ایک تاریخی عبوری دور سے گزر رہا تھا ایسے وقت میں سرمایہ ملت کی حفاظت کرنا بہت ہی کٹھن کام تھا۔

حضرت شیخ کلیم اللہ رحمہ اللہ نے اپنے محبوب خلیفہ مولانا شاہ نظام الدین کو تبلیغ و اصلاح کیلئے دکن روانہ فرمایا اور ان کے نام ہدایت نامہ جاری کیا کہ: ”تم جہاں کہیں بھی ہو اعلیٰ کلمۃ الحق میں مصروف رہو اور اپنی جان و مال کو اس راہ میں صرف کر دو“

”دینی اور دنیاوی فیض دنیا کو پہنچاؤ۔ اور اپنا عیش و آرام لوگوں پر نہ کر دو“
 ”مشرق سے مغرب تک اعلیٰ کلمۃ الحق کے لئے کوشش کرو“
 ”بندگانِ خدا کے دل سے دنیا کی محبت ختم کر دینی چاہیے“

”لوگوں کو سمجھاؤ کہ دنیا نفس پروری اور تنہا آسانی کی جگہ نہیں ہے“
 ”قیامت کے دن خدا و رسول کے نزدیک وہی شخص مقرب ہو گا جو ایمان کا نور باطنی پھیلانے میں کوشش کرنے والا ہو گا“ (مکتوبات)

حضرت شیخ کلیم اللہ کی تمنا تھی کہ ان کے تمام مرید اشاعت اسلام اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔ اسی مقصد کے پیش نظر وہ خاص خاص مریدوں کو خلافت عطا فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت مولانا شاہ نظام الدین نے ایک شخص کے لئے خلافت کی سفارش کی تو حضرت شیخ رحمہ اللہ

ارشادِ سرمایا:-

”جب تک اعلائے کلمۃ الحق کیلئے کمر نہ باندھ لی جائے خلافت سے کیا نائدہ؟“
 حضرت شیخ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغِ اسلام اور احیائے دین کی کوشش کرو۔ ہمارے بزرگوں (مشائخ) کا یہی مسلک رہا ہے۔ اس میں کوتاہی اچھی نہیں۔“
 حضرت شیخ قدس سرہ کا تمام خلفاء کے نام حکم تھا کہ اعلائے کلمۃ الحق میں جان توڑ کوشش کی جائے۔ ملک کے مختلف حصوں میں پھر کر اس اہم ترین فریضہ کو انجام دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مندی اسی بات سے حاصل ہوگی کہ فرزندانِ آدم کے مفاسد کی اصلاح کی جائے۔ حق تبارک تعالیٰ نے اسی اہم خدمت کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا تھا۔ (مکتوبات)

عرض ایک طرف حضرت شیخ نے دعوت و اصلاح کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں خلفاء کا تقرر فرما رکھا تھا۔ دوسری طرف آپ خود بھی زندگی کے آخری سانس تک ہدایت اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف رہے۔ مکتوبات کے صفحہ ۲ پر جامع مکتوبات نے لکھا ہے:-

وہ ہدایت خلق اللہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے خلقت کو ہدایت اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے تمام لوگوں کو شش بلین بکا بردند مستند رعایائے ثابت ہے کہ حضرت شیخ کے مواعظ و ارشادات سے لیم و مسائل تک تیرہ ہزار غیر مسلم آپ کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

دکن میں حضرت مولانا شاہ نظام الدینؒ کی تبلیغی کوششوں سے غیر مسلم خاندانوں کے خاندان مسلمان ہو گئے۔ مذکورہ نویوں کا بیان ہے کہ دکن میں حضرت شاہ نظام الدینؒ کی

تبلیغی و اصلاحی کام کی نگرانی

حضرت شیخ کلیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں کی اصلاح و تربیت کے لئے ایک تنہا مکمل نظام قائم کر رکھا تھا۔ حضرت شیخ صاحب دہلی میں بیٹھے بیٹھے ان تمام خلفاء کی جو تبلیغی و اصلاحی کام پر مامور کئے گئے تھے نہایت سختی سے نگرانی فرماتے تھے اور ان سے بار بار دریافت فرماتے رہتے تھے کہ اصلاحی پروگرام کا کیا نمبر مرتب ہوا۔ معمولی سے معمولی معاملات پر مرکز سے ہدایت جاری ہوتی رہتی تھیں۔ تمام مریدوں کو حکم تھا کہ وہ باقاعدہ اپنے حالات سے مرکز کو مطلع کرتے رہیں۔ اگر کسی سبب سے اطلاع یاہی میں تاخیر ہو جاتی تو یہ امر آپ پر شاق گذرتا تھا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی ہدایت تھی کہ مرید آپ کو جو خط تحریر کریں اس میں واردات حالات اور تقسیم اوقات کی پوری پوری تفصیل درج ہو تاکہ یہ پتہ چلتا رہے کہ وقت کن کن مشاغل میں صرف ہو رہا ہے اور فرائض منصبی کی ادائیگی میں سرگرمی کا کیا حال ہے۔ حضرت شیخ نے اپنے مریدوں کی پوری نگرانی اور حفاظت کے لئے ان کی خلوت و جلوت کا پورا پورا پروگرام مرتب کر رکھا تھا۔ حضرت شیخؒ پابندی اوقات پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ حضرت رحمہ کا ارشاد تھا:-

ضبط اوقات آنکہ مدارِ خیر ﴿ جو شخص وقت کا پابند نہیں ہے
الدُّنْيَا الْآخِرَةُ سَرَّ ﴿ ﴿مکتوباً﴾ ﴿ خیر الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ كَامِصْدَقٍ ﴿

اور اگر کوئی خلیفہ اپنے پروگرام سے حضرت کو مطلع نہ کرتا یا اطلاع ہی میں

تائیسرہ ہو جاتی تو حضرت شیخ صاحب اس سے خود دریافت کرتے کہ تم نے پروگرام کی اطلاع میں کیوں دیر کی۔

حضرت شیخ صاحب کی خصوصی ہدایت تھی کہ ان کے خلفا سرگرمی اور مشغولیت میں ذرا بھی کوتاہی نہ برتیں۔ حضرت کی تاکید تھی :-

شمارہ کار خود سرگرم تر بشید کہ
ہر کس بر شا شائقِ فتاوند بود
تم اپنے کام میں اور زیادہ سرگرم
ہو جاؤ یہاں تک کہ جو شخص
مگر آنکہ کار شما بکنہ (کوتاہ)

حضرت شیخ کے مکتوبات کے مطالعہ سے
انفرادی اور اجتماعی پروگرام
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ نے مریدوں
کے لئے نظامِ الادقات بھی متعین فرما رکھا تھا۔ فجر کی نماز سے رات تک کا
انفرادی پروگرام بتانے کے بعد حضرت شیخ نے اجتماعی پروگرام کی طرف
اس طرح توجہ دلائی کہ :-

”اہل علم حضرات کو چاہیے کہ تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس بعد نماز
فجر یا ظہر و عصر کے درمیان دیا کریں۔ اور اربابِ شوق انہی اوقات میں ملحق
ہو جائیں اور ان جیسی کتابوں کا درس جاری رکھیں۔“

ذاتی مطالعہ کے لئے حضرت شیخ رحمہ کی ہدایت تھی کہ احیاء العلوم
کیمیائے سعادت اور مشائخِ متقدمین کے تذکرے زیر مطالعہ رکھیں۔ نیز
تذکرۃ الاولیاء، نفحات الانس، منازل السائرین اور رشحات کے مطالعہ
کی بھی حضرت نے خاص طور پر تلقین فرمائی ہے۔

حضرت شیخ رحمہ کی خصوصی ہدایت تھی کہ ان کے خلفاء کو سلسلہ کی رعایت کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ لوگ داخل سلسلہ ہر مرکز دولت فقر سے مالا مال ہو جائیں۔ اور لوگوں کے دلوں کی اصلاح کی کوشش جاری رکھیں تاکہ لوگوں کو دصال اور قریب الہی نصیب ہو۔ (مکتوبات)

حضرت شیخ قدس سرہ کے زمانے میں عطا علیہ السلام خلافت کا معیار خلافت میں بڑی احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کام لیا جاتا تھا۔ کیونکہ نااہل لوگوں کے ہاضفوں میں یہ کام پہنچنے سے گمراہی پھیل جانے کا اندیشہ تھا۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ اسی شخص کو خلافت عطا فرمایا کرتے تھے جسکے متعلق آپ کو یقین کامل ہوتا تھا کہ وہ اپنا جان و مال رعایت اور تبلیغ دین کے لئے وقف کر دیگا۔ خلفاء کو ہدایت تھی کہ صلاحیت اور اہلیت کا اندازہ کئے بغیر اور بدون مرکز کو اطلاع دئے کسی کو خلافت نہ دی جائے اور یہ بات ضرور ملحوظ نظر رہے کہ خلافت صرف اہل علم کو ہی دینی چاہیے۔ کیونکہ عالم کی صحبت میں گمراہی کی ترغیب غیر یقینی ہے۔ نیز حضرت شیخ (طاب اللہ ثراؤ) کا حکم تھا کہ عورتوں کو بھی داخل سلسلہ کیا جائے لیکن ان سے خلوت اور ہاتھ میں ہاتھ دینے سے پرہیز کیا جائے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام مریدین اتباع شریعت کی ہدایت خلافت کو اتباع شریعت کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شیخ صاحب کا حکم تھا کہ داخل سلسلہ تمام لوگوں کو پتہ کرانی چاہیے کہ وہ اپنا ظاہر شریعت سے آراستہ رکھیں اور باطن عشق الہی سے

حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص شریعت پر نہیں چلتا وہ گمراہ ہے۔ ایسا آدمی طریقت و حقیقت کے منازل کبھی طے نہ کر سکے گا۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی شخص کا روحانی بلندی یا پسینی کا حال معلوم کرنا ہو تو ظاہری شریعت کے معیار پر اس کو جانچ لیا جائے۔ جو شخص جس درجہ شریعت کا پابند ہو گا اسی قدر اس کی روحانیت بلند ہوگی۔ اور جو شخص جس قدر پابندی شریعت میں کمزور ہوگا اتنی ہی اس کی روحانیت ضعیف ہوگی۔

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ
امراء سے زیادہ اختلاط اچھا نہیں
دہلی ر کے زمانہ تک مشائخ حیثیت
کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ امراء و سلاطین سے کسی ستم کا تعلق نہ رکھتے تھے حضرت
چراغ دہلی ر کے وصال کے بعد ہندوستان کی اسلامی حکومت کا زوال شروع
ہو گیا۔ امراء و دروڑ ساری اگرچہ کمی نہ بھتی مگر وہ شتم جس نے امت مسلمہ کی
شیرازہ بندی کر رکھی تھی کمزور پڑ گیا تھا۔ اندریں حالات بعض مصلحتوں
کی بنا پر ضروری تھا کہ احیائے ملت اور ترویج سلسلہ کیلئے سوسائٹی کے کسی
حصہ کو بغیر اندازہ نہ کیا جائے۔ دولت مندوں کو بھی داخل سلسلہ کیا جائے۔ امراء
اور اہل دزل کو سلسلہ میں داخل کرنے سے یہ غرض مقصود نہ تھی کہ وہ درویشی
کے درجات و مراتب طے کر لیں بلکہ یہ مقصد تھا کہ ان لوگوں کے شامل ہونے
سے بہت سے اور لوگ بھی داخل سلسلہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ عوام کی نظر
میں امراء اور اہل دزل کا سلسلہ میں شامل ہونا بہت اہمیت رکھتا ہے۔
دکن میں حضرت شاہ نظام الدین کی خانقاہ میں دولت مندوں کا

ہجومِ جُرحے لگا تو انہوں نے اس بارے میں حضرت شیخ قدس سرہ سے رجوع کیا تو انہوں نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ اسرار اور دولتمند فقیر یا درویش نہیں بن سکتے اس لئے ان لوگوں سے زیادہ امیدیہ دالبتہ نہیں کرنی چاہئیں۔ ان لوگوں سے اتنا اختلاط بھی اچھا نہیں کہ اپنے کام میں خلل اور روحانی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو۔ ہاں اگر کوئی امیر شہساز درپر آئے تو اس کو آنے سے منع نہ کرو اور خود ان کے درپر نہ جاؤ۔ اسرار و سلاطین کے محلات کا طواف کرنے سے ایمان کی رونق چلی جاتی ہے۔

کشف کرامات اور خوارق

دعاء کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہی بارش شروع | حضرت شیخ ابو الحسن مودودی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ دہلی کے چنبرہ اثر علماء نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اساک باران کی شکایت کی۔ حضرت شیخ نے دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ بارگاہِ الہی میں عرض کیا، ”یا الہی اپنے بندوں پر رحم فرما“ اسی وقت بارش شروع ہو گئی اور ایک دن رات مسلسل ہوئی رہی۔

انہ صے کی آنکھیں روشن ہو گئیں | روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ رحمہ صحر کی طرف جارہے تھے راستے میں ایک نابینا کو دیکھ کر اس کی حالت زار پر رحم آیا۔ خدا سے دعا

کی یا اللہ اس کی آنکھوں کی روشنی بحال ہو جائے۔ اسی وقت اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

کنوئیں کا پانی میٹ تک آگیا | حضرت خواجہ محمد یوسف رحمہ لکھتے ہیں۔

حج کو جا رہے تھے راستہ میں بیرحالی کے قریب پیاس کا غلبہ ہوا، کنوئیں پر پہنچے تو وہاں ڈول رسی نادرہ۔ حضرت نے فرمایا، جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں پانی لے لینا۔ حضرت جاننا نہ بھلا کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ ابھی آپ نے میت ہی بانٹھی تھی کہ کنوئیں کا پانی منہ تک آگیا۔ ہم سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ ایک آدمی نے مشکیزہ بھر لیا۔ پانی اسی وقت نیچے اتر گیا۔ حضرت شیخ رحمہ نے نماز سے فراغت کے بعد فرمایا، اسوس ہم لوگوں نے خدا پر بھروسہ نہ کیا۔

سورت کا ایک مشہور پارسی فرامرز فیروز حضرت کا ہاتھ آگ سے نہیں جلا | آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے

فرمایا تمہاری ساری عمر آتش پرستی میں گزری لیکن کوئی نائدہ حاصل نہ ہوا۔ میں نے آج تک آگ کی پوچھا نہیں کی لیکن آگ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی، تم پیاس برس سے آگ کی پوچھا کر رہے ہو، دیکھیں وہ تمہارے ساتھ رہا عایت کا کیا بتاؤ کرتی ہے۔ آؤ ہم تم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالیں میرا ب اگر چاہے تو آگ کی مجال نہیں ہے کہ ذرہ برابر نقصان پہنچائے یہ کہہ کر آپ نے آگ میں ہاتھ ڈال دیا۔ ادب بہت دیر

بیک ڈالے رکھا۔ بڑی دیر کے بعد حضرت نے آگے ہاتھ نکالا تو ایک روٹیاں نک
 نہ جلا تھا۔ فرامرز یہ حال دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ عرض گزار ہوا۔ حضرت میری
 عمر کا اکثر حصہ یوں ہی ضائع اور برباد ہو گیا ہے اب کیا کروں؟ حضرت نے
 فرمایا مسلمان ہو جا۔ فرامرز نے کہا میں اسلام قبول کرنے کو تیار ہوں لیکن
 شرط یہ ہے کہ خدا کے یہاں گزشتہ گناہوں کی سزا میں عذاب نہ ہو۔ حضرت
 شیخ نے فرمایا اللہ کے دامن رحمت میں بڑی وسعت ہے تم مسلمان ہو جاؤ
 کچھ نہیں ہو گا۔ فرامرز اسی وقت برضا و رغبت خود مسلمان ہو گیا۔

سفر حج میں غیبی کھانا آتا تھا | ایک شخص ابو حذرہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے ساتھ
 کہ حضرت شیخ جن جنزل پر قیام فرماتے تھے وہاں غیبی کچھ روٹیاں اور محقر طر اس
 پائی آ جاتا تھا۔

۱۲۱۲ھ ہجری میں صفیان
 ردی کا ٹکڑا کھاتے ہی فلسفی کا دل صاف ہو گیا | ایک فلسفی حضرت شیخ
 کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس فلسفی نے علیم معشت پر چند اعتراضات کئے
 حضرت شیخ قدس سرہ اس وقت جو کہی ردی تناول فرما رہے تھے آپ نے
 ردی کا ایک ٹکڑا فلسفی کو عطا فرمایا۔ ردی کا ٹکڑا کھاتے ہی اس فلسفی کا
 دل شہوات سے پاک ہو گیا چشم زدن میں کایلیٹ گئی اور وہ معرفت کی حمایت
 میں تقریر کرنے لگا۔

آسمان سے خوانِ نعمت کا نزول | حضرت شیخ نعیم الدین حشتی لکھتے ہیں

کہ سفر حج کے موقعہ پر میں حضرت شیخ صاحب کے ساتھ تھا۔ دن بھر سفر کرنے کے بعد شام کو ایک ایسی منزل پر دستام کیا جہاں آبادی بہت کم تھی حضرت شیخ روزہ سے تھے۔ غروب آفتاب کے بعد پانی سے روزہ افطار کر کے نماز میں مشغول ہو گئے اسی وقت آسمان سے ایک طباق اُترا جس میں چھ روٹیاں اور کھجوریں رکھی ہوئی تھیں سلام پھیرنے کے بعد حضرت شیخ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اللہ تر ہزار ہزار شکر ہے کہ توستے میری لاج رکھ لی اور میرے ساتھی کو غیبیے رزق عطا فرمایا۔

ایک اور آپ کی نصیحت سے عارِ کامل ہو گیا ایک شخص کو کسی عورت سے میں اس قدر دیوانہ تھا کہ رات بھر محبوبہ کے مکان کا طواف کیا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اتفاقاً حضرت شیخ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا: میاں صرف ہوئے نفسانی کی خاطر رات بھر تکلیف اٹھاتے ہو۔ اگر اتنی مشقت نماز پڑھنے میں برداشت کرتے تو نہ معلوم تم کیا بن جاتے! حضرت شیخ نے ان الفاظ کا اس شخص کے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت توبہ کر لی اور عبادت الہی میں مشغول ہو گیا اور حضرت شیخ کی دعا سے عارفِ کامل بن گیا۔

انکلیون پانی کے فوارے جاری ہو گئے حضرت شاہ محمد ہاشم کا بیان ہے کہ ۱۳۳۵ھ ہجری میں جب حضرت شیخ قدس سرہ ہجرت حجاز میں تھے تو ایک منزل پر پانی کی سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ پانی ختم ہو گیا تھا۔ ایک سوداگر کے پاس ایک لوٹے میں پھوڑا سا پانی تھا

حضرت شیخؒ نے لوٹے میں ہاتھ ڈال دیا۔ انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔ سب لوگوں نے خوب سیر سو کر پانی پیا اور شکیزوں میں بھر لیا۔

ایک لوٹا دودھ تمام حاضرین کیلئے کافی | ایک بوٹے میں دودھ لے کر

آیا۔ ارشاد ہوا سب حاضرین کو پلاؤ۔ خواجہ محمد یوسف نے پیالہ لے کر تمام حاضرین کو تقسیم کیا۔ تقسیم کرنے کے بعد لوٹے میں جتنا دودھ تھا اتنا ہی بچا رہا۔

حضرت کی دعا اسودہ | خواجہ محمد شریفؒ بیان فرماتے ہیں، کہ شروع شروع میں میری مالی حالت خراب تھی

ایک روز میں نے حضرت سے التجا کی کہ میری آسودہ حالی کیلئے دعا فرمادیجئے۔ حضرت نے دعا فرمائی۔ چند روز میں میری حالت بہتر ہو گئی۔

ایک آوارہ متقی پر ہیز گار بن گیا | خواجہ محمد یوسفؒ کا بیان ہے کہ میں اپنے ایک عزیز کو جو نہایت ادب و باش اور

آوارہ تھا پیش کیا عرض گزار ہوا۔ اس کی اصلاح حال کیلئے دعا فرمائیے۔ حضرت شیخؒ نے اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر رکھ دیا۔ اسی دن وہ نوجوان متقی پر ہیز گار بن گیا۔ دوح کے اور پر مدینہ میں سکونت اختیار کر لی۔

ہاتھ رکھتے ہی لوٹی ہوئی ہڈی جڑ گئی | حضرت شاہ محمد ہاشم کے عزیز

ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی، شاہ ہاشم صاحب ان کو ساتھ لیکر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا ٹانگ پھیلاؤ، مریض نے ٹانگ پھیلا دی۔ حضرت نے

ٹوٹی ہوئی ہڈی پر ہاتھ رکھ دیا وہ شخص اسی وقت تندرست ہو گیا۔

حضرت شیخ کے مریدین کی ایک خصوصیت | خواجہ محمد شریف کا بیان ہے کہ میرا قریب ترین مشاہدہ ہے

کہ جو شخص حضرت کے سلسلہ میں داخل ہو جاتا اس کے دل میں رقت اور بے پناہ غم و استقلال پیدا ہو جاتا تھا۔ بعض غیر مسلم مریدوں کو جو اسلام قبول کر کے حضرت کی بیعت ہو گئے تھے اپنے مال اور جائیداد سے محروم ہو گئے۔ اور بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کے استقلال میں فرقہ برابری نہ آیا۔ انہوں نے بڑا درغبت خود اپنی تمام املاک اسلام پر قربان کر دیں اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں اسلام سے برگشتہ نہ کر سکی۔

آگ سرد ہو گئی | حضرت ابوالسحاق چشتیؒ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ محترم ایک روز معرفت پر تقرر کر رہے تھے سردی کا موسم تھا۔ انگلیٹھی روکشی

تھی یکا یک کیفیت طاری ہو گئی اور آپ سجدہ کی حالت میں انگلیٹھی پر گر پڑے۔ مریدوں کو خطرہ محسوس ہوا کہ آگ سے نقصان نہ پہنچ جائے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو بالکل محفوظ تھے

حضرت شیخ کا کشف | حضرت خواجہ ابوبکر رشتیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ اس کا

نام لے کر لپکارتے تھے وہ شخص دریافت کرتا۔ حضورؐ آپ کو میرا نام کس طرح معلوم ہوا تو ارشاد فرماتے ہمیں اس نے علم عطا فرمایا ہے جو سب بڑا عالم ہے۔ اور اوست میں میری روح نے تمہاری روح کو شناخت کر لیا تھا وہ شناخت آج بھی کام آگئی

بھولا ہو قرآن شریف یاد آگیا | حضرت کے زمانے میں ایک شخص البوارثہ زنگ محل کے قریب رہا کرتا تھا وہ اعلیٰ درجہ

کا حافظ و قاری تھا۔ بعض گناہوں کی شامت اعمال سے قرآن مجید اس کے ذہن سے محو ہو گیا۔ البوارثہ سخت پریشان تھا۔ خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں سے توبہ کی، حضرت شیخ نے اس پر نظر توجہ ڈالی۔ اسی وقت اس کو سارا قرآن مجید یاد ہو گیا۔

جہنما کی طغیانی ایک گھنٹہ میں ختم | شاہ محمد ہاشمؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دریائے جہنم میں شدید طغیانی

آگئی۔ تمام شہر والے پریشان ہو گئے۔ چند بزرگوں نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا، حضرت اس طوفان کو روکنے، ورنہ دلی دالوں کی جان خطرے میں ہے۔ حضرت شیخ اسی وقت قرآن شریف پڑھتے ہوئے لیکر جہنم کے کنارے تشریف لے گئے اور دربارِ الہی میں التجا کی! اے معبود کیا تو ہمیں ایسی حالت میں غرق کر دے گا جبکہ تیری مقدس کتاب ہمارے پاس ہے؟ اسی وقت دریا کا طوفان اور جوش کم ہو گیا، اور دریا کی طغیانی ایک گھنٹہ میں ختم ہو گئی۔

حضرتؒ کی برکت | حضرت خواجہ ضیاء الدین کا بیان ہے کہ حضرت کے ایک مرید کے باغ میں کافی تعداد میں انار کے درخت

تھے لیکن انار ترش ہوتے تھے۔ مرید نے اپنے پیرو مشد سے عرض کیا، حضرت باغ میں چل کر دعا فرمائیجئے۔ حضرت باغ میں تشریف لے گئے۔ مرید نے چار انار پیش کئے۔ حضرت نے دعا فرمائی، یا اللہ ان پھلوں کو شیریں کر دے؟ اسی دن

سے تمام پھل شیریں ہو گئے۔

ہم نے تمہارا دل صاف کر دیا | ایک مرتبہ حضرت کے ایک مرید نے ایک مجذوب
فقیہ کا منہ صاف کیا۔ حضرت نے اس
طرزِ عمل کو پسند کرتے ہوئے فرمایا: تم نے ہمارے دوست کا منہ صاف کیا
ہم نے تمہارا دل صاف کر دیا یہ فرماتے ہی اس مرید کی حالت بدل گئی۔ اور
کامل درویشیوں میں شامل ہو گیا۔

آنانکہ خاک را بہ نظر کمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بمانند
(خاتم شہیر حسن)

اولادِ محجاد

حضرت شیخ قدس سرہ کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ لڑکیوں
کے نام خواجہ محمد۔ حامد شعیب۔ محمد فضل اللہ۔ محمد احسان اللہ تھے
لڑکیوں کے نام یہ تھے۔ بی بی فخر النساء۔ زمین بی بی۔ بی بی رابعہ۔
خواجہ محمد کا انتقال آپ ہی کی زندگی میں ہو گیا۔ باقی اولاد آپ کے وصال
کے بعد حیات رہی۔

حضرت کے وصال کے بعد صاحبِ جبرِ اول کی اولاد باقی نہ رہی تھی اس وجہ
سے آپ کے انتقال کے بعد آپ کی دختر بی بی زینب عرف بی بی مصری آپ کے
مزار کی منتوی ہوئیں ان کے بعد ان کے صاحبِ زادے شاہ محمد غوث
صاحب (خلیفہ حضرت مولانا خضر الدین صاحب) اور ان کے بعد ان کی صاحبِ زاد

حسینی بیگم اور ان کے بعد ان کی صاحبزادی امامی بیگم متولی ہوئیں۔
 امامی بیگم کے چھ سات لڑکے تھے۔ امامی بیگم کے انتقال کے بعد
 ان کے صاحبزادے محمد صاحب جعفری متولی ہوئے اور ان کے بعد سید
 عبدالغنی جعفری متولی و سجادہ نشین ہوئے ان کے انتقال کے بعد صاحبزادہ
 محمد حسین سجادہ نشین بنے جو باضابطہ طور پر حقوق بنام صاحبزادہ
 محمد حسن صاحب فاروقی منتقل کر کے پاکستان چلے گئے۔
 (ارشاداتِ کلیمی ص ۶)

نظر اٹھا کے جوئے کلیم دیکھ لیا

نظر اٹھا کے جوئے کلیم دیکھ لیا عروجِ جلوہ حسنِ قدیم دیکھ لیا
 بنا لیا ہے میرے دل کو اپنا کاشانہ ترنیِ نطر کا مذاقِ سلیم دیکھ لیا
 کلامِ پاک کا اعجازِ معرفت میں لے حضورِ روضہ خواجہ کلیم دیکھ لیا
 بروں کیو سٹے بھی عام ہے غایتِ خاص کماںِ لطفِ مزاجِ کلیم دیکھ لیا
 سحر کے وقت جو تہا ہر رنگِ باغِ رسول ترے کرم سے وہ مریجِ نسیم دیکھ لیا
 چھپا ہوا ہے جو کعبہ کے پردہ در میں وہ جلوہ ہم نے نہیں اے ندیم دیکھ لیا
 درِ کلیم پر پہ سر کو جھکا کے اے عرفی
 محمدِ عربی کا سرِ کلیم دیکھ لیا

خلفائے عظام

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ نے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چیراغ دہلی رح کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ کا جو مرکزی نظام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر قائم کیا تھا اس کا ایک دھندلا سا خاکہ گذشتہ صفحات میں پیش کیا جا چکا ہے اسی کتاب کے شروع میں سلسلہ نظامیہ کے بانی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی رضی اللہ عنہ کے حالات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے سلسلہ چشتیہ کی اشاعت اور اس کے حلقہ اثر کو وسیع تر بنانے کے لئے ملک کے گوشے گوشے میں سات سو خلفاء بھیج رکھے تھے حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ نے بھی اسی پنج پر سلسلہ کی تجدید و تنظیم کی تھی ظاہر ہے کہ اتنے عظیم الشان پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہندوستان جیسے طویل و عریض ملک میں دس پانچ خلفاء سے کام نہیں چل سکتا۔ ہندوستان میں یقیناً کئی صد خلفاء ہوں گے۔ ان میں کہ طویل جستجو کے بعد بھی آپ کے خلفاء کی مکمل فہرست اور حالات دستیاب نہ ہو سکے تاہم پنج خراجگان چشت میں حضرت کے صرف اٹھارہ خلفاء کے نام مذکور ہیں جو حسب ذیل ہیں :

(۱) شاہ محمد ہاشم رح (۴) مولانا شاہ جلال الدین رح

(۲) مولانا شاہ ضیاء الدین رح (۵) مولانا شاہ محمد علی رح

(۳) مولانا شاہ جمال الدین رح کوئی (۶) مولانا شاہ عبدالمطیف رح

- (۷) مولانا حافظ محمد عبداللہ رحمہ اللہ (۱۶) شاہ اسد اللہ رحمہ اللہ
- (۸) مولانا عبدالصمد رحمہ اللہ (۱۷) قاضی عبدالوالی رحمہ اللہ سکنہ سنگھانہ
- (۹) مخدوم شیخ تھارو رحمہ اللہ (۱۸) شاہ جلیل قادری رحمہ اللہ
- (۱۰) شیخ بدیع الدین عرش نیازی } متذکرہ بالا خلفاء کے علاوہ مستند
ناگوری (مزار شریف سنگھانہ میں) } تذکروں میں ان حضرات کا نام بھی
- (۱۱) خواجہ مصطفیٰ مراد آبادی رحمہ اللہ خلفاء میں شامل ہے ۔
- (۱۲) سید محمد علی رحمہ اللہ (۱۹) شاہ نالو رحمہ اللہ مزار شریف مسجد فتح پور
- (۱۳) شیخ بدیع الرحمن رحمہ اللہ (۲۰) مولانا عابد المجید رحمہ اللہ ان تینوں حضرات
- (۱۴) حافظ محمود رحمہ اللہ (۲۱) خواجہ یوسف رحمہ اللہ کے مزارات حیدر آباد
- (۱۵) حافظ سعید لپڑ شاہ صاحب (۲۲) خواجہ شریف رحمہ اللہ دکن میں زیارت گاہ
- خاص دعام میں ۔ (۲۳) حضرت مولانا شاہ نظام الدین رحمہ اللہ حضرت
- کے خلیفہ عظیم تھے ۔ آپ کا مزار مبارک اور ننگ آباد دکن میں ہے ۔
- تذکرۃ الواصلین کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ (۲۴) مولانا
- محمد عظیم عثمانی بدایونی رحمہ اللہ بھی آپ کے خلیفہ تھے ۔

حضرت مولانا شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
 خلیفہ اعظم قطب العالم غوث زمان حضرت شیخ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ
 آپ حضرت شیخ کلیم اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ کا وطن مالون مضافات بکھنؤ
 میں قصبہ نگر اول دکانوری ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب بواسطہ حضرت شیخ شہاب الدین
 سہروردی رحمہ اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متصل ہے۔ ابتدائی تعلیم وطن مالون
 میں حاصل کر کے تکمیل کے لئے آگئے تھے۔ ان دنوں وطن ہندوستان کا علمی روحانی
 مرکز تھا۔ حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کے کمالات علمی کا شہرہ سنکر حضرت کے دولت
 کدہ پر حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت کے دولت کدے پر محفل سماع منعقد تھی
 حضرت شیخ سماع کے وقت مکان کے دروازے بند کرا دیتے تھے۔ آپ نے دروازے پر
 دستک دی۔ حضرت کے اشارے پر ایک مری نے باہر جا کر دیکھا۔ ایک غیر متعارف
 شخص کھڑا نظر آیا۔ نام دریافت کر کے واپس آکر حضرت سے عرض کیا کہ ایک شخص
 نظام الدین نامی شہرت زیارت اقدس کا خواستگار ہے۔ حضرت نے فرمایا، جاؤ
 انہیں اندر بلا لاؤ۔ حاضرین مجلس کو بڑا تعجب ہوا کہ حضرت نے ایک نا آشنا کو اس
 خصوصی محفل میں کیوں ماعوذ فرمایا حضرت نے فرمایا ”یہ شخص غیر نہیں اپنا ہی ہے“
 اس ارشاد کی وجہ یہ تھی کہ جب حضرت شیخ قدس سرہ قطب مدینہ حضرت
 شیخ یحییٰ مدنی رحمہ اللہ سے خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے تھے تو بوقت خدمت
 قطب مدینہ نے حضرت شیخ رحمہ اللہ سے فرمایا تھا کہ تمہارے پاس اس شکلِ شاہت کا ایک

شخص نظام الدین تاجی اُبیگا اور تم سے بیعت کے وقت یہ شعر پڑھے گا۔

سپر دم بہ تو مایہ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

تم ان کو مرید کر لینا، اور خلافت عطا کر کے جو کچھ تمہیں ہم سے ملے، ان کے سپرد کر دینا، کیونکہ ہماری نسبت کا وہی مالک ہے، وہ جہان کو ایسے نوز سے معمور اور ظلمتِ جہالت کو شمعِ ہدایت سے روشن کر دے گا۔

مولا نا نظام الدین پر حضرت شیخ کی نظر کرم | الغرض حضرت شیخ قدس سرہ

خلوص و محبت سے ملے اور ان کی ظاہری تعلیم و تربیت کی ذمہ داری قبول فرمائی چنانچہ ایک عرصہ تک شیخ نظام الدین حضرت شیخ رحمہ کی خدمتِ بابرکت میں رہ کر علومِ ظاہری حاصل کرتے رہے۔

ایک دن حضرت شیخ قدس۔ رحمہ کا ایک پیر بھائی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ اس وقت مولانا نظام الدین کو کسی کتاب کا درس دے رہے تھے۔ پیر بھائی آپ کو دیکھتے ہی مستی اور کیفیت کے عالم میں بے ہوش ہو گیا۔ مولانا نظام الدین یہ نظارہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گئے۔ اور اس روز سے ان کی اذات اور عقیدت میں اضافہ ہو گیا۔

مولانا نظام الدین حضرت شیخ کی روحانی فرزند ہیں | ایک روز حضرت

کرم فرشتے کے کنارے پر آئے تھے کہ مولانا نظام الدین جے آگے بڑھ کر باپوش مبارک

اٹھا کر صاف کر کے رکھ دیئے۔ حضرت شیخؒ نے مولانا نظام الدین کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھ کر پوچھا: ”نظام الدین! تم ہمارے پاس علوم ظاہری کی تکمیل کے لئے آئے ہو یا علوم باطنی کی؟“

مولانا نظام الدین نے جواب میں یہ شعر پڑھا:

سیر دم بہ تو مایہ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

یہ سن کر حضرت کو اپنے سیر و مرشد کا فرمان یاد آ گیا جو حجاز سے رخصت کے وقت حضرت قطب مدینہؒ نے ارشاد فرمایا تھا۔ آپ نے اسی وقت آپ کو اپنے حلقہٴ ارادت میں شامل فرمایا۔ بیعت ہونے کے بعد مولانا نظام الدین ریاضیت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔ بھڑے ہی عرصہ میں اس منزل کو بھی طے کر لیا۔ اور خلافت و درجہ کمال پر فائز ہونے کے بعد حضرت شیخؒ کے حکم سے دکن روانہ ہو گئے۔

حضرت شیخؒ کے حکم سے مولانا نظام الدینؒ کی دکن کو روانگی | حضرت مولانا نظام الدینؒ

اس زمانے میں دکن شریف لے گئے تھے۔ جب اورنگ زیب مرہٹوں سے آخری اور فیصلہ کن معرکوں میں مصروف تھا، مغلیہ سلطنت کی شان و شوکت، اقبال و اقتدار کا دور ختم ہو رہا تھا۔ ہر طرف بغاوت کے شعلے فروزاں تھے۔ ایوان شاہی مستزلزل، اور ہر طرف خوف و ہراس کا عالم تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے وقت میں سرمایہٴ ملت کی حفاظت بہت دشوار اور کٹھن کام تھا مگر چونکہ قدرت نے

بے پناہ صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے حکم سے دکن یہو نیچکر ارشاد و تلقین میں مشغول ہو گئے۔ لاکھوں انسان آپ کے فیوض ظاہری باطنی سے فیضیاب ہوئے۔ بعض تذکروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دکن میں آپ کے ایک لاکھ سے زائد مرید تھے۔

شاہی لشکر میں تبلیغ و ہدایت کی خبر ما

ہونا ہے کہ حضرت مولانا نظام الدین شاہی شکر کے ساتھ دلی سے دکن گئے تھے اور وہاں ایک عرصہ تک حضرت شیخ قدس سرہ کی ہدایت کے مطابق شکریوں میں تبلیغ و اصلاح کا کام کرتے رہے، اور ان کو اس کوشش میں بڑی حد تک کامیابی ہوئی، بجا پورہ اور برہان پور بھی آپ کا قیام رہا۔ آخر میں آپ اور نگ آباد جاکر مستقل مقیم ہو گئے۔ اور وہاں نظامیہ خانقاہ قائم کی تھی۔ عرصہ میں آپ مرجع خراس و عوام بن گئے۔

نظامِ جانقاہ میں خلقت کا بے پناہ هجوم

حضرت شیخ رحمہ کی ہدایت کے بموجب لوگوں سے نہایت خوشی سے ملنے لگے۔
حضرت شیخ قدس سرہ کی ہدایت یعنی کہ ”رجوع خلائق اور مریدوں کی کثرت میں
خود کو گم نہ کر دینا،“ (مکتوبات)

حضرت مولانا شاہ نظام الدین کی خانقاہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ آپ کی گفتگو اس قدر دلکش اور مؤثر ہوتی تھی کہ باید و شاید۔

دورانِ گفتگو میں آپ کبھی کبھی ایسے محفل اشعار و نثر انداز میں پڑھا کرتے تھے کہ سننے والا بے تاب ہو جاتا تھا۔ ایک روز عبادت کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے جب آپ نے یہ شعر پڑھا ہے

پس از سی سال این معنی محقق شد بر خاتانی
کہ یک دم پاخداوردن بد از ملک سلیمانی
تو خواجه کا مکار خاں ہے اختیار رونے لگے۔

حضرت شاہ صاحب کی روحانی کشش | حضرت شاہ صاحب کی صحبت

جس کی طرف دیکھ لیتے تھے وہ آپ کا ہی گردید ہو جاتا تھا۔ آپ کے ایک مرید کا کہنا ہے کہ آپ کا جمال جہاں آ کر دیکھ کر مسکے دل میں آگ بھڑک اٹھتی اور اسکے شعلوں سے میرا زخمیں جلی گئیں۔ آپ کی زلف گرہ گیر نے جگر ٹپ کر کے تیرے گلے مار ڈالا۔ آپ کے عشق نے مجھے فروخت کر دیا اور آپ کے حسن نے مجھے خرید لیا۔

پیر و مر کی قابل تقلید فرمانبرداری | حضرت مولانا شاہ نظام الدین رح

کے محبوب مرید و خلیفہ تھے ویسے ہی آپ کی ہدایت پر عمل کرنا سعادت مندی سمجھتے تھے۔ لیکن پہنچ کر حضرت مولانا نے جس سرگرمی اور جانفشانی سے پیر و مر کو حکم کے مطابق تبلیغ و اعلائے کلمۃ الحق کا حق ادا کیا وہ آپ کا ہی حصہ تھا۔ حضرت شمس قدس سرہ حضرت مولانا کی فرمانبرداری سے بہت خوش تھے اور خدا کی رحمت کی دعا دیا کرتے تھے۔

اتباعِ سنت

حضرت مولانا شاہ نظام الدین اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ کلیم اللہ کی طرح بکے متبع سنت نبوی تھے آپ کا ہر قول، فعل اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا تھا، کبھی کوئی کام سنت کے خلاف دیکھا یا سنا نہیں گیا۔

سنا اور ریاضتِ نظامِ اوقاف

دن پہنچنے کے بعد شروع شروع میں مطالعہ کتب کا بہت شوق رہا لیکن اورنگ آباد میں پہنچا کہ آپ اپنا سارا وقت عبادت اور ریاضت میں گزارنے لگے۔ نماز فجر یا نہایت ادا کرنے کے بعد آپ کئی گھنٹہ تک خلوت میں یاد حق میں مشغول رہتے تھے۔ اذانِ نال سے فراغت کے بعد حجر کا دروازہ کھول دیا جاتا تھا لوگ آپ کی زیارت سے شرف اندوز ہوتے تھے۔ نماز ظہر کے بعد حجر کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ عصر کی نماز کے قریب دروازہ کھلتا تھا۔ مریدین و متبعین سماعت قدمبوسی حاصل کرتے تھے۔ اس وقت خواجہ نور الدین شکیبائی شریف یا اور کوئی کتاب پڑھا کرتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد مشائخ کے حالات سناتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد عجب سر میں چلے جاتے تھے۔ اس وقت صرف محف میں لوگوں کو حاضری کی اجازت تھی۔

حضرت شاہ حسن کا لباسِ طعام

حضرت مولانا نظام الدین نے کھانا کبھی نہ کیا نہیں کھایا۔ اگر کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ کوئی شخص شریکِ طعام نہ ہو سکتا تو دو دستوں اور مخلصوں کے گھر کھانا بھیج دیتے تھے آپ کا لباس بمشکل ڈھالی تین روپے قیمت کا ہوتا تھا۔ نہایت سادگی

پسند تھے۔ تکلف پسند نہیں فرماتے تھے۔ کرتا، پا جاہر مٹی کے رنگ میں رنگا ہوا زیب
نرمایا کرتے تھے۔ بیش قیمت کپڑا پہننا پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ خواجہ کامگار خاں
نے شال اور گرم کپڑے خدمت میں پیش کئے تو آپ نے یہ کپڑا پس کر دئے کہ ہمیں ایسے
لباس سے رغبت نہیں۔

حضرت شاہ صابیر مرشد کی نظر میں حضرت مولانا شاہ نظام الدین پر حضرت
قطب عالم کی خاص نظر کرم تھی ایک مرتبہ
آپ کو شبہ ہوا کہ شاید کسی شخص نے آپ کی برائی حضرت قطب عالم کی خدمت میں
لکھ کر بھیجی ہے۔ حضرت مولانا نے ایک خط پر مرشد کی خدمت میں بھیجا جس کے
جواب میں حضرت شیخ قدس سرہ سے تحریر فرمایا کہ ”مسیحہ پاس تمہاری کوئی نہ گنا
ہمیں آئی۔ اگر آتی بھی تو میں کب اس سے اثر لینے والا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت شیخ
قدس سرہ نے مولانا شاہ نظام الدین کو تحریر فرمایا تھا کہ ”تم نے یہ گمان کیوں کر قائم
کر لیا کہ میں تم پر ہر سربان نہیں ہوں۔ اگر میں دنیا میں تم پر ہر بان نہ ہوں گا تو دنیا
میں میرا کوئی نور چشم ہے جس پر ہر بان ہوں گا۔“

مریدین کی عملی تربیت حضرت مولانا شاہ نظام الدین مریدوں کی روحانی
تربیت کے بارے میں بڑی سمجھی سے کام لیتے تھے
دن رات ہر وقت مریدوں کی دیکھ بھال رکھتے تھے، نصف شب کے بعد مریدوں
کو دیکھنے کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جس کو رہتا ہوا پاتے اس کے منہ پر پٹنہ ڈال
بانی ڈال کر جگا دیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا کی روحانی تربیت میں پاس انفاس اور
نورِ جہر کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ آپ جامع مسجد اورنگ آباد میں حلقہ کیا کرتے تھے

دو دوسو اور تین تین سو مرید آپ کے ساتھ ذکرِ جہر کیا کرتے تھے۔

مسکین و غریب پروری شروع زمانے میں آپ نے کئی شخص کی نذر قبول نہیں فرمائی لیکن پیر مرشد کے حکم سے بعد میں قبول فرمانے لگے۔ جمعہ کے دن کی

تذہب قوالوں یا مستحق حاضرین مجلس میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ باقی ایام میں جو آتا تھا وہ محتاجوں کو دیا جاتا تھا۔ آپ کے پاس اشرفی، روپے پیسے علیحدہ علیحدہ کاغذ میں بندھے رکھے رہتے تھے۔

سماع سماع کے معاملے میں وہ ہمیشہ مشائخِ متقدمین کے اصولوں کے پابند رہے۔ حضرت شیخِ قدس سرہ کی محفلِ سماع کی طرح آپ کی محفلِ سماع بھی ہر کس و ناکس سے منع تھا۔

آپ کے درگے کوئی خالی ہاتھ نہ لوٹا آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص آپ کے پاس آتا تو آپ اس کو ضرور کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے، اور اگر کچھ نہ ہوتا تو عطر عنایت فرما دیتے تھے۔ آپ کے پاس سے کوئی شخص خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ حضرت شیخِ قدس سرہ کی طرح کسی شخص کو کوئی چیز کرنا آپ کو نہیں آتا تھا۔ درجوعی اور دل گیری آپ کا مقصدِ حیات تھا۔

شاہی و باریں جانے سے انکار حضرت مولانا شاہ نظام الدین امرار اور اربابِ دول سے حتی المقدور علیحدہ رہنے

کی کوشش کیا کرتے تھے، اور ان کے مخالف بھی قبول نہیں کیا کرتے تھے ایک مرتبہ شاہِ دکن نے آپ کو بلایا تھا۔ مگر آپ نے وباریں جانے سے انکار کر دیا۔ حضرت شیخِ کلیم اشرف قدس سرہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت مولانا کو لکھا: ”

تم نے بہت اچھا کیا جو تم دربار میں نہیں گئے۔ امیر فقیر کے دروازہ پر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ مگر فقیر امیر کے دروازے پر اچھا معلوم نہیں ہوتا۔

دکن تشریف لے جانے کے لیے حضرت شیخ قدس سرہ کا حکم تھا کہ شادی نہ کی جائے۔ شادی کے بعد یہ عظیم الشان کام

سراجام پایا دشوار ہے۔ حضرت مولانا صاحب پیر و مرشد کی ہدایت پر کچھ عرصہ تک رہنمائی رہی۔ لیکن اورنگ آباد پہنچ کر آپ کو طلبہ کیوں نے مجبور کیا کہ ہزاروں محنت کیلئے شادی کرنا ضروری ہے۔ پیر و مرشد کی اجازت سے آپ نے شادی کر لی۔ ایک بیوی سے حضرت مولانا نور الدین، محمد اسماعیل اور ایک ان کی بہن شہیرہ تھیں اور دوسری بیوی سے تین لڑکے غلام معین الدین، غلام بہادر الدین، غلام کلیم اللہ پیدا ہوئے۔ ان پانچوں بھائیوں میں سے سوائے محمد اسماعیل کے باقی سب حضرت مولانا فخر الدین سے بیعت کئے۔

حضرت مولانا شاہ نظام الدین کے بے شمار خلفاء

مختلف علاقوں میں مخلوقِ خدا کی رہنمائی کے لئے بھیجے ہوئے تھے مگر ان میں :-

- | | |
|----------------------|-------------------|
| ۱ خواجہ کامگار خاں ر | ۶ غلام قادر خاں ر |
| ۲ محمد غسلسی ر | ۷ محمد یار بیگ ر |
| ۳ خواجہ نور الدین ر | ۸ محمد جعفر ر |
| ۴ سید شاہ مشرف ر | ۹ شیر محمد ر |
| ۵ شاہ مشق اللہ ر | ۱۰ کرم علی شاہ ر |

۱۱۔ امام الدین رحمہ اللہ شیخ محمود رحمہ اللہ حافظ مودود رحمہ اللہ
خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں لیکن یہ سلسلہ کی اشاعت حضرت مولانا فخر الدین
سے ہوئی۔

کرامات | نظام الملک آصف چاہ مرحوم کو ہندوستان سے دکن پہنچے
تھوڑی ہی عرصہ ہوا تھا کہ مبارز خاں نے ایک بڑی بھاری فوج
سے شکر کیڑے پر (جو صوبہ برار کا ایک پرگنہ ہے) حملہ کر دیا۔ نواب صاحب
گھبرائے ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ صورت حال عرض کر کے طالب دعا ہوئے
حضرت مولانا نے تھوڑی دیر تامل کے بعد ارشاد فرمایا، گھبراؤ نہیں۔ خداوندگار
فادر ہے، فتح تمہیں ہی حاصل ہوگی۔ نواب صاحب نے عرض کیا حضرت میرا
پاس تو فوج بھی تھوڑی ہے، اور وہ بھی غنیمتِ ماندہ۔ دشمن بڑی بھاری
جمعیت سے حملہ آور ہوا ہے، فتح عطا کرنا تو خدا کے ہاتھ میں ہے، حضرت
مجھے کوئی ایسی علامت فتح کی ارشاد فرماؤں جس سے اطمینان اور شفی ہو جاؤں
حضرت شاہ صاحب نے فرمایا، کل جمعرات ہو۔ سرکار آصفیہ کے ڈیروں میں
صندلی پھنسے ہوئے ہو گا یہی فتح کی نشانی ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا جمعرات
کے دن تمام چھوٹے بڑے ڈیروں میں صندلی پھنسے کا نشان نمودار ہوا اور
خدا نے تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

نقل ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے غلاموں میں ایک شخص مرزا سچا بیگ
روزانہ حاضر خدمت ہو کر کرتا تھا۔ وہ اتفاقاً ایک حسین و جمیل جوگی کے عشق میں

اس درجہ مبتلا ہو گیا کہ حضرت کی خدمت میں حاضری چھوڑ دی۔ کئی روز بعد حاضر خدمت ہوا تو حضرت شاہ صاحب نے غیر حاضری کا سبب دریافت کیا۔ مرزا نے سارا ماجرا بیان کر کے عرض کیا ”ہنگام دستگیری و وقت غایت است“ حضرت شاہ صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ پیر بھائیوں نے صلاح کی کہ حضرت کو کسی روز کسی بہانہ سے جہاں جو گن پھیری ہوئی ہے لے چلیں۔ شاہد ہمارا دوست کا کام ہو جائے۔ پیر بھائی حضرت شاہ صاحب کو جو گن کے پاس لے چلے جی تو کامیاب ہونہ سکے مگر جو گن کو حضرت کی خدمت میں لے آئے۔ اگلے روز حضرت شاہ صاحب نے مرزا جی سے کہا ”میاں کل تم اس جو گن کے پاس بہانا تمہارا کام ہو جائے گا۔“ مرزا جی اگلے روز حسبِ حکم جو گن کے پاس گئے۔ جو گن دیکھتے ہی سر و قد تعظیم کیلئے کھڑی ہو گئی اور اپنے لنگی بچے حضرت کی شانِ اقدس میں لے پلے۔ چنانچہ یہ دونوں خوشی خوشی خانقاہ میں حاضر ہوئے جو گن نے قدمبوسی کر کے داخلِ اسلام اور بیعت ہونے کی درخواست کی۔ حضرت شاہ صاحب نے کلمہ طیبہ پڑھا کر سعیت سے مشرف فرمایا۔ اور اس کا نکاح مرزا جی سے کر دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ڈھائی سو غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت شاہ صاحب کی تصنیف | حضرت شاہ نظام الدینؒ نے ذکر اذکار کے موضوع پر ایک بے مثل کتاب نظامِ انقلاب

تفصیف فرمائی تھی۔ اس کتاب میں مختلف اذکار و اشغال کو تفصیل سے بیان

کیا گیا ہے *

وصال حضرت مولانا شاہ نظام الدین رحمہ اللہ بیاسی سال کی عمر میں ۱۲ رزی قعدہ ۱۲۲۳ھ ہجری کو واصل بحق ہوئے۔ پیر و مرشد حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کے وصال کے بعد صرف چھ مہینہ حیات رہے۔ مزار شریف اورنگ آباد میں مرجع تلمذ ہے۔ مزار شریف پر ایک عالیشان گنبد بنا ہوا ہے۔

(۲) حضرت مولانا شیخ محمد عظیم صاحب عثمانی

ایشیوخ بدایوں میں ادبیائے متاخرین میں سے ہیں۔ قطب عالم حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے عالم و فاضل یگانہ تھے۔ پابند زہد و اتقا تھے، سلوک و طریقت میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے اور ہر مشکل مسئلہ حل کر دیتے تھے۔ آپ کے حلقہ درس میں جتنا بھی مشرک رہتے تھے۔ زیادہ تر علم حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔

مولانا موصوف فرخ سیر کے عہد میں پہلی تشریف لاکر حضور شیخ قدس سرہ سے بیعت ہوئے تھے۔ آپ کی عظمت و مرتبت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور شیخ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مریدوں کو نذر اپنے پیر پہناتا ہے، مجھے اپنے مرید شیخ محمد عظیم پرنا ہے۔

مولانا موصوف کو نعمت روحانی حضور شیخ کا عظیم ہی تھا۔ دیگر مشائخ بالخصوص حضرت شاہ بھیکے جو اس زمانہ کے مشاہیر اولیائے حق تھے آپ کو الفت و اتحاد تھا۔ روشن الدولہ ظفر خاں جو حضرت شاہ بھیکے

کامرید و مستحق فقاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کتب احادیث پڑھا کر تا تھا ایک مرتبہ قلی کا ایک رئیس ظفر خاں سے ملاقات کے لئے آیا۔ ظفر خاں اس وقت حدیث کا سبق پڑھ رہے تھے۔ وہ اسی حالت میں اس رئیس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مولانا اسی وقت سبق پڑھا لے پڑھا لے تے کھڑے ہو گئے اور فرمایا اب تم مجھ سے حدیث کا سبق نہ پڑھنا۔ تم تعظیم اہل نبی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر مقدم جانتے ہو۔ ظفر خاں نے حضرت مولانا سے ہر چند عذر و معذرت کی لیکن آپ نے اس کا کوئی عذر نہ سنا۔

نقل ہے کہ جب حضرت مولانا بدایوں میں تشریف رکھتے تھے، اپنی کسی ضرورت کے لئے آپ نے چند خرہبر سے کسی بقال سے قرض لئے تھے۔ پہلی سے تشکیل شریعت و طریقت کے بعد جب آپ بدایوں تشریف لے گئے تو اس بقال سے فرمایا کہ اگر اس قدر خرہبر سے تیرے پاس ہوتے تو اتنے خرچے میں کتنا نفع حاصل ہوتا۔ بقال نے کہا حضرت مجھے تو یاد نہیں رہا آپ نے مجھ سے قرض لیا بھی تھا یا نہیں۔ حضرت مولانا نے خود ہی حساب لگا کر ان خرہبروں کا نفع لگا کر اس کی رقم ادا فرمادی۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اتفاقاً ایک کتا گھر میں آگیا۔ آپ کے متعلقین میں سے کسی نے اس کتے کو گالی دی آپ یہ حرکت دیکھ کر بہت ویرنگ ہو گئے اور دانتوں میں انگلی دبا کر انہیں کہتے ہوئے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات

اسی لئے بنایا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کتے سے اچھا نہ جانے ۵

انہاں ہر ملائک شرف داشتند

کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

حضرت مولانا رحمہ کی شان اتفاقاً یہ عالم تھا کہ آپ کے متعلقین میں کسی نے ایک تنکا گھاس کا دوسرے شخص کی ملکیت سے لیکر خلال کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ خلال کرتے ہوئے آپ کو بوز باطن سے معلوم ہو گیا۔ آپ اس شخص پر سخت ناراض ہوئے۔ اس کو اپنے دستر خوان پر بٹھانا چھوڑ دیا، اور اس کے کھانے کے برتن بھی علیحدہ کر دیئے۔

حضرت مولانا کا ایک رشتہ دار چاندی کی انگوٹھی پہنا کرتا تھا۔ حضرت مولانا موصوف نے منع فرمایا۔ مگر وہ تعمیل حکم میں تامل کرتا رہا۔ ایک رات اس رشتہ دار نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نہیب شکل کا آیا۔ اور اس نے نہایت ہتھکڑی آمیز لہجہ میں کہا: تم شیخ کے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے؟ یہ کہہ کر اس نے انگلی سے انگوٹھی نکال لی۔ خواب سے بیدار ہو کر دیکھا تو واقعی انگلی میں سے انگوٹھی نکل رہی تھی۔

حضرت مولانا علیہ الرحمۃ کو درجہ مقبولیت روحانیت سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی سے حاصل تھا۔ یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب آپ دہلی میں تشریف فرما تھے۔ بدایوں کے ایک عالم نے آپ سے کہا کہ مجھے حضرت محبوب الہی رضا کی روح پر فتوح سے خاص نسبت حاصل ہے۔ مجھے حضرت محبوب الہی رحمہ بہت دوست رکھتے ہیں آپ یہ بات

سُخکر خاموش ہو گئے۔ ایک روز آپ درگاہ حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں وہ عالم بھی تشریف فرما تھے۔ جس وقت آپ مواجہہ شریف میں کھڑے ہوئے۔ اسی وقت مزار مبارک کے ایک ہاتھ پر آ رہا۔ حقوڑے سے پھول اور پان کے بیڑے حضرت مولانا صاحب کو دیتے۔ حضرت مولانا نے یہ عطیہ نہایت ادب و اخلاص سے لیکر اس عالم کی طرف مبسم فرمایا۔

حضرت مولانا محمد عظیمؒ کا دہلی میں وصال ہوا تھا۔ یہ مسئلہ زیرِ تذازع تھا کہ حضرت کو کس جگہ دفن کیا جائے۔ اسی وقت درگاہ حضرت سلطان المشائخ کے ایک بزرگ مجاور تشریف لائے۔ اور بیان کیا کہ آج رات میں نے حضرت سلطان المشائخؒ کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا ہے کہ ہمارے دوست محمد عظیمؒ کو میرے جوار میں دفن کرنا۔ چنانچہ اس بشارت کے مطابق آپ کو قریب مرقد پاک حضرت محبوب الہیؒ پروردگار خاک کر دیا گیا۔ مسئلہ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی تھی۔

۱۳) حضرت شیخ نالون رحمہ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ کلیم اللہؒ قدس سرہ کے خلیفہ تھے۔ تھا میر کے رہنے والے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب کسی واسطوں سے حضرت شیخ جلال تھا میری سے ملتا ہے۔ تحصیل علوم ظاہری و باطنی کے بعد آپ مسجد فتحپوری کے ایک حجرہ میں رہنے لگے تھے۔ آپ کی کرامت اور فیض باطن کا شہرہ تمام

شہر میں تھا۔ دلی کے عوام و خواص آپ کے بڑے معتقد تھے۔ ۸۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار مبارک صحنِ مسجد میں زیارت گاہِ خواص عوام بنا ہوا ہے۔ آپ کے برابر میں شاہ جلال آپ کے خلیفہ بھی آسودہ ہیں دیگر مزارات آپ کے مریدین و معتقدین کے ہیں

محبتِ نبی حضرت مولانا فخر الدین حسنا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا فخر الدین اگرچہ حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کے خلیفہ نہ تھے مگر خلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے نوخط تھے۔ حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ کی از سر نو تنظیم و ترقی کی جو داروغہ بیل ڈالی تھی وہ حضرت مولانا فخر الدین کے زمانہ میں پھلی پھلی اور خوب پروان چڑھی +

حضرت مولانا فخر الدین اورنگ آباد میں پیدا ہوئے تھے جس پیدائش وقت حضرت مولانا پیدا ہوئے۔ پیر بزرگوار حضرت مولانا شاہ نظام الدین نے قطب عالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کو بچہ پیدا ہونے کی اطلاع دی۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے فخر الدین نام تجویز کیا۔ اور اپنا لمبوس خاص نو مولود بچہ کے لئے عطا فرمایا اور یہ بھی پیشینگوئی فرمائی کہ یہ لڑکا دلی میں ہدایت و ارشاد کی شمع روشن کرے گا

حضرت شیخ قدس سرہ مولانا فخر الدین کے شاندار مستقبل کی بشارت شاندار مستقبل کی بشارت لے چکے تھے حضرت

مولانا شاہ نظام الدین رح نے آپ کی تعلیم و تربیت کے لئے خاص اہتمام کیا آپ خود بھی بڑے بھاری عالم تھے۔ حضرت مولانا فخر الدینؒ نے اپنے زمانہ کے مشاہیر علماء سے تعلیم کی تکمیل کی اور کچھ کتابیں مثلاً شرح وقایہ مشارق الانوار، انھارات وغیرہ والد ماجد حضرت شاہ نظام الدین رحؒ سے لے کر لیں۔ یہی کتابوں کے علاوہ فرس سپہ گری میں بھی مہارت حاصل کی تھی۔

رومانی نعمتوں کے واسطے مالک

حضرت مولانا فخر الدینؒ حضرت لادنے صاحب زادے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کو ان سے بہت محبت تھی اس لئے ان کی ہر بات میں ان کو مرید کر دیا تھا۔ جس وقت حضرت شاہ صاحب کا وصال ہوا، اس وقت حضرت مولانا فخر الدینؒ کی عمر سو سال کی تھی وصال سے کچھ دیر پہلے حضرت شاہ صاحب نے مولانا فخر الدینؒ کو پاس بلا کر دیر تک اپنے سینہ سے لپٹائے رکھا۔ اور تمام طہنی نعمتیں آپ کے سامنے پیش کر دیں اور جنت الفردوس کو سہارا دیئے۔ اس وقت حضرت مولانا فخر الدینؒ طالب علم ہی تھے۔ تعلیم کا سلسلہ حضرت شاہ صاحب کے وصال کے تین سال بعد تک جاری رہا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ

ملازمین و غیرت عبادت شاہی لشکر میں ملازم ہو گئے۔

دن بھر فرجی کاموں میں مصروف رہتے تھے اور رات بھر کعبہ و سجود میں

اخفاء کے حال کی چونکہ بہت کوشش کرتے تھے۔ اس لئے آپ کی عبادتِ ریاضت کی اطلاع کسی کو نہ تھی۔ ایامِ ملازمت میں آپ نظام الدین کا جگر اور محبت خاں سپہ سالار، آصف جاہ اول کے ساتھ فوجی خدمات میں بھرتہ رہے۔ مگر اس محنت و مشقت کے کام کے ساتھ آپ ہمیشہ روزے رکھتے رہے۔ مشک اور عشق چھپائے نہیں چھپتا۔ آپ کے روحانی کمالات کی شہرت اشعار میں پھیل گئی۔ شہرت بڑھتی ہی نوکری چھوڑ کر اورنگ آباد چلے آئے۔ سجادہ مشیخت پر

روحانی کمالات کو چھپانے کی کوشش کرتے تھے لیکن اس خالقِ عالمین کا خفا حال آسان نہ تھا۔ رفتہ رفتہ تمام دکن میں مشہور ہو گئے۔ جی میں آیا کہ اورنگ آباد چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں۔ مگر ایسا کرنا بھی آسان نہ تھا جس وقت ارادہ کرتے تھے بے اختیار دل چٹکیاں لینے لگتا تھا کہ اپنے والد مرشد کے مزار اقدس کو کیونکر چھوڑوں۔ ارادہ جب ہی منسوخ فرما دیتے تھے مگر جب ایک رات خواب میں آپ نے حضرت شاہ نظام الدین کا اشارہ پایا تو نفلِ مکانی کے لئے تیار ہو گئے۔

۱۶۵۰ھ ہجری یا ۱۶۵۰ھ ہجری میں دو ملازموں کو آستانہ کلمی پر ساتھ لے کر آپ پیادہ پا چل کھڑے ہوئے۔ اور قطع منازل کرتے ہوئے دہلی پہنچے اور قطب الاقطا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ کے مزار اقدس پر حاضری دے کر

درگاہ کی مسجد میں معتکف ہو گئے۔ چند یوم قیام کے بعد اپنے سلسلہ کے دوسرے بزرگوں کے مزارات پر حاضری دے کر آستانہ عالیہ قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہا پر حاضر ہوئے۔ اور تین روز تک حضور شیخ کے صاحبزادوں کے ہمان رہے۔ اس کے بعد کٹرہ پھیلل میں ایک مکان کرایہ پر لے کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر دیا۔ دور دور سے لوگ آپ کی خدمت میں تختہ پیل علم کے لئے آنے لگے۔ بیعت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ ان ہی ایام میں حضرت شیخ نور محمد مہاروی آپ بیعت ہوئے۔

پایادہ سفر پاک پٹن | دہلی میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ عازم پاک پٹن ہوئے۔ دلی سے پاک پٹن تک کا سفر آپ نے پایادہ طے کیا۔ سبڑوں میں چھائے پڑ گئے تھے مگر جوش عقیدت میں آپ کو کچھ پردہ نہ تھی۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ حضرت مولانا نور محمد صاحب بھی تھے ان کا بیان ہے کہ چلتے چلتے پاؤں میں چھلے پڑ گئے تھے۔ جب چلنا دشوار ہو جاتا تھا تو ایک آدھ روز قیام فرما کر آبلوں پر مہندی لگا لیتے اور ابھی چھالوں کو اچھی طرح آرام نہ ہوتا تھا کہ پھر چل پڑتے تھے۔ پاک پٹن کے قریب ایک گاؤں میں رات کو قیام فرمایا اور صبح صادق سے پہلے ہی بابا صاحب کے مزار اقدس کے شوق میں تنہا پایادہ روانہ ہو گئے۔

مسند درس پر | پاک پٹن سے واپسی کے بعد دہلی میں اجمیری دروازہ میں حضرت مولانا نے پھر درس و تدریس کا سلسلہ

جاری کر دیا۔ زیادہ تر حدیث کا درس دیا کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں مدرسہ کی تعطیل رہتی تھی، لیکن آپ حدیث کا سبق برابر جاری رکھتے تھے آخری عشرہ میں اعتکاف کی وجہ سے درس بند ہو جاتا تھا۔

آپ کی تعلیم کی یہ خصوصیت تھی کہ اس پر باطنی رنگ غالب تھا اسلئے ظاہر کے ساتھ باطنی تزکیہ بھی آپ کے درس کا خصوصی حصہ تھا۔

حضرت مولانا فخر الدین صاحب کو مطالعہ اور فراہمی کتب کا شوق

کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اگر کتابوں کی خریداری کے لئے نقد روپیہ نہ ہوتا تو قرض ہی خرید لیتے تھے۔ آپ کے سامنے ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی تھی فوراً اُٹھ کر آتے تو آپ کو اتنا عشق تھا کہ ہر وقت سیدہ بے لگائے رکھتے تھے۔

حضرت مولانا فخر الدین صاحب اپنے معمولات کی پابندی کے بڑے پابند تھے، جو کام یا جس مزارعہ طہری

آپ اپنے اوپر لازم قرار دے رکھی تھی اس کو پابندی سے انجام دیا کرتے تھے آپ کے زمانہ میں آئے دن ہنگامے ہونے رہتے تھے لیکن ان کے معمولات میں کبھی فرق نہ آیا۔

حضرت مولانا کا نظام الاوقات یہ تھا کہ نماز فجر نظام الاوقات کے بعد ۳-۴ گھنٹے خلوت میں تشریف رکھتے تھے

اس کے بعد باہر مجلس میں آکر بیٹھ جاتے تھے۔ اس وقت یار و اصحاب حاضر رہتے تھے۔ حدیث یا عوارف المعارف کا سبق شروع ہوتا تھا اسکے بعد

دوپہر کا کھانا کھا کر قبیلہ فرماتے تھے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ جمعہ اور منگل کو ایک خصوصی مجلس میں مشنری مولانا روم سنا کرتے تھے۔ اس مجلس میں سوائے خاص مریدوں کے کسی کو حاضر ہونے کی اجازت نہ تھی۔ رمضان المبارک میں ختم قرآن کے لئے حفاظ کا خاص انتظام تھا۔ اور ۲۷ رمضان کو درگاہ قطب الاقطاب یا سلطان المشائخ حضرت محبوب الہی میں مختلف ہو جاتے تھے۔

حضرت مولانا فخر الدین صاحب بہت کم خوراک کھاتے تھے۔ اکثر اوقات پرہیزی کھانا کھاتے تھے۔ سادہ خوراک آپ کو مرغوب تھی۔ تکلفات پسند نہ فرماتے تھے۔

غریبوں کی دستگیری حضرت مولانا فخر الدین صاحب منورۃ اسلام خواجگانِ چشت تھے۔ ہر شخص کی ہمدردی اور

دل جوئی آپ کا مخصوص شعار تھا۔ مصیبت زدہ کو دلچسپی دے کر بے چین ہو جاتے تھے جب تک آپ اس کی مدد نہ فرما لیتے۔ چہین نہ پڑتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ حج بیت اللہ کے قصد سے جہاز میں سوار ہوئے۔ ایک بڑھیا نے عرض کیا حضرت مجھے لڑکی کی شادی کرنی ہے اور میری یہ حالت ہے کہ خاقے پر ناتے جا رہے ہیں، کیا کروں۔ سخت پریشان ہوں۔ حضرت مولانا نے یہ سننے ہی اپنا سامان جہاز سے اتار لیا۔ اور جو زاویہ ہمسراہ تھا بڑھیا کے حوالے کر کے وطن لٹائے۔

دلجوئی اور علوِ خلق آپ کے اخلاق سے دوست دشمن سب ہی متاثر تھے۔ ہر شخص کی دستگیری اور خوشی

نہی میں شریک نہ فرماتے تھے۔ اگر کسی غریب کے یہاں کوئی تشریف یا غنی ہوتی تھی تو آپ خود کئی کئی بار اس کے ہاں تشریف لے جاتے اور مہربانوں اور متقوں کو ہدایت فرماتے تھے کہ وہ بھی یہاں ضرور جائیں۔ جو لوگ حضرت کی خدمت میں روز کے آئے جاتے والے تھے ان کی یکا یک غیر حاضری سے پریشان ہو جاتے تھے۔ منافیہ فخریہ میں ہے کہ پیر محمد خاکروب دروز حاضر خدمت نہ ہوا تو آپ بہت فکر مند ہوئے دریافت حالات سے جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ بہت بیمار ہے تو آپ خود اس کی مزاحمت پر سی اور عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ایک حکیم کو علاج کیلئے تعینات فرما کر نفقہ انعام عطا فرمایا۔

دلجوئی، علم و خلق کا یہ عالم تھا کہ آپ ہر شخص کی خواہش کو پورا فرمادیتے تھے۔ ایک مجذوب نے ایک دن آپ سے عرض کیا کہ میں نور محمد صاحب کی دعوت کر رہا ہوں آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ دعوت کیلئے کہاں سے آئیگا؟ اس نے فوراً جواب دیا کہ آپ وہیں گے یہ سنتے ہی آپ نے مستظلم مطہج کو حکم دیا کہ دعوت کے لئے کھانا تیار کرادیا جائے۔

دل

حضرت مولانا صاحب بڑے سخی، فیاض اور دیرپا

قیامی اور دریاوی

تھے۔ حضرت مولانا کے زمانہ میں کھنوں کی چوہ دستیوں سے دلی میں بڑی بدمعنی تھی۔ بڑے بڑے گھر اپنے تباہ ہو گئے تھے خاندانوں کی عزت و ناموس خاک میں مل رہی تھی۔ آپ ایسے گھراؤں کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے اور ان کی مدد فرمایا کرتے تھے کہ دنیا تو ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے جو اپنی عزت و ناموس کی وجہ سے بھیک نہیں مانگ سکتے۔ فقیروں کا کیا اگر

انہیں میرے ہاں سے نہ ملے گا کسی اور جگہ سے مل جائیگا۔

نگاہِ فیض اثر حضرت مولانا کی نگاہِ فیض اثر کا یہ عالم تھا کہ جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی تھی وہ فوراً آپ کا شکار ہو جاتا تھا۔ خالقِ عالم میں جو شخص بھی آجاتا تھا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔

ایک مرتبہ دس افغانی آپ کو شہید کر لے کی غرض سے قطب صاحب میں جمع ہوئے لیکن جب نگاہیں نہیں تو عالم ہی بدل گیا۔ آپ کی نظر جس طرف اٹھتی تھی کام کر جاتی تھی۔

ابنِ نگاہ ہے است کہ در سطحِ فلک درگذرد

پردہٴ دل چہ بود پردہٴ افلاک درو

حضرت مولانا رحمتِ نبوی کے پکے پابند تھے۔ آپ کا ہر قول و فعل حال مطابق سنت و رسول ہوتا تھا۔ مریدوں کو بھی سنت و شریعت کے پابند ہونے کی خاص ہدایت تھی۔

بے نظیر جرأتِ بیباکی حضرت مولانا صاحبِ اعلانِ حق میں بڑے جری و دلیر اور بے باک تھے۔ آپ کے زمانہ میں سکھوں

کی چیرہ دستیوں سے دلی کامِ خاندان پریشان دہر ساں تھا۔ بادشاہ وقت عمیش در عشرت میں مشغول تھا۔ مسلمانوں کی حالت دیکھ کر آپ سے نہ رہا گیا۔ بادشاہ پر غصہ ہوئے کہ وہ ان فتنوں کے استاد سے کیوں غافل ہے۔ آپ بنفسِ نفیس دربار میں تشریف لیگئے اور بادشاہ کو تنبیہ کی کہ وہ سکھوں کی سرکوبی کے لئے اپنے قدم کیوں نہیں اٹھاتا۔

امراء کے باہمی لڑائی جھگڑوں سے حکومت کی مرکزی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ ملک ہاتھوں سے نکلا جا رہا تھا ہر طرف بغاوت کے شعلے بھڑک رہے تھے آپ نے بادشاہ سے صاف صاف کہا کہ ”جب تک آپ امور مملکت امراء کے ہاتھ میں رکھیں گے نظام مملکت درست نہ ہوگا۔ آپ کو محنت و مشقت کے ساتھ سلطنت کا انتظام خود سنبھالنا چاہیے تاکہ قلعہ خانہ میں طوطی کی صد اکون اُٹنا ہے۔ حضرت مولانا نے کلمہ حق بلند کر کے اپنا فرض ادا کر دیا، مگر بادشاہ پر آپ کی لٹ بھرت کا کیا اثر ہو سکتا تھا، یہاں تو یہ عالم طاع

”ابنِ فتر ہے معنی غسرق سے ناب اولیٰ“

شاہانِ دہلی کی اس مے نوشی، عیاشی اور طیش پسندی کا جو انتخاب ظہور میں آیا وہ ہماری اور آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے آٹھ نو سو سال کی حکومت صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئی۔

حضرت مولانا فخر الدین صاحب

امراء و سلاطین کی مجلسوں گزیر

خواجگانِ حشر کی سنت کے

مطابق حتی المقدور امراء و سلاطین اور ان کی مجلسوں سے گریز کرتے تھے۔ پھر بھی بادشاہ وقت اور امراء و سلاطین کے مرید اور معتقد تھے ”شاہ عالم“ بادشاہ کو آپ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ قدیم سوسی کے لئے خیر حاشر ہو اگر تافقا شاہ عالم کی بہن خیر النساء بیگم بھی آپ کی برید تھی۔ بہادر شاہ ظفر بھی آپ کے کچے معتقد تھے۔ اپنے کلام میں انہوں نے جا بجا عقیدت مندی کا اظہار کیا ہے۔

حضرت بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر ہے

جس کو حضرت نے کہا ”الفقر فخری“ اے ظفر
فخر دیں، فخر جہاں پر وہ فقیری ختم ہے

مسلمانوں کا وہ منزل ہے | آپ کے زمانہ میں مسلمانانِ ہندوستان کی منزل
انصاف کی حد پر پہنچ چکے تھے، مذہب کو اس

ختم ہو چکی تھی تو ہم آپ کی ہر شخص سے ملنا تھا۔ چند رسوم کی پابندی کو انہوں نے
اسلام سمجھ رکھا تھا۔ صحیح تسلیم کا فقدان تھا۔ اس لئے مذہب کی حقیقت ثابت
کو سمجھنے کیلئے انہوں نے جموں کا خطبہ اردو میں پڑھنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ
اگر ہندوستان میں طلبہ ہندی، اردو زبان میں پڑھا جائے تو اس کا اصلی مقصد
لیو اٹھ جائے ورنہ عوام کے لئے عربی زبان میں خطبہ پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں، وہ
عربی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے۔ آپ کے زمانہ میں عوام سمجھتے تھے کہ آپ سے
بیعت ہو جانے کے بعد ہمارے سب کام ہماری حسبِ مرضی ہو جائیں گے، آپ نے
اس خیال کی بھی تردید کی اور فرمایا کہ ”ہم خدا کے کارخانہ میں دخل انداز نہیں ہو سکتے
وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے“

نماز جو کو دین کا ستون اور دین کی بنیاد ہے اس لئے آپ ہر شخص کو نماز
کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ مریدوں سے نماز کے متعلق پوچھ گچھ کرتے رہتے تھے آپ کی
ہدایت تھی کہ بچوں کو نماز کی تعلیم دی جائے۔ اور نماز پڑھنا سکھایا جائے۔

حضرت شاد صاحب ہر شخص کو جو مرید ہونا چاہتا تھا مرید
در فیض عام تھا | کریتے تھے لیکن خلافت کے معاملہ میں ذرا سختی سے کام لیتے تھے

۹۹؎ ہجری میں بشرطِ اتباع سنت و عمل بر کتاب، بیعت کرنے کی عام اجازت دی تھی

تبلیغ کے سلسلے میں آپ کا وہی دستور العمل تھا جو دارالاسیر حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے عز و جل کا نام نہ لائے میں کو تاہی نہ کرنی چاہیے۔ اگر کوئی ہندو خدا کی نام کی تعلیم حاصل کرنا چاہے تو اسے تعلیم دے دے اس کا فکر نہ کرو کہ یہ مسلمان ہو جائے تو اسے تعلیم دیجائے۔ خدائے تعالیٰ کے نام کا اثر خود ان کو اپنی طرف کھینچ لے گا۔

حضرت مولانا صاحب نے ۲ جمادی الثانی ۱۲۹۹ھ ہجری کو تہتر

وصال

سال کی عمر میں دارفانی سے رحلت فرمائی۔ مزار اقدس احاطہ دیگر گاہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بخشیار کا کی روضہ کے دروازے کے مستقل زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔

حضرت مولانا کے صرف ایک صاحبزادے غلام قطب الدین **اولادِ امجاد** تھے جو حضرت مولانا کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے

محمد اکبر شاہ اور بہادر شاہ ظفر انہی کے مرید تھے ان کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے میاں نصیر الدین عرف کالے صاحب رہ جانے لگے ہوئے۔ آپ اپنے زمانے کے نہایت نامی گرامی شیخ تھے۔ بادشاہ اور تمام بڑے بڑے اُمراء آپ کے متفقہ تھے۔ میاں کالے صاحب کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے غلام نظام الدین جسکا سجادہ مشیخت پر بیٹھے۔ ان کے بعد غلام معین الدین صاحب سجادہ نشین ہوئے ان کے بعد سجادگی حضرت میاں کالے صاحب رحمہ کے نواسوں میں منتقل ہو گئی۔ ماضی قریب میں میاں عبد السلام صاحب (اماد حضرت میاں کالے صاحب) کے صاحبزادے حضرت خواجہ عبدالصمد رحمہ مرجع اہل ہندو و اہل اسلام تھے۔ زمانہ

حال میں حضرت خواجہ عبدالقصد صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت حاجی میاں شہداء الدین صاحب سجادہ مشیخت پر رونق افروز ہیں۔ پرانے بزرگوں کی یادگار اور ان کے متبع و پیروکار ہیں۔

خلفاء | حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ کے خلفاء بے شمار تھے جیسے فخریؒ شجرۃ الانوار میں لکھا ہے کہ :-

خلفاء مرشدی و مخدومی و مہنت میرے پیر و مرشد اور مخدوم کے خلفاء اتالیق دار و سائر و محیط اندہ ہفت اتالیق ہیں موجود اور دائر و سائر ہیں آپ کے خلفاء میں جن بزرگوں سے سلسلہ کی زیادہ تر اشاعت ہوئی

۱۔ حضرت مولانا نور محمد ہارویؒ (پنجاب میں)

۲۔ شاہ نیاز احمد صاحب بریلویؒ (دیوبند میں)

۳۔ حاجی نعل محمد صاحب رح (مہملی میں)

۴۔ مولانا جمال الدین صاحبؒ (رام پور میں)

۵۔ میر ضیاء الدین صاحب رح (جے پور میں)

۶۔ میر شمس الدین صاحبؒ (اجمیر میں)

خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ باقی آپ کے ملفوظات، سوانح اور دیگر معاصر کتب حسب ذیل خلفاء کے نام مذکور ہیں۔

۱۔ مولوی سید بدیع الدین صاحب رح ۲۔ مولوی فرید علی صاحب رح

۳۔ مولوی نور انور صاحب رح ۴۔ مولوی حسن علی صاحب رح

۵۔ مولوی مکرم صاحب رح ۶۔ مولوی روشن علی صاحب رح

- ۷۔ محمد غوث صاحب عہ ۲۴۔ سید محمد میر رح
- ۸۔ محمد غوث صاحب کرتپوری ۲۵۔ غلام غلام الدین رح
- ۹۔ حاجی خدا بخش ۲۶۔ میان محمد امان رح
- ۱۰۔ محمد قطب الدین شرقی رح ۲۷۔ خلیفہ محمد سپاہ رح
- ۱۱۔ میان عب اللہ رح ۲۸۔ مولوی عظمت اللہ رح
- ۱۲۔ سید احمد رح ۲۹۔ رفیع الدین خاں رح
- ۱۳۔ مولوی عبد الوہاب بیکانی رح ۳۰۔ شاہ محمد اعظم رح
- ۱۴۔ مولوی محمد صالح رح ۳۱۔ غلام فرید چشتی رح
- ۱۵۔ مولوی عسکەر الدین رح ۳۲۔ میر محمد عظیم بن عبد الرحمن رح
- ۱۶۔ شیخ محمد زمان رح ۳۳۔ ظہور اللہ رح
- ۱۷۔ شاہ مراد رح ۳۴۔ میان عصمت اللہ رح
- ۱۸۔ حافظ سعد اللہ رح ۳۵۔ حاجی احمد رح
- ۱۹۔ ملا گل محمد رح ۳۶۔ شاہ نور الدین رح
- ۲۰۔ سید نور الدین منت رح ۳۷۔ شاہ روح اللہ رح
- ۲۱۔ محمد فرسخ اللہ رح ۳۸۔ سید شریف رح
- ۲۲۔ صوفی یار محمد رح ۳۹۔ مولانا حسن علی رح
- ۲۳۔ حاجی محمد داصل رح

حضرت حاجی لعل محمد صاحب حضرت مولانا کے ارشاد
 اشاعت سلسلہ خلفاء میں سے تھے۔ حضرت مولانا مخدوم الدین صاحب

فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے خلفاء کو عاجز کر کے نہایت دی ہے، مگر حاجی خاں کی عاجزی نے مجھے عاجز کر کے نہایت ملی ہے۔ نہایت کریم النفس منکر المزاج اور مزاجی بزرگ تھے۔ بڑی بڑی ریاضتیں کیں۔ بارہ سال تک آستانہ خواجہ غریب نواز پر حاضر رہے۔ تین مرتبہ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لینگے۔ ۱۲۲۹ رمضان المبارک ۱۲۲۹ ہجری کو آپ نے وصال فرمایا۔ درگاہ سلطان المتناہضت خواجہ نظام الدین اولیاء میں مزار اقدس کے قریب آپ کا مزار ہے۔

حاجی صاحب کے وصال کے بعد مرزا بخش اللہ بیگ رح ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے بعد خواجہ غریب اللہ رح سجادہ نشین ہوئے ان کے مرید زمر شاہ خلیفہ حضرت خواجہ مہاں محمد صاحب تھے، جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ آپ نے سلسلہ نظامیہ کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ آپ کے بعد مولانا ساف حضرت الحاج خواجہ علی محمد شاہ صاحب سجادہ نشین ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کا سایہ رحمت ہمارے سر پر تا دیر قائم رکھے، آپ کے ذریعہ پنجاب اور دہلی وغیرہ میں نظامیہ سلسلہ کی خوب اشاعت ہو رہی ہے۔

کرامات | مناقب فخریہ میں ہے کہ ایک روز آپ مقنوی مولانا روم کی شرح بیان فرما رہے تھے مضمون یہ تھا کہ کیف مد الفل نشان آویزا علماء اور حاضرین مجلس نے شرح مزید کی درخواست کی۔ آپ نے لاجپار ہو کر فرمایا اچھا آنکھیں بند کر لو۔ آنکھیں بند کر کے سوائے مد الفل کے اور کچھ نظر نہ آیا، تمام حاضرین مست اور بے خود ہو کر لوٹ لوٹ ہو گئے۔

قاضی انور ضیا ساکن سوئی پت تپِ دق میں مبتلا تھے۔ جب حالت اتنی نازک ہو گئی کہ زندگی کی امید نہ رہی تو ڈولی میں سوار ہو کر حاضر خدمت ہوئے کہ حضرت کے قدموں میں ہی جان نکل جائے۔ حضرت مولانا ان کی حالتِ زار دیکھ کر بے تاب ہو گئے۔ جوشِ رحمت میں آکر حضرت مولانا نے قاضی صاحب کو اپنے آغوش میں اٹھا لیا۔ خدا کی قدرت ان کی ساری تکلیف اسی وقت رفع ہو گئی، اور بالکل بھلے چنگے ہو گئے۔

دلی میں دس افغانی آپ کو شہید کرنے کی نیت سے چھری بغل میں دبا گئی کوچوں میں گھومتے پھرتے تھے۔ مولوی سید بدیع الدین مرید و خلیفہ نے حضرت سے صورتِ حال عرض کی، آپ نے فرمایا کہ ہم خدا کی رضا کے تابع ہیں اپنی جان کی حفاظت کرنا ہمارا شیعہ نہیں۔ خدا حافظ و ناصر ہے۔ انہی ایام میں حضرت قطب بابا کا عرس آگیا۔ حضرت مولانا اپنے مریدوں کی معیت میں درگاہ حضرت قطب الاقطاب میں تشریف لے گئے، محض سماع منعقد تھی وہ دسوں افغانی احاطہ مزار حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری دہلی دیوار پر ننگی چھریاں ہاتھ میں لیکر بیٹھ گئے۔ جس وقت حضرت کے مریدوں، اور دوستوں پر وجہِ کسوف کی حالت طاری ہو گئی تو وہ افغانی کہنے لگے دیکھو اس بدعتی کے مرید کس طرح رقص کر رہے ہیں، مولوی سید بدیع الدین نے آپ سے عرض کیا کہ ان بدعاشوں کی وجہ سے ہماری خفت الگ ہو رہی ہے اور دق میں غلطی علیہ۔ حضرت مولانا فخر الدین نے ان افغانیوں پر نظر ڈالی

فوراً ہی مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور حضرت کے قدموں پر سر رکھ کر بیعت ہو گئے۔

ٹھٹھے میاں افغانی شہرت میں مشہور اور یگانہ روزگار بختیار سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کا عرس ہو رہا تھا۔ ٹھٹھے میاں افغانی نے قوالوں پر اختساب کیا۔ آستانہ نظامیہ کے کسی خادم ذی احترام نے ٹھٹھے میاں کے منہ پر طمانچہ رسید کیا۔ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حضرت مولانا فخر الدین صاحب اندرون مسجد تشریف فرما تھے، کسی شخص نے حضرت کے واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا، اچھا میں باہر آ رہا ہوں مجھے بتا دو۔ ٹھٹھے میاں کون ہے، چنانچہ حضرت باہر تشریف لائے۔ آپ نے ایک نیز نظر افغانی پر ڈالی اس کی حالت متغیر ہونے لگی، وہ دنگڑا ہوا حضرت کے پاس آیا اور قدموں میں گر پڑا، اور توبہ کر کے حضرت سے بیعت ہو گیا۔

عجب لطف کریا نہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا

جہاں برکف وہ مہجانبہ سے فخر الدینِ حشتیؒ کا
ہر اہلِ حشتِ مستانہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا
یہ روزِ بارۃ الفقر فخری خواجہ ساقی میں
ریاضِ حشتِ مہجانبہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا
مقامِ جہاں بھی حاضر ہے جہیں شوقِ کجی
دلِ عشاقِ نذرانہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا
صفا و صدق، فقر و معرفت کا علمِ مجبو
ہر ایک عنوانِ افسانہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا
یکتہ میں یہاں کی حاضری کو فخرِ سلطان بھی
یہ وہ دربارِ شاہانہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا
مخمس میں شمعِ شبتانِ کلیمِ اسدؒ
اجالہ خانہ و رخانہ کو فخر الدینِ حشتیؒ کا
دلوائے ادنیٰ، حبِ تمی نہ واریا تے میں
عجب لطفِ کریا نہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا
وہ درخشاں شمعِ شبتانِ کلیمِ اسدؒ
جہاں میں کون بیگانہ نہ فخر الدینِ حشتیؒ کا
جوشِ بیداریاں وقفِ عبادت و اولیٰ میں
تو شغلِ روزہ روزانہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا

پلائی ہے مئے الفقر فخری مست ساقی نے

ضیا بھی اک مستانہ ہے فخر الدینِ حشتیؒ کا

ملفوظات طیبات

اتباعِ سنت کی تلقین فرمایا تھا، طالبانِ معرفت کے فرائض میں سب سے اہم فرض یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھیں نہ کہ یہ نفس کیلئے اس سے بہتر کوئی راہ غفل نہیں۔

عارفِ حق شناس کی شناخت ایک مرید نے حضرت سے دریافت کیا "عارفِ حق شناس کی شناخت کیا ہے؟" آپ نے فرمایا "جو اپنی خواہشوں کو اللہ کی محبت میں فنا کرے"

بے مثال نصیحت کے ایک طالبِ ہدایت نے حضرت سے عرض کیا، مجھے کچھ نصیحت فرمائیے؟ آپ نے فرمایا، اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آئے تو اس کا جواب بخلقِ عظیم سے دو۔

رقّت طبع اور اثر پذیریری کی فضیلت حضرت مولانا قدس سرہ نے ایک مجلسِ تصوف میں ارشاد فرمایا "جس سالک میں رقت طبع اور اثر پذیریری نہیں ہے اس کا کامیاب ہونا سخت مشکل ہے"

امرا اور عمالِ سلطنت کے نذرانے قبول نہ کرو | امرا و عمالِ سلطنت کے ہدایا اور نذرانوں کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا ہے "عمالِ سلطنت کی آمدنی مشتبہ ہوتی ہے۔ ان کی نذرانوں سے دامن بچاتے رہو۔ اور ان کے ہدیئے و تحفے مخالف قبول نہ کرو۔"

عام لوگوں سے علیحدہ رہنے کی وجہ | ایک روز ایک شخص نے عرض کیا حضور! آپ آفتابِ معرفت و کعبہِ علم و عمل میں پرہیزگار اور عایدِ وزاہد ہیں کیا بات ہے آپ عوام سے کیوں نفرت کرتے ہیں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ "وہ صدق و اخلاص سے محروم ہیں۔ دیانت دار بھی، دو چلی گئی ہے۔ لوگ اپنے اغراض کے سمندر میں غرق ہیں۔ بظاہر دوستی اور وفاداری کا اظہار کرتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے دل میں فریب ہے۔"

قریب و ندی کا قریبی راستہ | ایک موقع پر حضرت نے ارشاد فرمایا تھا جس گناہ کا آغاز خونت پر ہو اور انجام استغفار پر ایسے گناہ کی بدولت انسان اکثر اللہ سے قریب تر ہو جاتا ہے اور جس عبادت کا آغاز غرور سے ہو، اور انجام نمائش اور دکھاوا ہو۔ ایسی عبادت سے انسان حق تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے

دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے | ایک شخص نے حضرت سے دریافت کیا، کیا دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے؟

حضرت نے فرمایا، کیوں نہیں، دنیا کا عذاب یہ ہے کہ انسان کا دل خدا سے غافل ہو جائے۔ ایک طالب علم نے حضرت سے عرض کیا ایک **نوجوان عورتوں کو تعلیم دینا** نوجوان عورت مجھ سے تعلیم حاصل کرنے کی آرزو مند ہے، کیا میں نوجوان عورت کو تعلیم دے سکتا ہوں؟ حضرت نے فرمایا کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ بیٹھو، خواہ وہ راجہ ثانی کیوں نہ ہو، اور خواہ تم اس کو تشران کی تعلیم کیوں نہ دو۔

عاشقوں کو دروغ بھی پناہ مانگتی ہے، ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت نے فرمایا، جس کے دل میں عشق کی آگ روشن ہے اسے آگ نہیں جلا سکتی۔ ہلکے عشق کی آگ کو دروغ بھی پناہ مانگتی ہے۔

کسی شخص نے حضرت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس کے متعلق سوال کیا تو حضرت نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا، حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مردہ نہیں۔ بلکہ تمہاری آنکھیں مردہ ہیں۔ جس دن بصیرت حاصل کر لو گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدس کو دیکھو اور سمجھ سکو گے۔

حضرت قدس سرہ نے ایک روز اپنے **حصول سعاد کے پانچ ذرائع** مرید سے ارشاد فرمایا تھا کہ حصول سعاد کے لئے یہ پانچ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے معانی پر تہہ بردار غور و فکر کرنا۔

(۲) بھوک سے کم کھانا کھانا۔ (۴) صبح کے وقت تضرع و نزاری۔

(۳) تنہا کی بنا پر ٹھنڈا۔ (۵) صالحین سے قریب رہنا۔

دوستی کے حقوق | ایک اجتماع میں حضرت نے ارشاد فرمایا تھا "دوستی

مسلمان بھائی کیلئے پٹ کر۔ اور جو کچھ اس کے پاس موجود ہے اس پر حسد نہ کرو۔ اس کی جفا کو برداشت کرو۔ اس کی نیکی کو یاد رکھو اور اپنی نیکی کو قبول جاؤ۔

مغرور عالم سے ان پڑھ بہتر ہو | ایک مجلس میں حضرت نے ارشاد فرمایا۔ جو عالم مغرور ہے وہ نفس پرست ہے۔

اس سے وہ ان پڑھ جاہل بہتر ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو اور اس کے پاس عمل صالح کا سرمایہ موجود ہو۔

تین آدمیوں کے درمیان | حضرت کا ارشاد ہے، تین قسم کے لوگوں سے دور رہو۔ (۱) جھوٹے آدمی سے، وہ تمہیں

خوابی کی طرف لے جائیگا۔ (۲) جھوٹی تعریف کرنے والے سے کہ اس کی باتوں سے تمہارے اندر غرور پیدا ہو جائے گا۔ (۳) خود غرض آدمی سے، وہ تمہیں ضرور دھوکہ دے گا۔

نجات نیک اعمال پر منحصر ہے | حضرت خواجہ یوسفؒ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت شیخ رحمہ

نسبت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا، نجات نسبت پر مبنی نہیں ہے بلکہ نیک اعمال پر منحصر ہے۔

عارف باللہ کو کوئی خیر محفی نہیں رہتی | ایک سالک خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر طالبِ نصیحت

حضرت نے ارشاد فرمایا "جس نے اللہ کو پہچان لیا۔ اس سے کوئی چیز محفی نہیں رہ سکتی، توحید یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کا خیال تک نہ اٹھے۔ ایک سالک نے دریافت کیا کہ ذکرِ حق کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ خدا کو یاد کرتے

وقت سوائے خدا کی ذات کے اور سب کچھ بھول جاؤ۔

اخلاص کی فضیلت | حضرت نے اپنے ایک مرید سے ارشاد فرمایا تھا

مجب انسان اخلاص کے ساتھ عبادت کرتا تو اپنے رب سے قریب تر ہو جاتا ہے، اور جب کوئی شخص ریاکاری کے ساتھ عبادت کرتا ہے تو اپنے رب سے دور ہو جاتا ہے۔

عبادتِ بغیرِ توبہ کے بے معنی ہے | حضرت شیخِ قدس سرہ نے ایک تقریر میں ارشاد فرمایا تھا کہ عبادتِ بغیرِ توبہ کے

قبول اور بے معنی ہے۔ حق تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے "الْتَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ" پھر فرمایا، وہ توبہ کرنے والا افضل ہے جس کو اپنے گنہگار ہونے کا شدید احساس ہو۔

جھوٹے اور مکار صوفیوں کا ماتم | ملا علی ہاشم رزقی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چند امراء آپ کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ عرض کیا ہمیں نصیحت فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا کہ "لوگ

لذت نفس میں لہر پیر پیر نگاری کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن ان کے دلوں میں
دغا، فریب اور خود غرضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ یاد رکھو نجات
نسبت پر مبنی نہیں نیک اعمال پر منحصر ہے۔

دل کا آئینہ کب صاف ہوگا | ایک سالک کے دریافت کرنے پر حضرت نے
فرمایا "اپنی خواہشات کو حق کی رضا مندی
پر قربان کرو اور اس کے چمکے آئینہ ہو جائے گا۔"

کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھو | ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے ایک روز حضرت
نے ارشاد فرمایا "موت کو اپنے سرھانے سمجھو
یہ زندگی ایک صحرا ہے جس پر لاکھوں بادل چھایا جاتے ہیں، کسی گناہ کو حقیر نہ سمجھو۔"

اپنے مالک کا وفادار رہنا چاہیے | حضرت شیخ قدس سرہ نے ایک مجلس میں
تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا "اے سالک

اپنے مالک کا وفادار بن، ہر قسم کی لغتیں صرف اسی کے قبضے میں ہیں۔ وہ
صاحبِ جلال و ملکوت ہے۔ سب سے بڑا اور دل سوختگان عشق کی بصیرت سے
قریب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

فنا فی المحبت | کسی مرید نے حضرت سے فنا فی المحبت کے معنی دریافت کئے
ارشاد ہوا "فنا فی المحبت"، ایک اعلیٰ مقام ہے۔ جب محبت

کسی کے دل میں پیدا ہوتی ہے تو آتش عشق سے دل میں ایک سوزش پیدا
ہو جاتی ہے۔ دل میں ہر وقت ایک جلن سی رہتی ہے، اس کیفیت میں اضافہ
ہوتا رہتا ہے۔ جب محبت رفتہ رفتہ دل کی گہرائی تک پہنچ جاتی ہے تو اس

مقام پر محبوب کے سوا باقی خیالات و تفکرات منقطع ہو جاتے ہیں ہر وقت محبوب ہی کا تصور اور محبوب کی محبت دل پر حکمراں ہو جاتی ہے۔

حضرت کا ارشاد ہے کہ یہ دنیا عارضی
آخرتِ ابدی راحتوں کا مرکز ہے فائدوں کا مقام ہے اس کی ہر چیز

فانی ہے۔ اور آخرتِ ابدی راحتوں کا مرکز ہے۔ انیسویں لوگوں نے آخرت کی ابدی راحتوں کے مقابلہ میں دنیا کی حذر روزہ راحتوں کو ترجیح دے رکھی ہے۔

ایک شخص نے سوال کیا، حضرت کیا دعائیں قبول نہیں ہوتیں؟ سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول نہیں کرتا؟

حضرت نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہو لیکن اس کی نافرمانی کرتے ہو۔ اس کے ملک میں رہتے ہو لیکن بغاوت کرتے ہو۔ اس کے رسول کا ذکر کرتے ہو لیکن اس کی اطاعت نہیں کرتے۔ قرآن پڑھتے ہو لیکن عمل نہیں کرتے۔ یہ جانتے ہوئے کہ دوزخ گنہگار

کیلئے ہے دوزخ سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ شیطان کو دشمن سمجھتے ہو لیکن اس کی دوستی سے باز نہیں آتے۔ عزیزوں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے ہو لیکن عبرت حاصل نہیں کرتے۔ جب زندگی اس انداز کی ہو تو دعائیں قبول ہوا

ایک شخص حضرت شیخ فذیل سے
تحصیل مقصود کا ایک انوکھا طریقہ کی خدمت میں ہر روز حاضر ہوا

کرتا تھا۔ ایک روز اس نے حضرت سے دعا کیلئے التجا کی۔ حضرت نے فرمایا "کوچہ خداوندی میں بیٹھ جا۔ دعا کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ اس نے عرض کیا!

خاکا کو چسہ کہاں ہے ؟ حضرت نے فرمایا، جہاں تو نہ ہو ! چنانچہ اس شخص نے فضیول باتوں سے توبہ کر لی اور اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ اور کچھ دنوں بعد مریض خواص و عوام بن گیا۔

مقام محمود اور مقام شفاعت ایک روز ایک سالک ہاتھ لے کر حضرت کے دریافت کیا کہ مقام محمود اور مقام شفاعت میں کیا فرق ہے ؟ حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ مقام محمود ہی مقام شفاعت ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن جب اس مقام پر کھڑے ہونگے تو جملہ اولین و آخرین کی حمد کریں گے۔ حضور سرور عالم بارگاہ خداوندی میں سر بسجود ہوں گے۔ ارشاد الہی ہوگا "سَلِّ لِعَظْمَتِكَ تَشْفَعُ" مانگو۔ دیا جائیگا۔ شفاعت کرو، قبول کی جائیگی، یہی مقام محمود ہے۔

علم کے اقسام ثلاثہ ایک مجلس میں حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ علم کی تین قسمیں ہیں۔ علم من اللہ، علم عن اللہ، علم باللہ، علم باللہ علم معرفت ہے انبیاء اور اولیاء نے اسی ذریعہ معرفت خداوندی حاصل کی ہے اور بغیر اس کے انہیں معرفت الہی حاصل نہ ہو سکتی۔ علم الکتاب نہیں آتا۔ علم من اللہ علم شریعت ہے یعنی احکام الہی و فرائض عبودیت کا علم۔ علم مع اللہ علم مقامات و درجات اولیاء کا نام ہے۔ معرفت بغیر علم شریعت قبول کئے درست نہیں ہو سکتی۔ اور شریعت پر عمل بغیر مقامات الہی کے ممکن نہیں جبکہ علم شریعت نہیں اس کے قلب پر جہل کی موت طاری ہے اور جب علم شریعت نہیں اس کا قلب مریض نادانی میں گرفتار ہے +

صوفی کی تعریف | حضرت شیخ اقدس مکار اور بنادلی صوفیوں کے سخت خلاف تھے۔ ایک مجلس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تصوف

تمام خطوطِ نفسانی ترک کرنے کا نام ہے۔ صوفی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی ارواح آکاش سے پاک ہوتی ہے۔ جو نہ خود کسی چیز کا مالک ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی مالک ہوتا ہے۔ صوفی کائنات کی جانب نگاہ عیب جوئی سے نہیں دیکھتا۔

تصوف نام ہے دل کو مخالفتِ حق کی کدورت سے صاف رکھنے کا۔ صوفی وہی ہے جس کو اپنا ظاہر و باطن نظر نہ آئے، اسبِ حق ہی حق نظر آئے۔ صوفی راہِ حق میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ خلق کی نظر میں رسوا اور مطعون ہو کر اپنی للہیت اور حق پرستی کا عملی ثبوت پیش کرتا ہے۔

مدعیانِ تصوف کو ثبوت پیش کرنا چاہیے | ان ہی بنادلی اور جاہل صوفیاء کے متعلق آپ کا ارشاد ہے کہ جو

شخص خلق کے سامنے دعوتِ حق لے کر آئے گا مدعی ہے اسے اپنے دعوے کے ثبوت میں دلیل پیش کرنی چاہیے۔ اور وہ دلیل پابندی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

آدابِ سماع | خواجگانِ حشت نے جو آداب و شرائطِ سماع کے مقرر فرمائے تھے، لوگوں نے اس کی پابندی ترک کر دی تھی۔ حضرت شیخ نے

بنادلی صوفیوں کے خلاف صدا بلند کی اور حسبِ ذیل آدابِ سماع بیان فرمائے۔

(۱) خواہ مخواہ ارادہ کر کے سماع نہ سنے، طبیعت کو جب از خود رغبت ہو افسوس نہ کرے۔

(۲) بہت کثرت سے سماع نہ سنے کہ طبیعت اس کی خوگر ہو جائے کبھی کبھی سنے

تاکہ سماع کی ہریت دل پر قائم رہے۔

(۳) محض سماع میں ایک مرشد یا پیر طریقت موجود رہے۔

(۴) محفل میں عوام شریک نہ ہوں

(۵) قوال پاک باز ہوں فاسق نہ ہوں۔

(۶) قلب مکروہات و نبوی سے خالی ہو۔

(۷) طبیعت لہو و لعب کی جانب آمادہ نہ ہو۔

(۸) کسی قسم کا نکاح نہ کیا جائے۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا
مرید و ن کو نصیحت کہ تصوف کی ساری بنیاد اس پر ہے کہ آداب شریعت

کی پابندی رہے۔ حرام و مشتبہ چیزوں سے دست کشی اختیار کی جائے۔ ناجائز
 اوہام و خیالات سے حواس کو آلودہ نہ ہونے دیا جائے اور غفلت سے بیکر خدا تعالیٰ
 کی یاد میں دقت گذاری کیجئے۔

مرید کو ترک شہوات کے مجاہدہ میں دوا مشغول رہنا چاہیئے خواہشوں کی
 پابندی اور پاکیزگی روح کا ساتھ ہو نہیں سکتا۔ مرید کیلئے اس سے بدتر کوئی لہجہ
 نہیں ہو سکتی کہ جس خواہش کو خدا کیلئے چھوڑ چکا ہے اس کی جانب پھر رجوع کرے۔
 طالب کو اس امر کی بڑی احتیاط ضروری ہے کہ ایک مرتبہ جس بات کا عہد
 خداوند تعالیٰ سے کرے اسے نہ توڑے طریقت میں نقص عہد کا درجہ ہے، جو
 شریعت میں ارتداد کا ہے۔

طالب کو دامن آرزو بہت نہ پھیلا نا چاہیئے، فقیر کو صرف حال سے سرکار

رکھنا چاہیے۔ مستقبل کے متعلق خیالی پلاؤ پکاتے رہنا اس کے لئے موزوں نہیں طالب کو اپنی دنیا کی صحبت سے ہر طرح بچتے رہنا چاہیے۔

عام مسلمانوں کو نصیحت ایک مجلس میں آپ نے ارشاد فرمایا: پیروی سنت کرتے رہو۔ راہِ بدعت اختیار نہ کرو۔ دائرہ اطاعت کا ہر نہ ہو۔ توحید خداوندی کو مانو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے اپنی مشیت اور ارادہ سے کرتا ہے، گناہوں سے توبہ کرنے اور غفلت دور کرنے میں تاخیر نہ کرو، اور شبِ درازانہ خفا کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔

تزکیہ نفس چار چیزوں سے ہوتا ہے تزکیہ نفس کے بارے میں کسی کے سوال کے جواب میں ارشاد ہوا کہ کامل تزکیہ کم کھائے کم پیئے، کم سوئے، کم لٹنے جلنے سے حاصل ہوتا ہے۔

شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟ شریعت اور طریقت کے موضوع پر ایک مجلس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ شریعت اور طریقت میں کوئی تضاد نہیں، بلکہ اکابر طریقت کی صراحت کے مطابق کمال شریعت کا نام ہی طریقت ہے۔ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک محض ظاہر تک محدود ہے۔ اس کا نام شریعت ہے اور لورائیت رسول سے قلب و جگر کی نورانیت کا نام طریقت ہے۔

حضرت شیخ رح چاروں سلسلوں میں مجاز تھے

قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ چاروں سلسلوں میں مجاز تھے چشتیہ - قادریہ، سہروردیہ میں قطب مدینہ حضرت شیخ کجی مدنیؒ سے مجاز اور خلیفہ اعظم تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت میر خسترم لاہوری رح کے -

شجرہ چشتیہ نظامیہ

قطب العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کا اسم گرامی شجرہ چشتیہ نظامیہ کی جان اور متوسلین و معتقدین کے لئے اسم اعظم ہے - چشتیہ نظامیہ جیسی نعمت جو ایک عرصہ سے ہندوستان سے عرب منتقل ہو گئی تھی حضرت شیخ قدس سرہ کی ذات بابرکات سے ہی ہندوستان میں واپس آئی - ہندو پاکستان میں لاکھوں آدمی آپ ہی کے فیض سے مستفیض ہیں -

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کا شجرہ شریف حسب ذیل ہے :-
(۱) مقدس مطہر افضل موجودات خلاصہ کل کائنات خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وبارک وسلم -

(۲) باب العلوم والمعارف امام المشارق والمغرب امیر المؤمنین سیفا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ -

- (۳) حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
- (۴) حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۵) حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۶) حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ابراہیم بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۷) حضرت خواجہ سید الدین حذیفہ المرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۸) حضرت خواجہ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۹) حضرت خواجہ ممشاد علوی دیوڑی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۱۰) حضرت خواجہ ابو احمد ابدال حشیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۱۱) حضرت خواجہ ابو محمد حشیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۱۲) حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین حشیتی رضی اللہ عنہ
- (۱۳) حضرت خواجہ قطب الدین مودود حشیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۱۴) حضرت خواجہ حاجی شریف زندی حشیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۱۵) حضرت خواجہ عثمان ہارونی حشیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۱۶) نائب رسول اللہ فی الہند خواجہ خواجگان خواجہ بزرگ حضرت معین الدین حشیتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- (۱۷) غریب الفت شہید محبت قطب الاقطاب قطب الہند حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی حشیتی رضی اللہ عنہ۔
- (۱۸) شیخ الاسلام والمسلمین غریب محبت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر ادرہنی حشیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

- (۱۹) شیخ الاسلام و المسلمین بدر الملتہ والدین ملک الفقراء و المساکین ربی زرخشا
سلطان المشارع حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء الیولیٰ حشیتی رضی اللہ عنہ
(۲۰) مستغرق شہود حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ عنہ
(۲۱) حضرت شیخ نکال الدین علامہ رضی اللہ عنہ
(۲۲) حضرت شیخ سراج الدین حشیتی رضی اللہ عنہ
(۲۳) حضرت شیخ علم الدین حشیتی رضی اللہ عنہ
(۲۴) حضرت شیخ محمود عرف راجن حشیتی رضی اللہ عنہ
(۲۵) حضرت شیخ جمال الدین عرف جمن میاں رضی اللہ عنہ
(۲۶) حضرت شیخ حسن محمد حشیتی رضی اللہ عنہ
(۲۷) حضرت شیخ محمد حشیتی رضی اللہ عنہ
(۲۸) قدوة الواعیلین محبوب درگاہ رب العالمین سید الاولیاء امام التقیاء
عارف باللہ قطب المدینہ حضرت خواجہ شیخ یحییٰ مدنی رضی اللہ عنہ
(۲۹) المتخلق باخلاق اللہ المنصف بادصات اللہ تعالیٰ فی اللہ باقی باللہ
جہر لا الہ الا اللہ مستگیر جہاں حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی حشیتی
بہشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جمیع سلاسل الیثار رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین ؎

آخر عمر میں حضرت قدس سرہ کو نفرس اور وجع المفاصل کے
امراض لاحق ہو گئے تھے۔ بایں ہاتھ۔ داہنی ٹانگ اور دونوں
پاؤں پر دم تھا۔ وفات سے پانچ برس پہلے حضرت نے جو ایک مکتوب تحریر

وصال

فرمایا تھا۔ اس میں مرض کی کیفیت کے علاوہ تخریر یہ ہے کہ چار مہینہ سے صاحبِ فراش ہوں۔ لنگڑانا لنگڑانا چند آدمیوں کی مدد سے اندر سے مکان میں جاتا ہوں کہ یہی سال نو ماہ کی عمر میں تیس سال کے بیٹھ کر شاد پڑھتا ہوں، بالآخر ۶ سال کی طویل علالت کے بعد ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ ہجری کو وصال فرمایا۔ بوقتِ وصال یہ بیت زبانِ مبارک پر تھی۔

غبارِ خاطر عشاق مدعا طلبی است

بخواتی کہ منہم یاد دوز ہے اولیست

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رح نے مناقبِ المجمعین میں تخریر فرمایا ہے
”آزارِ فقر سے یعنی آزارِ فضلِ ابراہیم پائے و دروازہٴ نورانی پیر
ماست۔ یعنی مولانا صاحب و شیخ صاحب و شیخ کلیم اللہ و
شیخ یحییٰ مدنی این ہمہ بزرگانِ ابنِ مرض داشتند۔“
یعنی طائفہ میں دردِ آس کی شکایت بزرگانِ چشت کی ایک پرانی
خصوصیت ہے۔ حضرت شاہ نور محمد مہاروی رح اور حضرت شاہ سلیمان صاحب
کو بھی یہی شکایت تھی۔ حضرت کے ایک مرید نے تاسیخِ ذفات لکھی ہے۔

کلیم اللہ عارفِ صافی بودہ

بر پر سیدم چون تاریخِ ذفات

باتلیم بقا شوقش پروردہ

خود گفت کہ ذات پاک بودہ

تطبُّ العالم حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کا مزار مبارک
جامعہ سبئی اور لال قلعہ کے درمیان پریم گراؤ میں ہے۔
خواص و عوام ہے۔ قدر سے پہلے حضرت کی خاتقاہ اور سکونہ حویلی بازارِ خانم

میں بھتی جو غدر ۱۸۵۶ء تک دلی کا ایک بہت بڑا اور پر رونق بازار تھا۔ یہ بازار قلعہ کی تفصیل سے سراوگیوں کے منہ تک تھا انگریزوں نے ۱۸۵۶ء میں دلی فتح کر کے لال قلعہ کے قریب کے تمام مکان ہمارے فوجی اغراض کے ماتحت ایک کھلا میدان بنادیا۔ غدر کے دنوں میں جب یہ آبادی تباہ ہوئی تو حضرت کا مقبرہ بھی ویران ہو گیا۔ غدر ۱۸۵۶ء تک حضرت کے خاندان کے لوگ اسی علاقہ میں آباد تھے جامع محلے تقریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر حضرت قطب العالم کا مزار مبارک اسی سکونہ جیل میں واقع ہے جہاں حضرت حالتِ حیات میں رزقِ افزہ رہتے تھے۔ حضرت سرمد شہید دہرے بھرے صبا حب کے مزار کے پاس سے حضرت کی درگاہ عالیہ جانے کا راستہ ہے۔ پریڈ کے میدان میں قدم رکھتے ہی حضرت کا روضہ اقدس تجلی بار نظر آتا ہے۔ سرہانے کلمہ طیبہ بخط طغرا منقوش ہے درمیان میں حضرت کا اسم گرامی مع القاب و آداب تحریر ہے اور نیچے یہ رباعی بطور ناسخ وفات کندہ ہے ۵

فصل و کمال خویش بود مرہم قلب ریش بود

سال دفاش گفتمہ یافت قطب زمانہ خویش بود

اس کے پیچھے سنگ مرمر کا اونچا چراغ دان ہے جس میں جمعات کی شام کو خوب روشنی ہوتی ہے۔ مزار مبارک کے متصل جانب مشرق حضرت کے دو صاحبزادوں کے مزارات اندرون احاطہ مزار شریف ہیں۔ احاطہ مزار شریف سے متصل جانب مشرق متعدد قبریں حضرت قطب العالم کے پسماندگان کی ہیں مزار شریف کے سرہانے تقریباً ۸ - ۱۰ قدم کے فاصلہ پر حضرت کے والد ماجد شیخ

نور اللہ رحمہ کا مزار مبارک ہے۔ حضرت کے مزار شریف پر تمام رات برقی روشنی رہتی ہے۔ مزار شریف کے سرہانے سائبان کے نیچے پانچوں وقت نماز باجماعت ہوتی ہے۔ دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں شاید ہی کوئی وقت درگاہِ زائرین خالی رہتی ہو۔ رات کو عشاء کے بعد سے نمازِ پنجہ تک اللہ اللہ کرنے والے رات بھر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرت قطب العالم کے مزار شریف پر ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب ختم شریف پڑھا جاتا ہے۔ لغتِ خیرانی ہوتی ہے۔ محترمی حضرت محمد متحسن صاحب فاروقی ایڈیٹر "آستانہ" جس درد و عقیدت کے ساتھ "شجرہ خوانی" کرتے ہیں وہ وقت حاضرین مجلس کیلئے نہایت اہم اور قیمتی ہوتا ہے۔ حاضرین جو شوقِ عقیدت و محبت میں آنکھوں سے آنسوؤں کے مولیٰ دربارِ قطب العالم میں نذر گزارتے ہیں۔ نذرین قبول ہوتی ہیں۔ دامنِ مراد گوہر مقصود سے بھر کر گھر دل کو واپس لوٹتے ہیں۔ حضرت فاروقی صاحب پر بھی اکثر شجرہ شریف پڑھتے وقت رقت طاری ہو جاتی ہے۔ آواز گھگھیا جاتی ہے۔

حضرت قطب العالم کی روحانیت سایہٴ فلقن ہوتی ہے۔ اس وقت کا منظر نہ زبان سے بیان کیا جاسکتا ہے نہ قلم سے تحریر کیا جاسکتا ہے ابوابِ ذوق ہی اس روحانی لذت کا احساس و ادراک کر سکتے ہیں۔

آنکھ والا ترے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کو رک کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضرت قطب العالم قدس سرہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ آخری

مغل تاجدار سراج الدین طغر بہادر شاہ کے پیروں میں بیٹھے لیکن یہ بات غلط ہے۔ بہادر شاہ حضرت میاں کالے صاحب سے بیعت تھے۔ حضرت میاں صاحب محب نبی حضرت مولانا فخر الدین بن حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی خلیفہ اعظم حضرت قطب العالم کے صاحب زادے تھے۔ اس اعتبار سے حضرت قطب العالم قدس سرہ بہادر شاہ کے پردادا پیر مومنے حضرت میاں کالے صاحب چونکہ حضرت قطب عالم کے سلسلہ کے صاحب کمال تھے اس لئے یہ روایت عام طور پر مشہور ہو گئی کہ حضرت قطب العالم قدس سرہ آخری مغل تاجدار بہادر شاہ کے پیر تھے۔

بہر حال شاہانِ مغل کیہ جو جس درجہ حضرت قطب العالم سے حالت حیات میں عقیدت تھی وصال کے بعد بھی ان کی عقیدت کا وہی عالم تھا۔ مغل سلاطین، امراء نہایت نزک و احتشام سے حاضر و بارہ ہو کر سرِ عقبتِ ختم کرتے تھے۔

ترجمہ کشکول شریف

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کی تصنیفات میں کشکول شریف کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ صوفیائے متاخرین نے اس کتاب کو اپنا دستور العمل بنالیا تھا اور ان کا دستور تھا کہ وہ خرقہ خلافت کے ساتھ کشکول اور مرقع دیا کرتے تھے حضرت شیخ قدس سرہ نے خود بھی ایک مکتوب میں اصلاحِ نفس و روحانی ترقی

کے لئے کشکول کے مطالعہ کی ہدایت فرمائی ہے۔

انقلاب ۱۹۲۷ء کے کچھ ایسے حالات رونما ہیں کہ علمی ذخیرہ نایاب ہوتا جا رہا ہے۔ میری نظر سے کشکول اور مرقع کے جتنے نسخے گزرے ان میں کہیں کہیں بعض مضامین میں اختلاف پایا ترجمہ کرتے وقت کشکول شریف کا ایک بہت قدیمی نسخہ زیر نظر ہے۔ احقر کو اپنی طائف علمی اور علمی بصافت کا اعتراف ہے۔ ناظرین کرام اگر کہیں ترجمہ میں اختلاف پائیں تو اس کو اختلاف نسخہ پر محمول فرمائیں۔ اگر کسی جگہ سہو یا غلطی ہو تو انتصائے بشریت پر محمول فرمائیں۔ **وَالْحَقُّ عِنْدَ كَامِ انْشَاءِ مَا مَوْءُود**۔ اس کتاب کی افادیت کے بارے میں خود حضرت شیخ نے تحریر فرمایا ہے۔

"کشکول کے لغزائش لطیفہ
ربانیہ را طاقت بخشد و در پیکر اسلام
مجازی روح ایمان حقیقی در دہ
و در دکان طبیعت را حیات جاودانی
از دانی و ہمد"

یہ ایک کشکول ہے جس کے لغز لطیفہ
ربانی کو تقویت بخشتے ہیں اور مجازی
اسلام کے قالب میں حقیقی ایمان کی طرح
بھونک دیتے ہیں اور مراد طبیعت کو
حیات جاودانی بخشتے ہیں۔

یہ کتاب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بعض احباب کی فرمائش پر مستطابہ میں
تحریر فرمائی تھی۔

اللہ تعالیٰ امتہ میں عارفین کے بن مدارج تک پہنچائے کہ وہ وجود مطلق
(ذہنی حد) وجود ظاہری اور کوئی سے معیت پیدا کرنے سے پہلے پوشیدہ تھا اور اس
بے نشان کا کوئی نشان نہ تھا۔ اس کے بعد محبت کے تقاضے سے خود بخود اس

وجود نے مراتب خداوندی و شہنشاہی کی طرف نزول فرمایا۔ اور متعین میں باعتبار
تعیین اس تعین کے عاشق کے نام کے ساتھ اور باعتبار رفع اس تعین کے معشوق
کے نام کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ اس لئے ہر تعین کا کمال یہ ہے کہ رجوع اسی وجود مطلق
کی طرف ہو جائے اور جس بے رنگی سے وہ وجود نکل کر رنگا رنگ شکل میں جلوہ گر ہوا
پھر اسی بے رنگی پر پہنچ جائے ہماری گفتگو میں تعین خاص حضرت انسان کے بارے
میں ہے۔ جو ذات و صفات خداوندی کا منظر و جامع ہے اور جو تمام تعینات سے
صفت حمل امانت کے ساتھ ممتاز ہوا۔ اس لئے انسان کا کمال اسی میں ہے کہ حشر
فنائی اللہ پر اللہ تعالیٰ کی بقا کے ساتھ باقی رہ جائے۔ (واضح رہے) سیر کی دو قسمیں
ہیں شیرازی اللہ سیر فی اللہ۔ ان دونوں میں اول الذکر کی توقع و غایت ہے
مگر ثانیہ الذکر کی کوئی نہایت و حد نہیں۔

لغیرہ یہ ترک ماسوائے اللہ تمام عالم سے بے توجہی، بے رنگی محض (ذات بجا)
میں انہماک اور اپنے آپ کو فنا کر دینے کا نام اصطلاح صوفیاء میں وصل ہے۔ وجہ
کوئی سائل اس درجہ کو پہنچتا ہے تو پہلے اس پر بے خودی کا عالم طاری ہو جاتا ہے
تمام حواس غائب ہو جاتے ہیں اور اس کی حالت مُردہ جیسی ہو جاتی ہے۔ فرق اتنا ہے
کہ موت میں حضور نہیں ہے اور اس حالت میں صرف حضور ہی حضور رہتا ہے
اور جب سائل اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو اس وقت اس کو صاحب ولایت
کہنا درست ہوتا ہے۔ خواہ یہ حالت تھوڑی ہی دیر کے لئے اس کو حاصل کیوں نہ
اس سستی اور بے خودی کے بعد اگر ہوشیاری حاصل ہو جائے تو باب تصوف کو
اصحاب تمکین کہتے ہیں۔ وصل حاصل ہو جانے کے بعد کبھی حالتِ صحو (ہوشیاری)

جلدی طاری ہو جاتی ہے اور کبھی دیر کے بعد۔ لیکن اگر سالک پر سکڑ اور بخیر دی کا
ہی غلبہ رہے تو اصطلاح تصوف میں ایسے لوگوں کو اصحابِ تلوین کہا جاتا ہے۔
اس لئے اگر سلوک میں سالک کے مد نظر محض مشاہدہ ذاتِ بے رنگ اور اس میں اپنے
آپ کو فنا کر دینا ہو گا۔ تو اس کا سلوک کامیاب اور باراد ہو گا ورنہ اگر تعینات کے
پر دے اٹھانے میں الجھ گیا تو صراطِ مستقیم سے دور جا پڑے گا۔

نقشمہ:۔ کتبِ سلوک میں مقاماتِ تصوف کو کچھ ایسے رنگین انداز میں بیان کیا
گیا ہے کہ دل کی یہی خواہش ہو جاتی کہ یہ سب مقامات مجھے حاصل ہو جائیں پس
اگر کوئی شخص ان مقامات کو پالنے کے لئے کمر بستہ کس کر کھڑا ہو جائے۔ ظاہر ہے
کہ ایسا ہونا محال ہے کیونکہ جو کل کا طالب ہوتا ہے وہ کل کو فوت کر دیتا ہے۔ علاوہ
ازیں اس کی طبیعت میں ایک حالتِ تذبذب پیدا ہو جائیگی کہ پہلے کس مقام کو حاصل
کرنے کی کوشش کروں اس لئے میری رائے یہ ہے کہ سالک کو اپنی تمام تر ہمت
اس طرف لگا دینی چاہیئے کہ خرائضِ ہمن منوکرہ اور وظائفِ ضروریہ سے فراغت
بعد سے پہلے تو حید خداوندی کا قصد کرے اور ذکر و فکرِ ادراس میں مشغول ہو جائے
اور کچھ وقت، نوافل، تلاوتِ قرآن، تسبیح، اوراد و دعوات وغیرہ میں صرف کرے
اور بالکل کیسوی اختیار کر کے شب و روز اپنی موبہم ہستی کو فنا کرنے میں لگ جائے
اور خدا کی عنایت سے اپنی ہستی کو فنا کرنا ہو انفار الفنا کی سرحد پر پہنچ کر تبارک و تعالیٰ
کی منزل پر جا پہنچے۔ اور اس کام میں جو امور ممد و معاون ہوں ان میں مشغولیت
قائم رکھے اور جو امور حصولِ مقصود میں حارج ہوں ان سے باز رہے۔ طریقت
کے تمام سلسلوں کا مستفقہ فیصلہ ہے کہ طالبِ وصل پر یہ بات واجب ہو کہ وہ صرف

اپنی کاموں میں مشغول رہے جن سے اس کی ہستی کم ہو جائے اور اس سلسلے میں ذکر و فکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں لیکن مشائخ نے اذکار میں جو ترتیب قائم کر رکھی ہے اس ترتیب پر کاربند رہنا ضروری ہے

لقمہ: مذکر کی تعریف اور اس کے اقسام کے بارے میں مشائخ کے اقوال مختلف ہیں لیکن حضرت ابو عبد الرحمن السلميؒ کا قول میرے خیال کے مطابق بہت اچھا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ذکر کئی قسم کے ہیں۔ ایک ان میں سے زبان کا ذکر ہے دوسرا قلب کا ذکر ہے۔ ذکر قلبی خدا کے ذکر میں انہماک سے دلی کو خطرات نفسانی اور وساوس شیطانی سے پاک صاف کرنے کا نام ہے۔ اور ایک ذکر ستر ہے جس کے معنی باطن (دل کو) خدا کے تعالیٰ کے ذکر سے اس طرح پُر کر دینا کہ اس میں ہنگامی خطرات کا گذر ہی نہ ہو سکے یہیں سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ ذکر سر ذکر قلبی کا اثر ہے۔ ستر اصطلاح سو فیہ میں ایک لطیفہ کا نام ہے جو قلب کے اوپر واقع ہر دوام حضور بھی ستر کے مقتضیات میں سے ہے اس لئے کہ قلب تو ہر وقت الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے اس لئے وہاں دوام حضور کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان علاوہ ایک ذکر روح کا بھی ہے یہ ذکر ذاکر کو اپنی ہستی فنا کر دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا شخص جب دیکھے گا کہ حق تعالیٰ خود اس ذاکر کا ذکر کر رہا ہے اس وقت نہ ذکر باقی رہے گا نہ حال، اور نہ اس بات کا پتہ رہے گا کہ اللہ تعالیٰ اذکار کے ذکر کرنے سے پہلے خود ہی اپنا ذکر کر رہا ہے۔

اس کے آگے شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ اس طرح فکر کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ — اپنی عاجزی یا معاصی کا باعث عدم ادائیگی حقوق حق سبحانہ کا شکر

..... کبھی تفکرِ سالک کا اس بارے میں ہوتا ہو کہ خدائے تعالیٰ کے الطاف و عنایات کے مقابلہ میں میں نے اس کا کوئی شکر اس کے شایانِ شان ادا نہیں کیا اور یہ کہ میں اگر شکر ادا کرتا بھی رہوں تب بھی شکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا، اور ایک تفکر اس فیصلہ ازل کے متعلق ہوتا ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ جَهَنَّمَ بَیْأَهُوَ كَأَنَّ أَهْلَهَا السَّعَادَةُ مَا السَّعَادَةُ (سعادت اور شقاوت کا تو ازل میں ہی فیصلہ ہو چکا ہے) اور اس کے بعد اس کا جواب بھی نظر آئے۔ اور ایک تفکر خدائے تعالیٰ کی تکونیات مصنوعات اور مخلوقات کے بارے میں ہوتا ہے اس قسم کے تفکر سے دل میں خدا کی عظمت و کبریائی کی یاد ہوتی ہے اور اس کے دعوے و وعید سامنے آ جاتے ہیں۔

آگے لکھتے ہیں کہ متفکر کا جلس (ہم نشین) نفس اور ذکر کا جلس حق سبحانہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ طریقت کے ذکر کو فکر پر ترجیح دی ہے (انہی کا ذکر کو فکر پر ترجیح اس لئے بھی حاصل ہے کہ ذکر خدائے تعالیٰ کی صفت ہے اذْکُرْهُ وَجْہِ اذْکُرْکُمْ) فکر خدا کی صفت نہیں۔ ظاہر ہے کہ خدا کی صفت تام اور اکمل ہو گی اور غیر صفت ناقص، اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ ذکر کرنا والا درحقیقت ذات حق تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے کیونکہ ذکر نتیجہ فکر اور محبت کا ہے۔ متفکر تو مطالبہ نفس و حق، حال، تعلقت و کثرت، زیادت و نقصان اور اپنے سانس شمار کر لے میں مشغول ہوتا ہے۔

ذکر اور فکر اگرچہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلنے والے ہیں لیکن ذکر بھر بھی فکر سے کامل، اعلیٰ اور پاکیزہ ہے۔ اس لئے کہ فکر تو توبہ کا مقدمہ ہے اور

ذکر وصول اور وصال الہی کا پیش خیمہ۔ سن تبارک تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

فَاذْكُرُونِي اَذْ كُنتُمْ حُرُمًا ۚ
تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔
اس لئے سالک کو فکر کے بجائے ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔

لقمہ :- عارف ربانی حضرت عبدالکریم حبیلی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ذکر قلب کی علامت یہ ہو کہ اس کو ہر چیز سے یا بعض چیزوں سے اسے ذکر سنائی دینے لگتا ہے جس میں وہ ذکر ہمہ اوقات یا بعض اوقات مشغول رہتا ہے، اور اس میں اس کو قیام اور نمک حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ذکر روح کی نشانی یہ ہے کہ اس کو تمام چیزوں سے انکی مخصوص شمع سنائی دینے لگتی ہے۔ اور اس کو ہر کام کا کرتا دھرتا صرف حق سبحانہ تعالیٰ نظر آتا ہے۔

ادکار متذکرہ بالا کے متعلق احمد بن غیلان کی لے فرمایا ہے کہ ذکر قلب میں استوار حضور حق و خلق ہوتا ہے۔ ذکر روح میں بہ نسبت حضور خلق کے حضور حق کا غلبہ رہتا ہے۔ اور ذکر سر میں ذکر کو حضور حق حضرت حق رہتی ہے اور ذکر خفی میں ذکر کا وجود روح میں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

لقمہ :- ذکر تسبیح کی ضد ہے جن باتوں سے مقصود کی یاد حاصل ہو ان باتوں کی طرف توجہ اور ان کا توسل عبادت ہے وہ خواہ اسم ہو یا رسم بغل ہو یا جسم۔ یا جسمانی یا مجرد جو کچھ بھی ہو۔ اور جن چیزوں سے مقصود فراموش ہو جائے ان چیزوں کا توسل اور ان کی طرف توجہ سرگرمی ہے اس لئے صوفی کا قول فعل، حال بشرط تذکرہ دقیقاً ذکر ہی ذکر ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔

لعمتہ :- بعض حضرات نے ذکر کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں۔ ذکر لسان

(جہر کے ساتھ ہو یا خفیہ) ذکر قلب، ذکر روح، ذکر اخفی، ذکر اخفی اخفی۔ ان میں سے ذکر سان تو لفظی ہوتا ہے جس میں حروف کی ہیئت اور تقسیم و تاجز بعض حروف کی بعض پر اور حرکات و سکنات کا اعتبار ہے۔ یہ ذکر اگر یاد کے طور پر ہوتا ہے تو اس کا نام ذکر جہر ہے اور اگر بغیر آواز کے ہو تو اس کا نام ذکر خفیہ ہے۔ ذکر قلب میں مطالعہ لفظیاً حضور، رسول اس اسم کا ہوتا ہے اس میں تقدیم و تاخیر حرکات و سکنات کا اعتبار نہیں بلکہ اس ذکر میں اس اسم کا حضور بھی مرتبہ حروف حرکات و سکنات میں ہوتا ہے۔ ذکر روح میں اس اسم سے بھی فراستی ہو جاتی ہے صرف سمیٹی کا حضور رہتا ہے۔ ذکر کی حالت کے اعتبار سے بھی حضور میں تفاوت ہوتا ہے، بعضوں کو حضور کبھی حاصل ہوتا ہے بعضوں کو بالکل بھی نہیں بعضوں کو حضور دوم نصیب ہوتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ہم ذکر کر رہے ہیں اور اس ذکر سے مقصود ہمارا حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور وہ ہمارے پیش نظر ہے تو یہ درجہ بھی کمتر ہے۔ ذکر کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ ذکر اور ذکر کا معاملہ ہی درمیان سے اٹھ جائے اور مذکور کے سوا کوئی معلوم و مفہوم نہ رہے لذت ذکر بھی اٹھ جائے۔ ذکر کی لذت کا علم بھی باقی نہ رہے۔ ذکر اخفی را خفی اخفی کا بھی یہی مقام ہے۔ اور بقیہ اذکار کا بھی یہی حال ہے۔

لغتمہ :- حضرت شیخ شرف الدین کجی منیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ہے کہ ذکر چار طریقے پر ہوتا ہے

- (۱) زبان ذکر میں مشغول ہو اور دل اس کے معانی سے غافل ہو۔
- (۲) زبان ذکر میں مشغول ہو اور دل بھی زبان کے ساتھ ساتھ ہو مگر کبھی کبھی غافل

ہو جاتا ہو۔

(۳) زبانِ دل کا ساتھ دے اور دل زبان کا۔ لیکن کبھی کبھی دونوں عنائن ہو جاتے ہوں

(۴) زبانِ غافل ہو مگر دل ذاکر اور حاضر ہو۔ یہ ذکر کا انتہائی مقام ہے اور یہی ذکر کا اصل مقصود ہے۔ جس وقت دل ذاکر ہو جاتا ہے۔ ذاکر کو اپنے دل کی آواز سنائی دینے لگتی ہے۔

لغۃ: بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کے لئے ذکر زیادہ مناسب ہے اور متوسط کے لئے تلاوتِ قرآن اور منہی کے لئے نماز نفل لیکن میر نزدیک ذکر خفی اور تصفیہ دل کا نقوش اغیار سے ماسوے اللہ کا ترک۔ توحید اور حضور، انس اور حضرت قدس میں فنا، حصولِ مفسود کا بہترین ذریعہ ہے اس صورت میں اگرچہ اکثر قسم کی عبادات فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے، مگر یہ چیزانِ تمام نقصانات کی تلافی کے لئے کافی ہے۔

لغۃ: اب ہم ذکر کے آداب بیان کرتے ہیں۔ کتابِ منہج السالک الی اللہ فی المسالک میں ذکر کے بیس آداب بیان کئے گئے ہیں جن کی تفصیل اس طور پر ہے کہ پانچ آداب ذکر شروع کرنے سے پہلے کے ہیں اور بارہ آداب کے وقت کے ہیں۔ اور بیس ذکر کے بعد کے۔

جو آداب ذکر سے پہلے کے ہیں وہ توبہ۔ اطمینان۔ طہارت۔ شیخ سے امداد کی طلب گاری۔ اور اس بات کا علم کہ شیخ سے امداد کی طلب حقیقت پیغمبر ﷺ علیہ وسلم سے استمداد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

استمداد حضرت حق جل و علا سے استمداد ہے۔

ذکر کے وقت کے آداب یہ ہیں چار زانویا دوزانو بیٹھنا۔ دونوں ہاتھ زانویا پر رکھنا مجلس ذکر میں خوشبو یا عطر کا استعمال کرنا۔ عمدہ اور پاک صاف کپڑے پہننا۔ حجرہ ذکر کا تاریک ہونا۔ دونوں آنکھوں کو بند کرنا۔ اور دونوں کانوں کے سوراخوں کو خوب بند کرنا۔ اپنے شیخ کی صورت کا استحضار کرنا۔ (یہ شرائط تمام شرائط میں سے زیادہ اہم ہیں) اور صدق ظاہر و باطن میں۔ اور اخلاص، ازکار میں سے صرف کلمہ توحید کو اختیار کرنا۔ اور اس کلمے کے معنی کا استحضار۔ نفی کے وقت تمام دہمی موجودات کی نفی، اور اثبات کے وقت وجود حقیقی کا استحضار سے یک نزدیک یہ ستر ط بھی نہایت اہم ہے۔

ذکر کے بعد کے آداب یہ ہیں۔ ذکر کے بعد بہت دیر تک خاموش رہنا۔ ۱۹ جبرم اور ٹھنڈی چیزوں کو استعمال میں نہ لانا مثلاً ٹھنڈی سیلابیں میٹھنا یا ٹھنڈا پانی پینا۔

صاحب مہنج نے اپنی کتاب میں ذکر کے بعض فوائد بیان کئے ہیں۔ توحید کے ذکر سے حضرت حق سبحانہ، سے انس حاصل ہوتا ہے۔ لہذا جس شخص کو کثرت ذکر سے انس میں زیادتی حاصل نہ ہو اس کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس نے ذکر کے آداب پر عمل ترک کر دیا۔ ایسے شخص کو ذکر کے متذکرہ بالا آداب و شرائط کا خاص طور پر دھیان رکھتے ہوئے از سر نو ذکر شروع کرنا چاہیئے۔

حضرت ابن عطار الشرح فی ذلیٰ رح نے فرمایا ہے کہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھنے سے عرش خداوندی حرکت میں آجاتا ہے۔ اس لئے کہ اس

کلمہ کا تعلق جبروت سے ہے۔ ملک اور ملکوت سے بھی اس کو خاص نسبت حاصل ہے (۲) ایک فائدہ ذکر کا یہ ہے کہ جو شخص روزانہ ہزار بار کلمہ توحید کا ذکر کرے گا حق تعالیٰ اس پر رزق کے اسباب آسان فرما دیگا۔ میرے نزدیک رزق سے مراد روحانی و جسمانی دونوں قسم ہیں۔

(۳) اور جو شخص رات کو سونے وقت کلمہ طیبہ کا ذکر ہزار بار کرے گا اس کی روح عرش الہی کے نیچے آرام کرے گی اور اس کو اپنی برداشت کے مطابق طاقت و قوت حاصل ہوگی۔

(۴) اور جو شخص استوائے شمس (بوقت زوال) ہزار بار ذکر کرے گا اس کے باطنی شیطان کو شکست نصیب ہوگی۔

(۵) اور جو شخص چاند کو دیکھ کر ہزار بار ذکر کرے گا حق تعالیٰ اس کو تمام آزار جسمانی سے اپنی حفاظت و امان میں رکھے گا۔

(۶) اور جو شخص شہر میں داخل ہوئے یا خارج ہونے کے وقت ہزار بار ذکر مذکور کرے گا حق تعالیٰ اس کو تمام مکروہات سے محفوظ رکھے گا۔

(۷) اور جو شخص ہزار بار کلمہ توحید کا ذکر پورے پورے حضور اور فکر کے ساتھ دشمن اور ظالم کو تباہ کرنے کی نیت سے کرے گا، حق تعالیٰ اس ظالم کو نیست نابود کر دے گا۔

(۸) اور جو شخص ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھ کر غیب کی باتوں پر اطلاع یابی کا مقصد کرے گا۔ حق تعالیٰ اس پر اسرار ملک و ملکوت واضح کر دے گا۔

(۹) سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو شخص کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھے گا اس کو

حق تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا۔

لقمہ :- بعض عارفوں نے کہا ہے کہ ذکر سانی سے سالک ذکر قلب کی طرف چلا جاتا ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ بات حاصل ہو کہ زبان کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی ذکر سہ اس کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں ذکر سانی اور ذکر قلبی میں ترتیب قائم ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر سانی پر زور نہیں دیا جاتا، ذکر قلبی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں مبتدیوں کو ذکر قلبی کی ہی شروع میں مشق کرائی جاتی ہے۔

لقمہ :- بعض فقہاء ذکر قلبی کے قائل نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ذکر زبان سے ہو کرنا ہے۔ دل سے نہیں ہو کرنا مگر یہ ان کا سکا برہ ہے۔ اس لئے کہ ذکر لسان کی ضد ہے۔ ذکر اور لسان قلب کی صفات ہیں زبان کی نہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ ذکر سانی کے احکام اور میں اور ذکر قلبی کے احکام کچھ اور۔

لقمہ :- سلسلہ عالیہ چشتیہ، قادریہ، کبرویہ، شطاریہ کے اندر ذکر میں جس دم اصل قوی بلکہ اصل الاصول ہے، جس نفس سے خطرات رنج ہو جاتے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ میں اگرچہ ذکر کیلئے جس دم شرط نہیں لیکن وہ جس دم کی اولیت کے منکر نہیں۔ سہمہ وردی جس نفس کے قائل نہیں۔ شیخ بہاء الدین عمر اور زین الدین الخوانساری قدس سرہما کا یہی قول ہے۔ یہ دونوں حضرات سلسلہ سہمہ وردیہ کے اکابرین میں سے ہیں۔

یہ بے سہمی ان عرض کرتا ہے کہ یہاں دو باتیں ہیں ایک جس نفس اور دوسرا حصہ نفس۔ جس نفس دو طرح پر ہے، تخلیہ پر، تخلیہ پر، تخلیہ اس طور پر تاکہ

کہ معدہ کو اوپر کی طرف کھینچ کر سانس کو سینہ یا دماغ میں روک لیں اس طریقہ میں ناک کے دونوں نغٹھنوں اور دونوں کانوں اور دونوں آنکھوں کو بند کر کے کسی ضرورت پر نہیں اگرچہ بعض لوگ احتیاط کے طور پر ایسا کرتے ہیں لیکن اصل طریقہ یہی ہے کہ حوض کے پانی میں غوطہ لگا کر اس عمل کو جاری رکھیں یہ طریقہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدانی رحمہ اللہ کو تعلیم کیا تھا۔ یہ طریقہ نہایت پُر تاثیر ہے۔

تعلیم کا طریقہ یہ ہے کہ سانس کو پیٹ میں کھینچ کر حبس کر لیا جائے اس صورت میں پیٹ پھول جائیگا۔ اور ناف اور پشت کا درمیانی فاصلہ بھی بڑھ جائے گا۔ ان میں اول الذکر طریقہ سے زیادہ حرارت پیدا ہوتی ہے اور ثانی الذکر سے کھانا خوب ہضم ہوتا ہے۔

حصر نفس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جس قدر لمبا سانس لیتا ہے، سانس کی درازی کو دونوں طرف سے کم کر دیا جائے اس طریقہ سے بھی باطن میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے مگر حبس کی حرارت حصر سے زیادہ ہوتی ہے پس اگر کوئی شخص اس حقیقت سے روشناس ہو کر ان طریقوں کو ہر ذکر کا معیار بنالے تو وہ دائم الذکر بن جائیگا۔ اور اس کا ارشاد حضور ہی بھی حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمادھا ہے۔

دائم رہے کہ جن ایام میں حبس نفس کا شغل جاری رکھیں مرطوب اور ترش غذاؤں سے پرہیز کریں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس شغل کے شروع میں ہی کان کے دونوں سوراخوں یا ایک کے نغٹھنوں سے یا براز کے ذریعہ خون آنے لگتا ہے۔ یہ خوف کی بات نہیں۔ یہ شریکیت خود بخود جاتی رہے گی۔ لیکن گرم غذا بالکل نہ کھائیں اور نماس سے بیمار ص پیدا ہو جائے گا۔ یا مرض میں زیادتی ہو جائے گی۔

شروع میں ایک دم حبس نفس کی مقدار نہ بڑھانی چاہئے۔ آہستہ آہستہ بڑھائی جاسکتی ہے۔ جس دم کے بعد سانس چلانے میں بھی جلدی نہ کرنی چاہئے۔ آہستہ آہستہ ناک کے ذریعہ سانس لیا جائے منہ سے سانس لینے میں نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

حبس دم کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ بوقت شعل نہ معدہ پُر ہو نہ بالکل خالی، شروع شروع میں اس شرط کا لحاظ خاص طور پر ضروری ہے وجہ کمال حاصل ہو جانے کے بعد ہر حالت میں حبس دم کیا جاسکتا ہے ضرر کا خطرہ نہیں۔ مشائخ طریقت نے یہ اور اس قسم کے اعمال جو گیوں سے حاصل کئے ہیں جو لوگ ان اعمال کے اہل ہیں وہ ان اعمال کو کمال خیر و خوبی سے انجام دیتے ہیں لقمہ :- بعض اہل معارف نے فرمایا ہے کہ نفس کے تنقیہ و تطہیر کے بعد جب ذکر میں اشتغاف اور نعمت حضوری اور روحانیات سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو اسی نسبت کو اس کے دل میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ الوار ذات الہی مشاہدہ کرنے لگتا ہے اور خدا ایتہ تعالیٰ کے مرادات و احکام پر مطلع ہونے لگتا ہے اس منزل پر پہونچ کر وہ نور بصیرت (دل) سے بصر کی طرف منعکس ہونے لگتا ہے اور ظاہری حواس سے عالم غیب کی پوشیدہ چیزیں نظر آنے لگتی ہیں اور ظاہر و باطن عالم سے انقطاع و السلاخ ہو جاتا ہے۔

لقمہ :- جانتا چاہئے کہ مقام انصاف میں سب سے پہلا مقام توبہ اور سک آخری مقام حشر ہے۔ بعض ارباب طریقت نے رضا و تسلیم کو آخری مقام بیان کیا ہے۔ حیرت بھی و دشمنی کی ہوتی ہے مذمومہ اور نمدوحہ، اس بات

کی شرح یہ ہے کہ جمالی و کمالی ذات حق سبحانہ باعث خیرت ہی باعث شرکتیں
کبھی حیرت اور شک کے درمیان اشتباہ واقع ہو جاتا ہے اس لئے بہت
جانی ضروری ہے کہ حیرت معرفت، ادراک ذات کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے شک
منشا جہل یا اوپر اپن ہونا ہے۔ اس کے علاوہ ایک فرق یہ ہے کہ حیرت حضور میں
ہوتی ہے۔ غیبت میں شک ہو کر نہا ہے حیرت نہیں۔

صاحب حیرت شے معبود کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے شوق کے
عالم میں آنا نا صعود کرتا رہتا ہے۔ صاحب شک کو چونکہ حقیقت شے کا
علم نہیں ہوتا اس لئے اسے صعود ترقی تو کیا حاصل ہوتی آہستہ آہستہ جہل
کی پستی کی طرف ہی گرتا چلا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مشائخ طریقت نے کہا ہے کہ حیرت وجود کا علم، اور
اس کی حقیقت کے بے خبری کے مجموعہ کا نام ہے۔ شک ہر مذہب ہی توفیق بخشنا
ہے۔ اصحاب شک کا معاملہ لغی اثبات کے درمیان ہی دائرہ سار رہتا ہے۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ حیرت ممدوحہ بھی ہوتی ہے اور مذمومہ بھی
سو حیرت مذمومہ سے شک ہی مراد ہے اور حیرت ممدوحہ سے وہ حیرت مراد ہے
جس کا ذکر ہم ابھی ادریک کے آئے ہیں۔ حیرت مذمومہ عامۃ الناس کا حصہ ہے
اور حیرت ممدوحہ خواص کا۔

لئے۔ الزوار مختلف رنگوں میں ظاہر ہو کر تے ہیں کبھی سفید کبھی سبز
کبھی عقیق کے رنگ کے۔ آخر میں سیاہی ہی سیاہی رہتی ہے بوز حیرت کا ہونا
جاننا چاہیے کہ اگر نور داہنے شانہ کی طرف سے شانہ کے منہمک ظاہر ہو، تو

سمجھنا چاہیے کہ وہ نور کا نزدیک نہیں کا ہے اور اگر منہ سے متصل ہو تو اس کو اپنے
شیخ نما کا نور سمجھنا چاہیے۔

اور اگر نور کا ظہور سامنے کی طرف سے ہو تو وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے
— اور اگر بائیں شانہ کی طرف سے شانہ کے متصل نور ظاہر ہو تو وہ نور کاتب
یہاں کا ہوتا ہے اور اگر غیر متصل ہو تو وہ ابلیس کا قریب ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر
کوئی صورت بائیں طرف سے ظہور میں آجائے اس کو بھی ابلیس سمجھنا چاہیے
اور اگر نور اوپر سے پیچھے کی طرف معلوم ہو تو وہ نور ملائکہ محافظین کا ہے۔
اور اگر بلا جہت کے نور کا ظہور ہو اور دل پر دہشت طاری ہو تو یہ بھی شیطانی
کارروائی ہے۔

اور اگر ظہور نور کے وقت حضور ہوا اور اس کے غائب ہونے کے بعد دل کو
فراق کی اذیت اور اشتیاق محسوس ہو تو واضح رہے کہ یہی نور مطلوب ہے اور اگر
سینہ یا ناف کے اوپر نور محسوس ہو تو یہ بھی شیطان کی قریب کاری ہے اور اگر
دل کے اوپر نور محسوس ہو تو یہ صدقہ قلب کی علامت ہے۔

طالب صداق کو ان انوار پر اعتماد کرتے ہوئے سلسلہ عمل بند نہ کرنا
چاہیے۔

لہتمہ :- علمائے طریقت اس مسئلہ میں مختلف رائے ہیں کہ عارف کو
مشاہدہ دوامی حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ ہوتا
ہے۔ اور دوسری جماعت انکار کی قائل ہے۔ ایک عارف کا قول ہے، کہ
مشاہدہ نیک آدمیوں کا درمیان جستلی اور پوشیدگی کے ہوتا ہے۔ حق ہے کہ

جب ربط قلب کا اور اتصال محکم ہو جاتا ہے تو درجہ وصل پر پہنچنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ ضائع نہیں ہو جاتا۔ ہاں البتہ الزار و مکاشفات کبھی ظاہر ہوتے ہیں کبھی نہیں۔ صوفیاء کے قول "الوقت سیف قاطع و برق لامع" کے یہی معنی ہیں۔

لقمہ :- جاننا چاہئے کہ غیبت بے خودی، محویت اور فنا میں ایسی حالت ہوتی ہے کہ اس کا بیان کرنا دشوار ہے اس حالت کے سوائے احدین اور وجود مطلق حق سبحانہ کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

(تشبیہ) ہم نہیں مانتے کہ وجود مطلق حق سبحانہ کا مدرک ہوتا ہو اس لئے کہ جو چیز احاطہ ادراک میں آسکتی ہے وہ حادث ہوتی ہے۔ صورت ذہنی بھی حلیہ عوالم سے ہے اور ہر عالم حادث ہے۔ وجود مطلق حادث ہو نہیں سکتا اس لئے کہ وہ قدیم ہے اس لئے جو چیز قدیم ہو اس کا ادراک ذہن میں متعذر رہے۔

(جواب) بات تو درحقیقت ایسی ہی ہے مگر یہاں تو یہ حالت ہے کہ سالک و مجتہد فنا میں پہنچا اس نسبت کے جس کا تقاضا دونوں طرف یعنی منسوب اور منسوب الیہ کی طرف نسبت اثبات ہوتی ہے، بالکل ہی غافل ہوتا ہے اسی کا نام فنا مطلق کہ اس لئے یہاں عدم ادراک عدم نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قول "الحسن عن الادراك ادراك" کا یہی مطلب ہے۔

(سوال) اگر یہ بات صحیح ہو تو صوفیاء کے اقوال شہود ذات، تجلی ذات، محبت ذات، معرفت ذات کے کیا معنی ہیں؟ عدم ادراک کے بعد شہود کے کیا معنی؟

(جواب) نتیجہ معرفت کا ہر چیز کو اس کے درجے اور مرتبے میں رکھنا اور اس کو اس کا

جائز حق عطا کرنا ہے بسکہ زیر بحث میں دو چیزیں ہیں (۱) ذات خالص حق سبحانہ (۲) وہ امور جو وجود مطلق سے علیحدہ ہیں۔ پس امر اول کا حق اثبات اور امر ثانی کا حق نفی و انکار ہے۔ اور حق معرفتِ اول کا یہ ہے کہ وہ بالکل شناخت میں نہ آئے اور حق معرفتِ ثانی کا یہ ہے کہ اس کو کما حقہ شناخت کیا جاسکے جن کو حق ثابت کرنا اور باطل کو باطل ثابت کرنا معرفت ہے کسی چیز کی عدم معرفت اس کے تحقق نفس الامر کی کو مستلزم نہیں اس لئے حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات گرامی ثابت محقق اور غیر معرفت ہے پس ذاتِ بحت کی امور و راسیہ سے غیبت ہی شہود کے معنی ہیں۔ اور ان امور کی پوشیدگی کے معنی تجلی ذات کے ہیں اور ان امور سے محبت کا انقطاع محبت ذات ہو اور ان امور کی ناشناسائی کے معنی معرفت ذات ہو۔ اسی پر ذات کے معلیٰ مصنفات کو قیاس کرنا چاہیے۔ پس حق سبحانہ کی معرفتِ بدو ان اس کے اسما صفات افعال کے منضم نہیں اور یہ معرفت ظاہر ہی ظاہر کی ہے حقیقت کی نہیں اس لئے کہ ہر چیز کی کثرت حقیقت حق سبحانہ و تعالیٰ ہے حق سبحانہ تعالیٰ تمام حقیقتوں کی حقیقت ہے اور حقیقت حق سبحانہ کی کوئی انسان جن یا فرشتہ ادراک نہیں کر سکتا اس لئے حقیقت کا تمامہ ادراک نہیں ہو سکتا۔ یہ مرتبہ عرفان کا آخری مرتبہ ہے۔

لقمہ: صوفیائے کرام نے جو ترتیبِ اشغال، اذکار اور افکار میں قائم کی ہے وہ ترتیبِ اصطلاحی ہے لیکن ہمت لنگی پر یہ ترتیب اس بھاگ دوڑ کی محتاج نہیں کہ پیر و مرث مرید کا تخلیہ شریعت کے مطابق ہی کر آئے۔ شیخ کی امداد حاضر یا غائب میں مرید کے حق میں ہمت ہی سے ہوتی ہے۔ ہمت ہی سے شیخ فیوضات کے دروازے مرید پر کھولی دیتا ہے۔ مگر یہ طریقہ بہت ہی نادر ہے اکثر اہل ہنس اسی طریقہ کے جو یا نظر

آتے ہیں چونکہ وہ طریقہ کے کام اور راہ کی دشواریوں کو طے نہیں کر پاتے اس لئے وہ ایسے ہی طریقے کے آرزو مند رہتے ہیں کہ آسانی سے سب کام سرانجام پا جائیں۔

لقمہ:۔ جاننا چاہیے کہ بحکم مَنْ لَکِنَّ لَکَ الشَّيْخُ فَشَيْخُ الشَّيْطَانِ ہر صاحبِ دل پر شیخ کی طلب ضروری ہے لیکن اس معاملہ میں دشواری یہ ہے کہ مبتدی کسی طرح فیصلہ کرے گا کہ میں جس شیخ کو اپنا شیخ بنانا چاہتا ہوں وہ درحقیقت شیخ ہے بھی یا نہیں وہ ولی اور غیر ولی میں تمیز نہیں کر سکتا ہو سکتا ہے کہ مبتدی جسکو مصلح سمجھتا ہو وہ مفسد ہو یا جس کو مفسد سمجھتا ہو وہ مصلح ہو۔ حضرت شیخ شرف الدین عجمی امیری رحمہ اللہ اس مشکل کو حل فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ خدا کے تعالیٰ کی عادت اور سنت جاری ہے کہ کوئی زمانہ بھی مشائخ۔ زیادہ۔ عباد۔ اوتاد۔ اختیار۔ تجا۔ نقبا۔ ابدال۔ انقلاب، غوث اور اہل اللہ سے خواہ وہ عاشق ہوں یا معشوق غالی نہیں رہتا۔ طالبِ صادق کیلئے ضروری ہے کہ وہ مشائخ کی خدمت میں اس طریقہ سے آمد و رفت رکھے کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے کے بعد دل کو ٹوٹتا رہے کہ ان کی فیضِ صحبت سے دل کو ہجوم و سادس و سطر اس کے فی الجملہ نجات ملی ہے یا نہیں یا دل کی وہی حالت ہی جو پہلے تھی اگر کچھ تھوڑا بہت دل میں فرق محسوس ہو تو جس شیخ کی خدمت میں حاضری سے یہ بات حاصل ہوئی ہے اسی شیخ کی خدمت اپنے اوپر لازم قرار دے اگر اکثر اوقات حاضری نہ ہو سکے تو تھوڑے وقت ہی ہوں۔ اور اگر دل کی حالت بہتر رہے تو سمجھ لے کہ میرے نصیب میں اس شیخ کے فیض کا کوئی حصہ نہیں جو حصول مقصود کے لئے کوئی دوسرا در تلاش کرے کی ضرورت ہے۔

لقمہ:۔ حضرت شیخ محی الدین جیلانی رحمہ اللہ فرمایا کہ جو شخص آدھی رات کو بیدار ہو کر

وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور دونوں رکعتوں میں جتنا قرآن یاد ہو پڑھے، اور اللہ تعالیٰ سے سجدہ میں الحاح کے ساتھ استغاثہ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے حق تعالیٰ اسکو ضرور اپنے کسی خاص دلی کاپتہ دیگا جس کے ذریعے وصال الہی نصیب ہو گا۔ یہ دعا بارہا تجربہ میں آچکی ہے۔ دعا یہ ہے۔

يَا رَبِّ ذُرِّيَّ عَلِيٍّ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِكَ الْمُقَرَّبِينَ حَتَّى يَدُلَّنِي
عَلَيْكَ وَيُعَلِّمَنِي طَرِيقَ الْوُصُولِ إِلَيْكَ *

اور متاخرین مشائخِ ثانیہ سے منقول ہے کہ درود شریف استمراار حضور کے ساتھ پڑھنا اور کلمہ طیبہ کا ذکر بھی یہی خاصیت رکھتا ہے۔

ذکر و اذکار کا بیان

جب کوئی طالبِ صادق کسی شیخِ کامل و مکمل کی خدمت میں طریفہ کی تعلیم حاصل کرنے آئے تو چاہیے کہ شیخ اس شخص کو تین دن روزے رکھنے کا حکم دے۔ اگر طے کار روزہ رکھ سکے تو اور بھی بہتر ہے ورنہ اس بات کی ہدایت کرے کہ افطار کے بعد شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھائے اور ان روزوں کے دنوں میں ہر روز لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ استغفار۔ اور درود شریف ہزار ہزار بار پڑھے اور تیسری شب میں غسل کر کے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو بشیخ اس کو اپنے سامنے بٹھا کر سورۃ فاتحہ۔ اخلاص۔ آخر آیتیں سورۃ بقرہ کی (آمن الرسول سے) استغفار اور سورۃ آل عمران کی آیت شہد اللہ سے حکیم تک پڑھنے کا حکم دے اس کے بعد شیخ کہے کہ "بہت کی قرآن مجھ ضعیف کے ہاتھ پر میرے پیروں پر مشدک، اور

میرے پیرو مشد کے مشائخ کی اور حضراتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی، حق سبحانہ، جل مجدہ کی، اور عہد کیا تو لے کہ میں اپنے اعضاء و جوارح کو شریعتِ مستقیم پر رکھوں گا۔ دل سے خدا کی محبت کروں گا۔ اس وقت شیخ اپنا زانو ہاتھ مُرید کے ہاتھ پر رکھ لے اور اس مجلس میں جتنے آدمی بیٹھے ہوں، وہ اپنے ہاتھ اس نئے مُرید کے دامن پر ماریں، اور اگر ہجوم زیادہ ہو تو حاضرین ایک دوسرے کا دامن قدام لیں اس کے بعد مُرید کہے کہ بحیث کی میں نے اور عہد کیا میں نے کہ شریعت کے طریقہ پر کار بند رہوں گا۔ دل خدا کی محبت میں لگاؤں گا اس کے بعد شیخ خرقة پہنا کر کہے:-

هَذَا لِلبَاسِ التَّقْوَى ذَلِكْ خَيْرٌ طَوَّالْعَابَةِ الْمُنْتَظَرِ

اس کے بعد خلوت میں مُرید کے مناسب حال ذکر کی تعلیم دے کہ کسی غیر کو اس کی اطلاع نہ ہو۔

لعمتہ :- طریقہ تعلیم ذکر کا یہ ہے کہ شیخ ایک بار خود ذکر کرے کہ مُرید اس کو اچھی طرح سُن لے اس کے بعد مُرید ذکر کرے اور شیخ سماعت کرے۔ دوبارہ شیخ پھر اسی طرح ذکر کرے کہ مُرید سمئے پھر مُرید ذکر کرے کہ شیخ سُن لے غرض یہ کہ اسی طرح تین مرتبہ تعلیم دیکر شیخ مُرید سے کہے کہ مجھے تسلیم جس طرح اپنے مشائخ سے حاصل ہوئی تھی میں نے تمہیں پہنچا دی، مُرید عرض کرے میں نے قبول کیا۔ اس کے بعد شیخ مُرید کو ہدایت کرے کہ وہ ہر فرض نماز کے بعد درود شریف دس مرتبہ، سورہ اخلاص دس مرتبہ پڑھا کرے اور بعد نماز مغرب چھ رکعت نمازِ اوابین تین سلام سے پڑھنے کے بعد دو رکعت نماز حفظ ایمان پڑھا کرے۔ نمازِ اوابین اور نماز

حفظِ ایمان پڑھنے کے طریقے کتابِ مرتبہ میں مذکور ہیں اور رات کو سوتے وقت لا الہ الا اللہ .. امر تبہ پڑھ کر اس کا ثواب اور حاجِ مشائخ سلسلہ کو بخش دیا کر واضح رہے کہ اذکار کو مراقبات پر مقدم رکھنا چاہیے بعض مشائخ کی رائے ہے کہ شروع ہی میں مراقبہ کرنا چاہیے۔ یہ طریقہ بھی ٹھیک ہے بشرطیکہ مرید کی استعداد اس کی مقتضی ہو۔ ورنہ بہتر یہ ہے کہ مرید کو پہلے ذکر کے رنگ میں رنگ کر جو ش و خروش پیدا کر دینا چاہیے۔ جب یہ حالت نمودار ہو جائے تو مراقبہ سے اسے بے رنگ کر کے خاموش کر دینا چاہیے۔ لیکن اذکار کا معاملہ فرما ہے۔ میرا مرید کو دنیا میں زیادہ مشغول دیکھتے تو اولاً اسے نفی و اثبات کی تعلیم دے اور اگر دنیا کی محبت دل میں کم ہو تو اسمِ جلالت یعنی اللہ کی تعلیم دے اور اگر آزادی اور بے تعلقی دل کی وقت طبع کے ساتھ احساس میں آئے تو اس کو رب کی تعلیم دینی چاہیے۔ غرض یہ کہ ہر شخص کے مناسب حال کو شمش اور طرزِ طریقہ ہونا چاہیے۔ اس باب میں ہم اللہ والہ اسرار صہبوں کی تشریح بیان کر سینگے۔ اس مختصر رسالہ میں ذکرِ اذکار کے تمام طریقوں کا بیان مقصود نہیں بعض کتابوں میں ذکرِ اذکار کے ایک ہزار طریقے اور مراقبوں کی تیس سو سے اوپر مذکور ہیں اس رسالہ میں ہم صرف انہیں اذکار و مراقبات کا بیان پیش کر سینگے جو اذکار و مراقبات میں مغر کا درجہ رکھتے ہیں۔

نقشہ :- ذکرِ نفی و اثبات چہار ضریحی :- اس کا طریقہ یہ ہے کہ خلوتِ تنگ و تنہا ایک میں چار زانو بیٹھ جائیں۔ چار زانو بیٹھنا اگرچہ بدعت ہے اور مغر و لوگوں کی اور تمام اوقات میں اس انداز سے بیٹھنا ممنوع ہے لیکن ذکر کے وقت اس طرح بیٹھنے کی اجازت ہے۔ کیونکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر پڑھنے کے بعد اپنی جگہ

اس وقت تک مجھے رہا کرتے تھے جب تک آفتاب خوب اچھی طرح نہ نکل آتا تھا۔ اور رپٹ کو سیدھا رکھیں۔ اور دونوں آنکھیں بند کر کے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیں اور دھینے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس کی انگلی سے بائیں پیر کی رگ کیماس خوب مضبوط پکڑ لیں اس سے باطن قلب میں خوب حرارت پیدا ہوگی۔ دل کی صفائی ہوگی۔ اور اس حرارت سے دل کے ارد گرد کی چربی جو محل اور جائے تراخاں کا ہے پگھل جائے گی۔ اور دس دس دھو جس کم ہو جائیگے۔ اس کے بعد ایک دل اور ایک زبان ذکر میں مشغول ہو جائیں۔ جہر یا خفیہ جیسا مقتضائے وقت اور طبیعت ہو اور اس شعر میں جن شرائط کا بیان ہے ان کی پوری پوری پابندی کریں سہ

برزخ ذات و صفات و مذہب و مکتب و فوق

می نماید طالبان را کل نفس ذوق و مشوق

اس شعر میں جن شرائط کا تذکرہ ہے ان شرائط کی پابندی ذکر سہ پایہ میں بھی لازمی ہے تفصیل شرائط یہ ہے کہ برزخ سے مراد صورت شیخ ہے اور ذات سے مراد وجود مطلق حق سبحانہ کا ہے اور صفات سے مراد خدائے تعالیٰ کی صفات سبع یعنی حیات و علم و قدرت و ارادت و سمیع و بصیر اور کلام مراد ہیں۔ اور مذہب سے مراد ہے کلمہ "لا الہ" کو کھینچنا اور مذہب سے مراد تشدید "انا اللہ" کی ہے۔ تحت سے مراد یہ ہے کہ کلمہ لا کو بائیں زانو کے سر سے کھینچ کر داہنے منہ جیسے تکی پہنچنے تک الہ کو پورا کریں اور یہاں اپنا سانس درست کر کے قوت کے ساتھ فضائے دل پر اکا اللہ کی ضرب لگائیں۔ فوق سے مراد یہی ضرب لگانا ہے۔ اس ذکر کا نام نفی اثبات چہار ضرئی ہے۔

لنقمہ :- خطرات کی چار قسمیں ہیں :-

۰ (۱) خطرہ شیطانی۔ (۲) خطرہ نفسانی (۳) خطرہ ملکی (۴) خطرہ رحمانی

(۱) خطرہ شیطانی۔ اس قسم کے خطرات سے دل میں تکبر، غضب، عداوت اور حسد

اور اس قسم کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں

(۲) خطرہ نفسانی۔ اس قسم کے خطرات کھانے پینے اور جماع اور زینت اور

مال و دولت جمع کرنے کی شہوت کا باعث ہیں۔

(۳) خطرہ ملکی۔ ان خطرات سے طاعت، عبادت اور ثواب کے کاموں کا شوق پیدا ہوتا ہے

(۴) خطرہ رحمانی۔ ان خطرات کے اخلاص، محبت اور شوق نشوونما پاتا ہے۔ بائیں

زانہ کا سر خطرہ شیطانی دفع کرنے کا مقام ہے اور داہنے زانہ کا سر خطرات نفسانی

کو دفع کرنے کا محل ہے اور داہنا میڈھا محل دفع خطرات ملکی ہے اور نضائے دل

جائے قرار وجائے نیام خطرہ رحمانی ہے۔

خطرات کی تفصیلات چونکہ پریشانی کا باعث ہے اس لئے شیخ کو تعلیم کے وقت

ان چاروں مراتب کا لحاظ رکھتے ہوئے ذکر کا انتخاب عمل میں لانا چاہیے۔ شروع شروع

میں لا الہ الا اللہ یعنی لا معبود الا اللہ اسکے بعد لا مقصود الا اللہ

اس کے بعد لا مطلوب الا اللہ اسکے بعد لا الہ الا اللہ کا ذکر تعلیم کرنا چاہیے

ان ہی اذکار سے ہر قسم کے خطرات ناپید ہو جائیں گے۔

میں ابتدائے حال میں لا موجود الا اللہ کی تلقین کیا کرتا ہوں۔ اس

میں محنت بھی کم ہے اور سفر بھی بہت جلد طے ہو جاتا ہے۔

اور اگر مرید عجیب ہو، عربی زبان کے کلمات اس کی زبان سے ادا نہ ہوتے ہوں

تو اس کو اس کی علاقائی یا ملکی زبان میں ہی ذکر کی تلقین کر لی جاتی ہے۔
لقمہ :- ذکر دو ضرر بنی دھادم :- ایک ضرب لا الہ کی دہانے میں
 پر اور دوسری ضرب لا الہ کی فضائے قلب پر لگائیں اور تین یا پانچ یا سات یا
 نو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد محمد رسول اللہ اس ذکر کے پھیلاؤ
 میں بہ نسبت چار ضرر بنی کے تفرقہ بہت کم ہے۔

لقمہ :- نفی اثبات کے بعد اثبات کی ضرر میں لگائی جائیں اور اثبات کے بعد
 اسم ذات (یعنی اللہ) کی اور کلمہ اللہ ، لا اللہ سے زیادہ اور اسی طرح
 لا اللہ مجموعہ لا الہ الا اللہ سے زیادہ کہنا چاہیے۔

لقمہ :- ذکر لقلقہ :- لقلقہ کے معنی ہیں کہ کلمہ اللہ کا ذکر بافضل منہ کلمہ
 یا بند کر کے بعضے اس ذکر میں جس دم بھی کرتے ہیں۔ اور بعضے نہیں کرتے۔

لقمہ :- ذکر سدا پایہ :- ذکر مشابہ ابرین کے ہے۔ ابرین کے تین پائے
 ہوتے ہیں۔ ایک پائے کے بغیر ابرین کا قیام دشوار ہے۔ اسی طرح اس ذکر کے بھی
 تین رکن ہیں (۱) اسم ذات (۲) ملاحظہ صفات الہیات یعنی تکیہ سمیع بصیر (۳)
 واسطہ جس کو برزخ کہتے ہیں۔ اس ذکر کے شرائط بھی وہی ہیں جو ذکر چہار ضرر بنی
 کے ہیں۔

اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے ذکر کو ناف کے نیچے سے نوت کے ساتھ
 کھینچیں اور سانس سینے میں روک لیں اور دل سے اللہ کہیں اور اس کے ساتھ
 سمیع بھی کہیں اور اس کے معنی کا تصور رکھیں پھر اللہ کہیں اور اب کی بار بصیر
 معنی کے تصور کے ساتھ کہیں۔ تیسری بار اللہ کہیں اور اس کے ساتھ علیم معنی

کے تصور کے ساتھ کہیں اس کا نام عروج ہے اس کے بعد العلیم پھر البصیر پھر السمیع۔ اس کو نزدیکی کہتے ہیں اس کے بعد السمیع پھر البصیر پھر العلیم کہیں اس کا نام عروج ثانی ہے۔

اور راز اس میں یہ ہے کہ احاطہ سمیع کا کمتر احاطہ بصیر سے ہے اور احاطہ بصیر کا کمتر احاطہ العلیم سے ہے۔ سالک کو اول حال میں جو مرتبہ عقل و شہادت کا ہے اور تمام مراتب تنگ تر ہے۔ سمیع کو مقدم کرنا چاہیے۔ اور جب اس مرتبہ سے ترقی کر کے مرتبہ غیب پر پہنچ جائے جو نہایت وسیع مرتبہ ہے اس وقت بصیر کی تقدیم لازم ہے اور جب اس مرتبہ سے بھی ترقی کرتے کرتے غیب الغیب کے مرتبہ پر پہنچ جائے اور وہ پہلے مرتبہ سے بھی زیادہ وسیع ہے اس وقت علیم کا تصور کر کے پھر رجوع کرنا چاہیے۔

جاننا چاہیے کہ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم اللہ البصیر اللہ سمیع اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم یہ سب ایک ذکر ہے۔ جو دو عروج متوسط النزول پر مشتمل ہے۔

حبس دم اتنی دیر رکھنا چاہیے کہ کم سے کم دو تین مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ ڈھالی سو مرتبہ ذکر کیا جاسکے تاکہ باطن میں حرارت پیدا ہو کر باطن کی چکنائی ختم ہو جائے اور دوسرا اس خناس کا مقام فیست و نابود ہو کر محویت غالب آجائے۔ یاد رہے کہ سخت میں فائدے بھی بہت ہیں اور نیکی و سخی بھی بہت ہے لیکن بغیر سخت کے ذکر ناقص ہے۔ اس لئے خود کو حرج میں نہ ڈالنا چاہیے سخت کو بھی کام میں لانا چاہیے۔

تفصیل ذکر سے پاری کی یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر اٹھنے پیر کے انگوٹھے اور انگلی سے رگ کبیرا سچکڑ لیں اور ناف کو اندر کر کے کچھ تھوڑا سا اوپر سے نیچے کو اتار لیں اور دونوں آنکھوں کو بند کر کے احضار برزخ کریں اور اسم مبارک اللہ کو ناف کے نیچے سے پوری قوت سے کھینچ کر دوسرے لام کو مدلولی دیں اور لفظ اللہ کے ساتھ سمیع۔ پھر بصیر پھر علیم کا ملاحظہ کریں۔ مشائخ کی کتابوں میں اس کا نام نزو ہے لیکن خفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

پھر جب کوشش کرتے کرتے نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ ایک سانس میں دھماکی سمیرتہ لفظ اللہ تین مذکورہ اسمی کے ساتھ مع لحاظ شرط ذکر وہ کہنے لگیں تو صفات ثلاثہ کے ساتھ پانچ صفات یعنی دائم، قائم، حاضر، ناظر شاہد کا اضافہ کر لیں اور جب عروج و زوال پر ایک سانس میں دھماکی سمیرتہ یہ بھی ہونے لگے تو اس کے ساتھ صفات سبعہ کا جو ائمہ سبعہ کے نام سے موسوم ہیں شامل کر لیں اور جب اس میں بھی استقامت حاصل ہو جائے تو صفات مکرہ جیسے اکرم، الاکرمین، اوحسم، الراحمین، اجود، الاجودین، ذو الفضل العظیم، رب العرش العظیم نہ یادہ کر لیں۔

لھتمہ :- شطریہ سلسلہ میں اسم ذات زبان یا دل سے کہنا چاہیے اور اس کے صفات یعنی سمیع و بصیر و علیم بھی خیال میں رکھنا چاہیے اور برزخ شیخ کو بھی پیش نظر رکھیں۔ دوش بھی کریں اور ناف کے نیچے سے کھینچ کر ستر تک لیجائیں اور ایک سانس میں ایک مرتبہ محاربہ صغیر میں اور ایک سانس میں سومرتہ محاربہ پیر میں ذکر کریں پھر جب ان صفات میں استقرار حاصل ہو جائے تو دوسری صفات بھی

شامل کر لیں اور عروج و نزول کی بھی رعایت رکھیں اور محاربہ کبیر میں دم لے کر پوری شدت کے ساتھ واسطہ کے ملاحظہ کے ساتھ ذکر کریں۔ یہاں تک کہ سپہوشی اور بے خودی پیدا ہو جائے۔ بہت زیادہ بھوکا رہنے اور بہت زیادہ جلگنے سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ سب اس مختصری ہی محنت سے حاصل ہو جاتے ہیں

لقمہ :- ذکرِ شش ضربی و چہار ضربی :- اللہ کا ذکر شش ضربی بھی کیا جاتا ہے اور چہار ضربی بھی شش ضربی تو وہ ہے کہ ہر جہات ستہ پر ضرب لگائیں۔ اور چہار ضربی یہ ہے کہ مستقبل قبلہ میٹھ کر سنان شریف یا کسی بزرگ کی قبر پر پہلی ضرب بائیں جانب، دوسری ضرب دائیں جانب، تیسری ضرب قرآن شریف پر، اور چوتھی ضرب دل پر لگائیں، اور ذکرِ معانی قرآن یا احادیث میں متغرق ہو جائیں لیکن یہ واضح رہے کہ اس ذکر سے بدون ملاحظہ واسطہ کے کوئی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

لقمہ :- ذکرِ حدادی :- کلمہ لا الہ الا اللہ، کلمہ لا الہ جانبِ پیچہ اور ملاحظہ کے ساتھ شروع کریں۔ دونوں زانو اٹھے ہوئے ہوں اور کلمہ لا الہ کا پوری قوت اور شدت کے ساتھ فضائے قلب پر ضرب لگائیں جس طرح لوہار دونوں ہاتھ سے پوری قوت کیساتھ گھن سے ضرب لگا یا کرتے ہیں اسی طرح ”آلا اللہ“ کی ضرب دل پر لگائیں۔ یہ ذکر امام ابو حفص حداد سے منقول ہے۔ مگر اس ذکر میں مشقت بہت ہے۔

لقمہ :- پاسِ انفاس :- کلمہ لا الہ کو سانس کے ساتھ باہر نکالیں اور کلمہ لا الہ کو سانس کے ساتھ اوپر کو کھینچیں اور اسی طرح سانس کے ساتھ ذکر

جاری رکھیں اور سانس باہر آتے اور اندر جاتے وقت ناف پر نظر رکھیں اور یہ ذکر اس وقت تک جاری رکھیں کہ ذاکر کا سانس خواب و بیداری میں ذاکر ہو جاتے اس ذکر سے ذاکر کی عمر دو چند ہو جاتی ہے۔

لقمہ: کبھی پاس انفاس کلمہ اللہ کے ساتھ کرتے ہیں اس طرح کہ اللہ کی آواز کے پیش کو اشباع کے ساتھ پڑھتے ہیں جس سے ذرا پیدا ہو جاتا ہے۔ سانس کھینچتے وقت اے اللہ سانس کے ساتھ کہیں۔ اور باہر نکالتے وقت ہو سانس کے ساتھ کہیں۔ پاس انفاس ذکر اللہ، یا اے اللہ اے اللہ درو طرح سے کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اس ذکر سے شورش اور سوزش پیدا ہوتی، اور دماغ میں حرارت اور تشکی بڑھ جاتی ہے۔ خیشوم اور خاک کا اندرونی حصہ اور دماغ کو روغنِ بادام سے تر رکھنا چاہیے۔

اس ذکر کو کمال تک پہنچائیں۔ اس ذکر کا کمال یہ ہے کہ بغیر شعور و اختیار ذاکر کے سانس خود بخود ذاکر ہو جاتا ہے، اور کسی ایسے شخص کو جس کا لوحِ قلب نقوشِ اذکار اور اذکار سے منقش نہ ہو اہو اپنے سامنے زالو سے زالو ملا کر بٹھائیں اور اس کو ہدایت کریں کہ اپنی ٹھوڑی کو سینہ پر رکھ لیں اور کمر کو شکم کی طرف کچ کر کے سینہ نکال کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائے اور مرشد اس شخص کے سانس کا احساس کرے جس وقت وہ اپنا سانس باہر نکالے مرشد اپنا سانس اندر کی طرف کھینچے۔ اور جس وقت وہ اپنا سانس باہر کھینچے مرشد اپنا سانس باہر نکالے۔ اس طریقہ میں شغویت کا یہ اثر ہو گا کہ وہ شخص یکا یک لغو مار کر نفی اثبات یا اسم ذات کا ذکر کرنے لگے گا۔ فرض مرشد کا جو مقام غالب ہو گا اسی

محاط سے اس کی زبان اور الس پر ذکر جاری ہو جائیگا۔ لوگ یہ نظارہ دیکھ کر حیرت میں پڑ جائیں گے۔ اور اس کی حالت اس قدر سخت ہو جائے گی کہ اس ذکر کی گری سے ناک اور کان سے خون جاری ہو جائے گا۔ اصطلاح صدقیا میں اس ذکر کا نام ذکرِ سینہ بسینہ ہے۔ اس میں بغیر واسطہ زبان کے تعلیم ہوتی ہے لیکن اگر شخص مراقبہ مع جس نفس کا شغل رکھتا ہو تو اس شخص پر یہ طریقہ اثر انداز نہ ہوگا۔ بعض اوقات ایسا بھی مشاہدہ ہوتا ہے کہ شغل کی بے خودی کا اثر مرشد پر پڑ جاتا ہے ایک مرتبہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا تھا۔

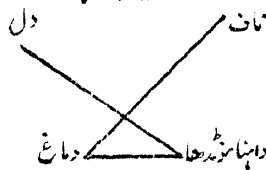
لقمہ :- ذکرِ کشف الروح :- (کوئی سی روح ہو اور جہاں کہیں بھی ہو) اول مرتبہ یارب کہیں اس کے بعد یا روح الروح کی ضرب دل پر لگائیں پھر سر اوپر کی طرف بلند کر کے یا روح فاشاء اللہ کہیں۔ ذکر سے فراغت کے بعد توجہ مطلب کی طرف کریں۔ روح خواب یا بیداری میں حاضر ہو جائے گی۔ اور اگر یہ ذکر دوسرا مرتبہ کریں تو مقصد جلد برآ جاتا ہے۔ یہ ذکر حضرت سیّد گیسو دار کو حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمہ اللہ سے حاصل ہوا ہے۔

لقمہ :- ذکرِ کشف قبور :- قبر کے قریب میت کے چہرے کے ردِ بدو دیکھ کر سر آسمان کی طرف اٹھا کر اُکشف لی یا نور کہیں اور اُکشف لی کی ضرب دل پر لگائیں اس کے بعد قبر پر غنّ خالہ کی ضرب لگائیں۔ اس ذکر سے میت کا حال علانیہ یا خواب میں معلوم ہو جاتا ہے۔

لقمہ :- ذکرِ اجابة الدعوات :- اس ذکر میں بغل پر ضرب لگائی جاتی ہے اول دامنِ بغل پر یا رب کی ضرب لگائیں پھر بائیں پر پھر دل پر اسکے بعد یا ربی

کہیں۔ یہ نوکر کا فی دین تک اور زیادہ مقدار میں کرنا چاہیے۔ جب اس ذکر کو ختم کرنا ہو دو لوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر یارِ پی کہہ کر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لیں۔ دل میں مراد اور مقصد کا حضور ہونا چاہیے۔ یہ ذکر شیخ الحقیقت حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ سے منقول ہے۔

لہتمہ: یہ سلسلہ نقشبندیہ میں اصل ذکر یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کر روک لیں اور شروع کلمہ کا سے اس طرح کریں کہ ناف سے کھینچ کر اس کو دماغ تک لے جائیں۔ اور اس کے بعد کلمہ اللہ سے داہنے موڑ دھکے کی طرف میلان کر کے اے اللہ کہتے ہوئے دل پر اس قدر قوی ضرب لگائیں کہ ضرب کے آثار تمام جسم پر ظاہر ہوں۔ اس ذکر کی صورت خطوط محسوس میں یہ ہے۔



بس اس صورت سے نفی کر کے حق کا اثبات کریں اور دل کی زبانِ الہی **اَنْتَ مَقْصُودِیْ وَرِضَاکَ مَطْلُوْبِیْ** کہیں۔ یہ ذکر جس نفس کے ساتھ ہونا چاہیے اور جب سانس میں تو **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ رَبَّانِیْ** کہیں۔ اس ذکر کی خاصیت یہ ہے کہ نفی سے منفی اور اثبات سے منفی ہو جاتا ہے۔ یہ ذکر۔ اکیس مرتبہ کرنے کے بعد اگر ارضا ہر نہ ہوا، اور بخیر دی اور محویت رد نہ ہوئی تو اس ذکر کو پھر شروع سے ہی شروع کرنا چاہیے۔

لہتمہ: یہ نفی مثبت و دضر بنی یا چہا دضر بنی شروع کرتے وقت اپنے داہنے حضور

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور باتیں اپنے پیروں میں نہ کہ تصور کرنا چاہیے۔
اور سامنے حق سبحانہ جل شانہ کو بعض علمائے طریقت کے نزدیک دائیں بائیں
اور آگے تصور حضرت جبریل مطلق کا ضروری ہے۔

لقمہ :- ذکر دفع مرض :- داہنی طرف یا اَحَد اور بائیں طرف
یا جَمَد اور دل پر یا وقت کی ضرب لگائیں۔

لقمہ :- نفلِ عشاء کے بعد ذکر یا دہائے تشر مرتبہ کرنا چاہیے لیکن۔ اول
دو گانہ ادا کرنا ضروری ہے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص
گیارہ مرتبہ پڑھیں +

لقمہ :- ذکرِ مثنوی افتادہ :- اگر تیز چل رہے ہوں تو ہر قدم پر
اَلَا اللہ اَلَا اللہ کہیں اور اگر آہستہ چل رہے ہوں تو دایاں پاؤں رکھتے
وقت آ اور بایاں پاؤں رکھتے وقت آ پھر دایاں پاؤں رکھتے ہوئے اَلَا
پھر بایاں پاؤں رکھتے وقت اللہ کہیں اور اگر درمیانی چال سے چل رہے ہوں
تو ہر قدم پر اللہ اللہ کہیں۔

لقمہ :- مجموعہ کلمہ آ ا لہ اللہ ذکرِ ناسوتی ہے اور اَلَا اللہ ملکوتی ہے
اور اللہ جبروتی ہے۔ اور ہُو لاہوتی ہے۔

لقمہ :- بعض اذکار ایسے ہیں جو صرف سینہ بسینہ پہنچتے ہیں۔ پیروں میں نہ کہ
ان اذکار کی تعلیم اواخرِ حال میں دیا کرتے ہیں۔ جب مرید کو ریاضاتِ مجاہدات
اور چلہ کشی سے تصفیہ و تزکیہ تام حاصل ہو جاتا ہے۔ ان اذکار میں سے ایک ذکر
معبود ہے۔ یا معی یا معی یا ہو یا ہو۔ اس ذکر سے بہت قلیل مدت میں

مشاہدہ ذات و صفات ہونے لگتا ہے اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ دوزانو در مثل
نقدہ نماز بیٹھ جائیں اور دونوں قدموں کو سرین کے نیچے سے نکال کر سرین
زمین پر ٹیک لیں اور داہنے ہاتھ سے بائیں بازو کو اور بائیں ہاتھ سے داہنے بازو کو
مضبوطی سے قدام لیں اور پانچ ضربات ترتیب و ترکیب مندرجہ ذیل کو لگائیں
(۱) پہلی ضرب داہنے قدم اور داہنے زانو کے درمیان لگائیں۔

(۲) دوسری ضرب آسمان کی طرف لگائیں۔

(۳) تیسری ضرب بائیں قدم اور بائیں زانو کے درمیان لگائیں۔

(۴) چوتھی ضرب جگر پر لگائیں۔

(۵) پانچویں ضرب منہ کے قلب پر نہایت شدت کے ساتھ لگائیں۔

ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی حضورؐ رہنمایا ہے کہ ذات خداوندی
کی مثل کوئی شے نہیں ہے بہتر ہے کہ اس ذکر کے زمانہ میں دوزخ کا استعمال رکھیں
اور اگر دوزخ میں زعفران حل کر کے پیئیں تو اور بھی بہتر ہے۔ اور خوشبو و عطریات کا
استعمال زیادہ رکھیں کبھی تین کلمہ ہو ہو صبحی پر بھی اکتفا کیا جاتا ہے۔
اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو مسطور بالا میں مذکور ہوا۔ مگر ہر ہر کی ضرب آسمان
کی طرف اور صبحی کی ضرب دل پر لگائی جاتی ہے۔

اور انجیسم کے اذکار میں سے ایک ذکر کہیت ہے بَکَّ اُنْکُلْ مِثْلَ

اُنْکُلْ اِنِّیْکَ اَدْکُلْ یَا اُنْکُلْ فِیْقِرْ خِیَالِکَ مَطَابِقُ اَللّٰہُہُمْ اَنْتَ
اُنْکُلْ وَ مِثْلَکَ اُنْکُلْ وَ بَکَّ اُنْکُلْ وَ لَکَ اُنْکُلْ وَ اِنِّیْکَ اُنْکُلْ وَ کُلُّ اُنْکُلْ

مشاہدہ ذات و صفات تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ کر

ایک ضرب سامنے ایک ضرب دائیں ایک ضرب بائیں اور ایک ضرب آسمان کی طرف اور ایک ضرب دل پر لگائی جاتی ہے۔

اسی طرح ذکر احاطہ یا تحیط کا ہذا و باطناً مرث مشاہدہ ہے اس کی طریقہ یہ ہے کہ ظاہراً کہتے وقت آنکھیں کھول دیں اور باطناً کہتے وقت بند کر لیں اور نیستیم کا ذکر خواجہات ہے:-

أَنْتَ قَوْفِي أَنْتَ تَحْتِي أَنْتَ إِصَاحِي أَنْتَ خَلْقِي أَنْتَ
يَمِينِي أَنْتَ شِمَالِي أَنْتَ فِي وَ أَنَا مَعَ الْجِهَاتِ فَيْتَ أَيْمًا
تَوَلَّوْا فَتَمَّ وَجْهَهُ اللَّهُ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اٹھ کر عرش کی طرف
منہ کر کے اُنْتُ قَوْفِي کی ضرب لگائیں اس کے بعد طبقاتِ ارض کی طرف نظر
کرتے ہوئے بیٹھ جائیں اور اُنْتُ تَحْتِي کہیں اور اس کے بعد منہ سامنے کر کے اُنْتُ
إِصَاحِي پھر سر کو پیچھے کی طرف گھما کر اُنْتُ خَلْقِي کہیں اسی طرح دائیں اور بائیں
ہاتھ پر ضرب لگائیں اور اُنْتُ قَوْفِي کہہ کر دل پر ضرب لگا کر چپ کر لگائیں اور اُنْتُ
مَعَ الْجِهَاتِ فَيْتَ اَيْمًا تَمَّ وَجْهَهُ اللَّهُ کہیں۔

اور ان ہی اذکار میں ایک ذکر ختمی امانیت کا ہے اِنِّی اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَنَا تہجد کی نماز پڑھ کر سوا بار ذکر کریں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ سر سامان
کی طرف اٹھ کر اِنِّی اَنَا اللّٰهُ کہتے ہوئے اپنے سر کو دائیں بازو کی طرف گھمائے
ہوئے لَا اِلٰهَ اِلَّا کبر فضاے قلب پر شد سے ضرب لگائیں اور اِلَّا اَنَا کہیں۔ ان
تمام اذکار خمسہ میں معالی کا تصور اور برزخ کا تصور شرط ہے۔

ذکر حضرت شیخ بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ۔ یہ ذکر حضرت بابا صاحب پنجاہی زبانی

میں ایجاد کیا ہے۔ اہول توں یہ علمیات کی طرف اشارہ ہر توں سفلیات کی طرف اور توہی توں "جانب اطلاق کی طرف۔

لھتمہ :- ذکر کے اختتام کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ اللہ وِ بِحَمْدِہِ سُبْحَانَ اللہ اَعْظَمُہِ وِ بِحَمْدِہِ پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ قُلْتَ فَادْكُرْ لِيْ اَذْكُرْ لَكَ وَقَدْ
ذَكَرْتُكَ عَلٰی قَدْرِ قَلْبِیْ عَلِمِیْ وَعَقْلِیْ وَفَہِمِیْ
فَاذْكُرْ لِيْ عَلٰی قَدْرِ سَعَةِ نَفْسِیْ وَوَضِّدْكَ وَعِلْمِكَ
وَمَخْفِرَتِكَ

اللہ ہمارے دلوں کے سمات کو اپنے ذکر پاک سے کھول دے۔ (آمین)

دوسری فصل مراقبہ کے بیانیہ

مراقبہ کے معنی اپنے دل کی نگہبانی اور پاسبانی کے ہیں تاکہ اس میں سوا ایک معنی کے دوسرے معنی داخلہ کی راہ نہ پاسکے۔

جاننا چاہیے کہ دل کی بیماریاں ان تین چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب دل ان باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے جو ذیل میں درج ہیں۔

(۱) حدیث نفس جس میں مقصد اختیار سے باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

(۲) خطرہ :- دل میں غیبیہ مقصد باتیں آتی ہیں اور نکل جاتی ہیں۔

(۳) منظر غیریہ :- یعنی علم اشیاہ متکثرہ کا۔

ان امراض کا علاج یہی ہے کہ باطن کو مشغول رکھا جائے۔

(رشفل باطنی کی کئی قسمیں ہیں)

لقمہ :- اسم اعظم یعنی اسم ذات کو مقام حدیث نفس میں اور سائے صفات اہمات کو مقام خطرہ میں جاگزیب کرنا چاہیے۔ مگر وہی کی نظر مرشد کے جمال پر تہی چاہیے۔ (مرشد کو رابطہ، واسطہ اور برزخ کہتے ہیں)۔

لقمہ :- اسم ذات کے معنی مقدس کو بغیر کسی تقدید اور تخصیص کسی شئی کے اپنے علم میں ملاحظہ کریں اور اس معنی کو پورے طور پر قلب صبور بری پر متوجہ کر کے دین اور طبیعت میں یہ معنی راسخ ہو جائیں۔ اور اگر معنی راسخ نہ ہوں تو اس معنی مقدس کو نور خالص کے ساتھ اتار کر اپنے کو اس نور میں متلاشی دیجئے اس طور پر کہ وہ ایک نور کا دریا ہے اور تو ایک قطرہ اسی دریا کا ہے یا اس معنی مقدس کو ظلمت خالص میں اتار کر اپنے کو سایہ مخصوص تصور کرے اور اس عظمت میں اس نور کو محض کر تلاش کرے کہ امتیاز باقی نہ رہے۔

لقمہ :- بعض عارفوں نے مشغولی کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ شیخ کی صورت کا خیال میں اس طور پر استحضار کریں کہ حرارت اور کیفیت معبودہ شافلین کا اثر ظاہر ہو جائے اور اپنی حقیقت جامعہ انسانیہ کی طرف اپنے کو کیفیت مذکورہ کے ساتھ شیخ کی صورت میں اتار کر اس کو اپنا شیخ تصور کرے۔ اسی حقیقت جامعہ کا نام اصطلاح تصوف میں قلب سبحی۔ مگر چیزیکہ وہ اجسام میں حلول سے منزہ ہے اس لئے اس کا احضار ذرا دشوار ہے۔ اور اس صعوبت کی وجہ سے قلب صبور بری کی طرف کہ جو قلب حقیقی اور قلب مجازی کے درمیان واسطہ ہے متوجہ ہو اور اس طرح پر متوجہ ہو کہ کیسوی پیدا ہو جائے اس میں شک نہیں کہ اس حالت میں غیبت

اور بے خودی ظاہر ہو جاتی ہے پس اس حالتِ عینیت اور بے خودی کو صراطِ مستقیم فرض کرے۔ اور یہ تصور کرے کہ وہ گویا اس راہ پر گامزن ہے اور یہ راہ غیر متناہی ہے اور جس وقت خطرہ یا دوسرہ پہنچا کرے تو اس راستہ سے فوراً بھاگ جانا چاہیے۔ اس بھاگ دوڑ میں یا تو خطرہ پہنچا چھوڑ دے گا یا پیچھے رہ جائے گا اگر پکڑ لے گا۔ پس اگر خطرہ پیچھے رہ گیا تو بہتر ہے اور اگر پکڑ لے تو اسی حقیقتِ معہ کو سیر و مرث کی صورت میں اتار کر متوجہ ہو کر دفعیہ کی کوشش میں لگ جائے اور کوشش کرے کہ اس حالت میں استمداد پیدا ہو جائے، اور اگر خطرہ یا دوسرہ اس ترکیب کے بھی دور نہ ہو تو دماغ کو خالی کر لے اس طور پر کہ سانس کو ناک کے راستہ نہایت شدت اور سختی کے ساتھ نکال کر بھی حالتِ سابقہ پر متوجہ ہو جائے اور اگر اس ترکیب کے بھی دفع نہ ہو تو یہ استغفار پڑھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ جَمِيعٍ مَا كَرِهَ
اللّٰهُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَحَاضِرًا وَغَائِبًا وَسَامِعًا
وَنَاطِقًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

اس وقت دل اور زبان کا اتحاد ضروری ہے اور اگر اس استغفار سے بھی دور نہ ہو تو اسم یا فعال کو فہمِ معانی کے ساتھ عمل میں لائے یا اسمِ دفعیہ و سادس میں خاص تاثر رکھتا ہے اور اگر یہ طریقہ بھی کار آمد ثابت نہ ہو تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَعْنَى لَا مَوْجُودَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی سے استمداد کرے اور اگر یہ علاج بھی نفع بخش ثابت نہ ہو تو جہر کے ساتھ اسمِ اللہ کی دل پر ضرب لگائے۔

لہتمہ :- جو اس خمسہ ظاہرہ و باطنہ سے جو بات مرکب ہوتی ہے وہ یا تو دائقہ کے مطابق ہوگی اسی کا نام حق ہے یا غلط دائقہ ہوگی اس کا نام باطل ہے۔

وعدۃ الوجود ماننے والوں کے نزدیک یہ امر محقق اور مقرر ہے کہ حق بھی خدا کے تعالیٰ کے مظاہر میں سے ہے اور باطن باطل بھی پس نفس کلیات یا جزئیات میں سے جس چیز کا ادراک کرے اس میں مطالعہ وجود مطلق کا درجہ شان خاص کے ساتھ موصوفت ہے اگر سے۔ ان راہِ خطرات کیلئے یہ طریقہ قریب اور محکم ترین ہے اس میں شک نہیں کہ اس حالت میں کیفیت غیبیہ اور حالت ذوقیہ پیدا ہو جاتی ہے اور رات شبہ نشا ہنسیت و معبودیت بھی مرکب ہو جاتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اس مطالعہ کو بھی درمیان میں ہٹا دیا جائے اور اسی کیفیت غیبیہ کو اختیار کر کے اپنے نفس کو چھوڑ دے اور دامن بیہوشی کا مضبوطی کے ساتھ تھام لے اس لئے کہ اس حالت میں غیبیت سے خروچ کفر اور ناپاسی ہے، خواہ وہ توجہ فکر اور تدبیر و تامل علمی و عملی کے ساتھ کیوں نہ ہو کیونکہ غیبیت اور بیخودی و ادوی حسیت کا آغاز ہے۔ اور تیسرے سرے آخری مقام ہے۔

لہتمہ :- سالک کو چاہیے کہ دل کی آنکھ سے اپنی حقیقت یعنی حقیقت جامعہ انسانیہ کی طرف نظر کرے اور اپنی حقیقت کو اپنی دل کی آنکھ کا مشہود تمام احوال و افعال میں خیال کرے اس کے بعد اس طرف نظر کرے کہ اس کی حقیقت جامعہ تمام موجودات میں خواہ وہ فنیج ہوں یا لطیف محسوس ہوں یا غیر محسوس جاری ساری ہے یہاں تک کہ وہ خود مشاہدہ کرنے لگے کہ تمام عالم اسی حقیقت جامعہ سے قائم ہے اور یہی اسی حقیقت کا اثر تمام موجودات میں موجود ہے پس جو کچھ

محسوس و معقول ہو وہ ایک آئینہ ہو گا۔ جس میں سکی حقیقت جامعہ نظر آسکی گی۔ گویا تمام عالم مینزلہ اس کے جسم کے ہے۔ اور سالک گویا اس جسم کی روح ہے۔ اس مرتبہ کو اصطلاح صوفیاء میں جمع الجمع کہتے ہیں۔ پھر حسیہ مراقبہ قوت ہے کہ چڑھتا ہے تو جو کچھ عالم میں ہوتا رہتا ہے سالک کو ان تمام حالات و وقتوں پر اطلاع رہتی ہے۔ خود سنی کے واقعات پر اس کو خوشی لاحق ہوتی ہے، اور غمی سے غمی، اس لیے کہ بدن کی اچھائی برائی نعمت و نقصت کا ادراک روح کی صورت پر آتا ہے۔

لھتمہ : سالک کا غلبہ کمالہ الا اللہ یا کام ذات اللہ کہہ کر آنکھ اور دل کی لٹک سے سامنے رکھیں یا لوح قلم و خیال پر نقش کر لیں اور اس پر اس قدر توجہ دہائیں کہ غیبت اور ذہول کی حالت طاری ہو جائے اور پھر یہ حالت بھی ختم ہو جائے۔

لھتمہ : پتھر، ٹھیلہ، قبر یا قرآن مجید یا حشر کا چہرہ یا پیدل یا اور کسی چیز کو سامنے رکھ کر اس پر نظر جمائیں، پاک نہ جھبکیں اور باطنی قویٰ کو بھی حقیقت مطلقہ غیر متکیفہ واجبہ پر متوجہ رکھیں۔ یہاں تک کہ خطرات دفع ہو کر آثار غلبہ غیبت کے طاری ہو جائیں اور ہر چیز سے ذہول ہو جائے۔ یہ طریقہ سیدنا ابراہیم بن ادہم بلخی رحم کی طرف منسوب ہے۔

لھتمہ : بعض بزرگان طریقت نے فرمایا ہے کہ سب کے کامل اور مکمل طریقہ حضرت حق سبحانہ کی طرف توجہ کا یہ ہے کہ تمام قوائے جزئیہ و کلیہ ظاہرہ و باطنہ کو نقصان سے معطل کر کے اور دل کو ہر علم و اعتقاد بلکہ ہر اس واسعے خالی کر کے حق سبحانہ کی طرف

توجہ کی جائے تنغیر یہ یا تشبیہ سے بالاتر ہو کر توجہ اجمالی ہیولائی صفت کے ساتھ توحید، غریمیت، اخلاص کی ساتھ مواظبت سے کرے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ یقین بھی رہے کہ حق سبحانہ کا کمال تمام اوصاف پر محیط ہے خواہ اس وصف کا حسن اور اک ہو یا نہ ہو اور یہ کہ عقل، فکر اور ہضم کو یا راہیں کہ وہ حقیقت کے پردوں کے ارد گرد چکر لگا سکے پس وہ خدائے تعالیٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہے۔ اگر وہ چاہے کسی عالم کی کسی صورت میں یا تمام عالموں کی تمام صورتوں میں جلوہ گر ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو وہ ان سب کے منظرہ بھی ہو سکتا ہے۔

لغمتہ :- سالک کو چاہیے کہ خود کو مبداء مراتب تجلیات نامتناہی ملاحظہ کرے اور اس ملاحظہ میں خود کو مراتب تجلیات و نصب العین سمجھے۔ امر واقع میں وجودِ مطلق اور مقید و دونوں کا مشاہدہ کرے۔ وجود حقیقی من حیث ہے ہی دونوں قسموں میں ایک ہی ہے۔ اطلاق اور تقیید تو نسبتی اور اعتباری ہے۔ یہ ملاحظہ ہمیشہ قائم رکھنے سے وقتی کثرت پیدا ہوتا ہے۔

لغمتہ :- دونوں انگلیں اوپر یا سامنے کی طرف کھول کر ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہیں ایک نہ جھپکے اس شغل سے بھی بعض النواظر آئے لگتے ہیں۔ پتکوں میں سے آگ نکلنی شروع ہو جاتی ہے اور تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور عشق پیدا ہو جاتا ہے۔
لغمتہ :- مفاہیر خدیرا :- دونوں آنکھیں کھلی رکھیں نظر ناک کی پھنگل پر جمائیں۔ نظر اس طرح جمائیں کہ سیاہی دونوں آنکھوں کی غائب ہو کر سیاہی ظاہر ہو جائے اس سے جمعیت خاطر اور خطرہ بند ہو جاتی ہے اس شغل کا نام مقامِ نقیر ہے۔ اس شخص کیلئے کسی خاص قسم کے جلسہ کی قیاد نہیں جلتہ نماز

کی طرح بیٹھیں یا اور کسی طرح۔ اور اگر اس شغل میں نگاہ منہ پر جمائے رکھیں اور باقی شغل سب متروک کر دیں تو اس کا نام اصطلاح صوفیاء میں شغلِ محمود ہے اس شغل کے بہت سے فوائد ہیں۔

لحظہ :- جوگ میں اٹھاسی بیٹھکیں مقرر ہیں اور ہر بیٹھک میں ایک خاص نفع ہے لیکن جس کے شیخ بہاء الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ ان بیٹھکوں میں سے صرف ایک بیٹھک کو اختیار کیا تھا۔ یہ بیٹھک ایسی ہے جو تمام بیٹھکوں پر جامع ہے اس بیٹھک کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھکر دونوں پاؤں ایک طرف اس طرح نکال لیں کہ بائیں پیر کی ایٹری خستین کے نیچے اور دایاں پیر اس کے پاس ہے اس کے بعد مفعد کو رکھ کر سانس ادھر کی طرف کھینچ لیں اور ناف کو پشت کی طرف لیجا کر منہ بند کر کے زبان نالو سے لگا کر بیٹھ جائیں اور باطن میں فکر کریں۔

اس شغل کے دوران نہ کھانا کھائیں نہ سوئیں۔ اگر مسلسل تین روز بغیر کھائے پئے اور موئے گذر جائیں اور اسی شغل میں مشغول رہیں تو بیخودی اور بہوشی طاری ہو کر غیب کی باتوں کا مکاشفہ ہونے لگے گا۔ اس کے بعد اگر چاہیں ہوش میں آجائیں ورنہ اسی جذب اور مدہوشی کی حالت میں پڑے رہیں اور اگر شروع کے تین دنوں میں یہ صورت حال پیدا نہ ہو تو تین دن مزید بھر یہی شغل جاری رکھیں لیکن ان دنوں میں ضرور کچھ نہ کچھ قصور ابھرنے لگائیں، اور سوئیں ورنہ اندیشہ ہے کہ شاغل سوداگی نہ ہو جائے۔

لحظہ :- مراقبہ، مشاہدہ، معائنہ، جبطر نمازیں بیٹھا کرتے ہیں اسی طرح بیٹھ کر ربط شیخ اور دیگر مشرط کے ساتھ علیکم، سبوح، بصیر کا

ملاحظہ کریں۔ جب اس حالت پر استقامت حاصل ہو جائے تو اسی ہیئت پر بیٹھ کر رینگے دل کی طرف کر کے آنکھیں بند کر کے باطنی آنکھ سے دل کی طرف نظر کریں اور یہ تصور کریں کہ میں خدائے تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، اور جب اس حالت میں بھی استقامت پیدا ہو جائے تو اسی ہیئت پر بیٹھ کر نظر آسمان کی طرف بند کر کے اس ہیئت کا تصور کریں کہ میری روح قالب کے باہر نکل کر آسمان کو چھو کر کے حق تعالیٰ کے معائنہ میں مشغول ہے جس شخص کو اس حالت پر استقامت پیدا ہو جاتی ہے اسے اپنے دل سے ساتویں آسمان پر سفر رنگ کا ایک دھواگا سا نظر آتا ہے جس کا ایک سراول پر ہوتا ہے اور دوسرا ساتویں آسمان سے اوپر اکثر دھواگے بھی شعل فرمایا کرتے ہیں لیکن اس مشغول میں واسطہ کی ضرورت نہیں۔ ان تینوں صورتوں میں پہلی صورت کو مرآتہ اور دوسری کو مشاہدہ اور تیسری کو معائنہ کہتے ہیں۔ یہ شخص حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ نے حضرت سلطان جی نظام الدینؒ کے لئے سے نقل کیا ہے۔

لغتمہ :- سید محمد گیسو دراز قدس سرہ نے نقل فرمایا ہے کہ خاموش بیٹھ کر یہ فکر کریں کہ میں نہیں ہوں بس وہی ہے اس معنی میں سوچ بچار اور فکر کرتے کرتے بحکم اذا جاء الحق وزهق الباطل۔ انا اننت کی صدا برآ ہوگی۔ یہ راستہ نہایت قریبی اور سہل ہے۔

لغتمہ :- جو شخص اللہ کے ذکر اور مرآتہ میں مشغول ہوتا ہے تمام عالم اسیر متجلی ہو جاتا ہے۔ حضرت سلطان العارفين عہد طفلی سے آخر عمر تک اسی میں

مشغول رہے تھے۔

لقمہ: مراقبہ معراج العرفان تمام موجودات کو آئینہ فرض کر کے ان میں جو کمالات محسوسہ معقولہ نظر آتے ہیں ان کو اسمائے صفات باری تعالیٰ کی صورت تصور کریں بلکہ تمام عالم کو ایک آئینہ تصور کر کے اس میں ذات حق سبحانہ کا مشاہدہ جمیع اسماء صفات کے کریں۔ اگر تم اہل مکاشفہ میں سے ہو تو اس سے بلند سی پر پرواز کرنا چاہیے۔ ملاحظہ اس صورت سے ہونا چاہیے کہ جب تم عالم پر نظر ڈالو تو یہ سمجھو کہ تمہاری ذات تمام عالم پر بھیا ہے اور تمہاری ذات میں تمام عالم کے نقوش ہیں۔ اس صورت میں تمہاری ذات عالم کا آئینہ ہوگی۔ شروع شروع میں مشاہدہ حق سبحانہ کا غیر میں کیا تھا۔ اب اپنی ذات میں اس کا مشاہدہ کرو پھر اس کے گردہ کر تمام ممکنات جن حقیقت بھی ہو کو غیر موجود تصور کریں پھر ان تمام ممکنات کو دل سے باہر نکال کر تمام ممکنات تجلیات حق کی صورتیں تصور کریں اور یہ خیال کریں کہ تمام ممکنات خالق ذات سے ہی قائم ہیں اور جو کچھ نظر آتا ہے، حق تعالیٰ کا جمال و کمال ہے۔ اب اس سے آگے بڑھ کر اپنے وجود کو بھی درمیان میں نکال کر صرف حق ہی حق کا مشاہدہ کریں کیونکہ وہی شاہد ہے اور وہی شہید ہے

لقمہ: یہ جانتا چاہیے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تحصیل مقصود کی بنیادیں چار پر ہے (پہلا طریقہ) توجہ اور مراقبہ معنی اسم مبارک اللہ کا ہے۔ اللہ کے معنی کا مراقبہ فارسی، عربی یا اور کسی زبان میں کریں اور تمام مبارک و قوی کے ساتھ اس طرف متوجہ ہوں تاکہ بے تکلف اس معنی کی آگاہی فنا و الفناء تک پہنچا دے۔

(دوسرا طریقہ) رابطہ ہے یعنی شیخ کی صورت پر اس درجہ متوجہ ہوں کہ غیبت اور

بے خودی رونما ہو جائے اور صورتِ برزخ کی نظر سے سا قہ ہو جائے اور شہود ذات و حضور حق پر نظر پڑنے لگے۔

دوسرا طریقہ ذکر خفی کا اَلَا اِلَّا اللّٰہ کا ہے۔ ان تینوں طریقوں میں طریقہ اول اعلیٰ ہے لیکن اس کا حصول اس وقت تک متعذر ہے جب تک سالک کو وجود میں جذبہ کے لغزشات پیدا نہ ہو جائیں۔ دوسرا طریقہ بھی حصول مقصود کی قریبی راہ ہے تیسرا طریقہ اساس کار اور محکم ہے۔

لقمہ :- آئینہ کثرت سے دیکھا کریں تاکہ شیخ کی صورت دل میں استوار ہو جائے اور ہمیشہ اسی پر نظر قائم رکھیں یہاں تک کہ اس سے غیبت پیدا ہو جائے۔

لقمہ :- کلمہ اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے کاغذ پر لکھیں اور اس پر ہمیشہ نظر جمائیں نیز صفحہ قلب پر صورتِ ذمّی اللہ کی نقش کریں۔ اور ہمیشہ اس کی طرف متوجہ رہیں یہاں تک کہ حواس سے غیبت رونما ہو جائے۔

خاتمہ

گذشتہ ہر دو ابواب میں اذکار و انکار کی جتنی انواع و اقسام بیان ہوئی ہیں ان میں سے ہر ایک ذکر یا فکرِ موصول الی المطلوب ہے۔ بغیرِ مداومت استغراق و انہماک کے وصول الی المطلوب نہایت دشوار ہے۔ اور اس رسالہ کے صفحات پڑھکر، بدون عمل کے فائز المرامی کا تخیل انتہائی سفاہت ہو کر کمزور ہو جائے گا۔ عمل کا ہے گفتار کا نہیں۔ جس قدر زیادہ مشق ہوگی اسی قدر کام اچھا ہوگا۔ چنانچہ بعض اہل اللہ مثلاً حضرت ابو حفص حداد قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ

”نقصوت دہم بخیرتہ کرنے کا نام ہے“

فی الواقع جب ادہام بچتہ ہو کر مغزِ جان میں سرایت کرتے ہیں تو عجیب و غریب
آئیوار و اظہار، عوام و خواص کے مشاہدہ میں آتے ہیں اور صاحبِ مقام کو اس سے
خاص لذت اور ناظرین پر حسرتِ جاری ہوتی ہے۔

بعض بوالہوس اذکار و مراقبات کے انواع و اقسام کا علم ہی سب کچھ سمجھ
بیٹھے ہیں اور اپنے کو صوفی کہلاتے ہیں، وہ تو خدائے تعالیٰ کی عادتِ حلم اور گناہ
اور خطاؤں — درگزر کی ہے۔ ورنہ اس قسم کے لوگوں کی ہلاکی میں کوئی کمی باقی
نہیں رہتی۔

بعض لوگ کچھ ہاتھ پیر پرائے نام چلاتے ہیں مگر جب کوئی اثر و لذت محسوس
نہیں ہوتا تو وہ اس کام سے باز آکر دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور بعض
اسی کو شمشیر پر استفا کرتے لوگوں پر دامِ تزویر بھینکنے لگتے ہیں اور خود کو عارف
کامل تصور کر بیٹھتے ہیں۔ مرد و ہی ہے جو مردانہ و اس میدان میں قدم رکھ کر اسکے
مقررہ قواعد و طریقوں پر عمل پیرا ہو اور جب تک صاحبِ تاثیر نہ بن جائے اس
وقت تک کسی پر ظہار نہ کرے۔ غافل کی تنبیہ کیلئے اسی قدر کافی ہے۔

اس خاتمہ میں صرف وہی غاص خاص طریقے مذکور ہیں جو مریدِ مینتہی کی حیرت
میں کام آتے ہیں۔ ظاہر کی آراستگی کے بعد امید و اشن ہے کہ ان طریقوں پر عمل پیرا
ہونے سے بہت جلد درجہ کمال حاصل ہو جائے گا۔ اشغال کے بیان میں بعض فوائد
ہم بیان کر کے آئے ہیں و باللہ التوفیق۔

لعمدہ: علم کی دو قسمیں ہیں بسیطہ اور مرکبہ۔ اگر معلوم تمام جہات اور

حیثیات سے واحد ہو تو لامحالہ علم بسیط حاصل اور مدرک ہوگا اور اگر مستعد ہو لیکن اس کا ادراک بحیثیت اجمال کے ہو تو وہ بھی بسیط کہلائے گا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اولیٰ تم کو بسیط حقیقی اور تم ثانی کو بسیط حکمی کہا جائیگا اور اگر واحد ملحوظ اور مدرک ہو مختلف جہات و حیثیات سے یا مستعد ملحوظ و مدرک ہو تو ان تفصیلات کے پیش نظر وہ علم مرکب ہوگا۔ صوفیہ صافیہ سے اونچا طبقہ اس طریقہ سے وابستہ ہے کہ وہ علوم مرکب کو توڑ کر علم بسیط حضرت واجب الوجود پر پہنچا دیتے ہیں اس طرح کہ تمام یا اکثر اوقات وہ اس جمعیت کے ساتھ سفر فرارزہ کر خطراتِ غبار کا تفرقہ اسی جمعیت سے در کر دیتے ہیں۔ ماسوا کا فنا کر دینا ہی۔ فتانی اللہ ہے اور اس فنا کے معذرت کی فنا بھی نسا ہے۔

لحتمہ: کسی خالی گوشہ میں ظہارت کاملہ کے ساتھ تبدیلِ روز آنکھیں بند زبان تالیف سے چسپاں کر کے دل میں یہ خیال قائم کریں کہ دل اللہ اللہ کا ذکر کر رہا ہے مگر مجھے سنائی نہیں دیتا۔ دل کی اس آواز کو سننے کیلئے پوری پوری ہمت ضرور کرونی چاہیئے، کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کی اعانت سے فی الجملہ ایک حرکت معلوم ہونے لگے گی جس کے متعلق یہ فیصلہ کرنا دشوار ہوگا کہ یہ حرکت دل کی ہے یا نفس کی ہے یا محض دوسوہ ہے۔ یہاں پہنچ کر ہمت کو تیز کر دے اور حرکت پوری طرح ظاہر ہو جائے تاکہ شبہ حرکت نفس یا دوسواں کا باقی نہ رہے اور اس بات کا پورا یقین کر لیں کہ دل ہی حرکت کر رہا ہے۔ اور دل ہی اللہ اللہ کر رہا ہے کچھ عرصہ کی مزاحمت سے جب یہ سعادت حاصل ہو جائے تو اس بات کی کوشش نہ کریں کہ خلا اور ملائکہ کی یہ آواز سنائی دیتی رہے۔ اس صورت میں زبان خاموش مگر دل انگر

ہو جائے گا۔ اور ظہور اس دولت کا شاعِل کے اختلاف حال پر موقوف ہے۔ بعض لوگوں کو جلد بعض کو دیر سے، بعض کو تھوڑی توجہ سے اور بعض کو بہت توجہ سے حاصل ہوتا ہے لَا تَتَيْسَّرُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمَ الْكَافِرُونَ ۝

لہتمہ :- کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سانس کی آمد و رفت مانع اس حرکت کے ظہور کی ہوتی ہے۔ اس صورت میں سانس کو زیرِ نبات جس کر لینا چاہیے تاکہ دل طسنت آئی بنکر اس وقت تک متوج سے محفوظ رہے۔ جب تک کہ صورت حرکت کی غیباں نہ ہو جائے مگر سانس کو اس قدر جس نہ کرنا چاہیے کہ اس سے ہلک امر احسن پیدا ہو جائیں۔ جس دم اتنی ہی دیر کرنا چاہیے۔ جتنی دیر کی طاقت برداشت ہے۔ جس کے بعد سبب سانس کو جاری کرے تو اس میں یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ اس میں ہلکی مہتری جائے لہتمہ :- جب حرکت معلوم ہو گئی اور نہ کہ قلب کا جریان ظاہر ہو گیا تو اس کی بقا اور حفاظت کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس لئے کہ یہ حرکت اتنی ضعیف ہوتی ہے کہ ذرا سے مانع اور مزاحم سے رک جاتی ہے اور پھر کسی کوشش سے دوبارہ جاری نہیں ہوتی۔ کوشش کا اٹنا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اگر ایسی حالت پیش آجائے، تو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ سحر و انکسار، خضوع و خشوع سے گم کردہ چیز کی طلب جاری رکھنی چاہیے۔ اکثر افساد ذکر قلب کا باعث حدیث نفس، خطرہ یا اشتیائے متکثرہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان واحد میں نفس کا در طرف متوجہ نہ ہو سکتا لہتمہ :- اور جب یہ امر جلیل القدر حاصل ہو جائے تو اس کو حقیر اور کم تر نہ سمجھنا چاہیے۔ بلکہ شب و روز اس کی پرورش اور نشوونما میں مصروف رہنا چاہیے، اگر

کوئی سخت احتیاج بھی درپیش ہو تو کسی دوسرے کام میں شغولی اختیار کریں فوائد و طائف، تلمذ و قرآن وغیرہ اگر مغل ہوں تو ان کو ترک کر دیں اور اگر مغل نہ ہوں تو جاری رکھیں ان اعمال سے حصول مقصود میں تاخیر حاصل ہوتی ہے یہ کیفیت راسخ ہونے کے بعد پھر مقوی مقوی آکھ کھولنے کی کوشش کریں تاکہ کھلی ہوئی آنکھوں کی حالت میں بھی ان اپنے کام میں مشغول رہے سلسلہ نقشبندی میں اسی کا نام خلوت در انجمن ہے۔ پھر خدائے تعالیٰ کی اعانت سے یہ نسبت قوت پکڑ جاتی ہے۔

اور نسیان کے بعد پھر مقوی سی توجہ سے دوبارہ حاصل ہو جاتی ہے پھر توجہ حالت ہوتی ہے کہ کسی مانع اور مزاحم سے بھی زائل نہیں ہوتی اور ذکر میں لذت اور جمعیت حاصل ہوتی ہے

لحمتہ :- جب حرکت کا حال اس مرتبہ پر پہنچ جائے کہ لفظ اللہ کے ذکر کی آواز سننے میں تکلیف کا سامنا نہ ہو تو وہ حرکت جو ثواب معنوی سے پیدا ہوتی ہے، رفتہ رفتہ سارے بدن میں منتشر ہو جاتی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اول اول ایک ایک نہ ایک عضو میں اس کا ظہر ہو جاتا ہے۔

اور وہ حرکت جس طرح مضغہ دل کی معلوم ہوتی ہے اسی طرح اس عضو سے بھی معلوم ہوتی ہے لیکن بشرط یہ ہے کہ اس عضو کی حرکت کی طرف توجہ نہ دیک جائے قلب کی طرف ہی توجہ رہے ایسا ہوتا ہے کہ بلا قصد و ارادہ کبھی ہاتھ متحرک نظر آتا ہے کبھی پیر اور کبھی سر اور عضو کی حرکت کی طرف توجہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ عضو کی حرکت کی طرف متوجہ ہونے سے دل میں فغلت پیدا ہو جائے گی اس کا کام

کی سرداری اور دنیا و دل پر ہی ہے۔ باقی اس کے تابع اور ماتحت ہیں۔
لقمہ :- جب ذکر کا نور منتشر ہونے لگے اور مقوڑے وقت میں تمام بدن کا احاطہ کر لے اور سر سے پیر کے ناخن تک جسم کا ہر سر حصہ ذکر سے معمور ہو جائے اور مختلف احوال رونما ہونے لگیں تو اس موقع پر سب سے بڑا کام ذکر میں مشغولیت ہے اور یہ بات تا سید خداوندی سے ہی نصیب ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ تمام بدن کو اللہ اللہ کا ذکر سنائی دینے لگے اور دل اور تمام اعضاء سے ایک ہی صدا برآمد ہو اس حالت میں ذکر کا غلبہ کبھی بعض اعضاء میں زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں کم، اور کبھی سب میں برابر ہوتا ہے۔ مساوات کے وقت لذت بے پناہ حاصل ہوتی ہے۔ اصطلاح صوفیاء میں اس کا نام سلطان الذکر ہے۔
لقمہ :- شروع شروع میں ذکر قلب کا علم بغیر مدد سامعہ کے ہوا کرتا ہے اور جب دل میں ذکر کا استقرار ہو جاتا ہے تو اکثر لوگوں کو کالوں سے سماعت نصیب ہو جاتی ہے اس موقع پر واسطہ اور ذریعہ سماعت بھی خود بخود سالک پر واضح ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ وہ دوسرے شخص کے دل کے ذکر کو سن لیتا ہے غلط ہے۔ ذکر دل کا سالک ہی سن سکتا ہے پس جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سالک کے ذکر کی آواز غیر اس کا دور اور نزدیک سے حسب تفاوت درجات سامعین و ذاکرین سنا جاسکتا ہے بالکل بے اصل بات ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین عجمی منیری رحمہ اللہ نے معدن المعانی میں اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو لوگ بعض اہل اکتساب سے اس قسم کی آواز نقل کرتے ہیں اس کا سبب دانشِ علم یہی ہوگا کہ وہ جب ذکر کو سینہ سے کھینچے گا تو حیحجرہ کی معاذرت سے

ایک صدائے ضعیف پیدا ہوگی جس نے والایہ سمجھے گا کہ یہ دل کی آواز ہے حالانکہ وہ دل کی آواز نہیں ہوتی۔ میں نے اس قسم کے واقعات دیکھے بھی ہیں اور سنے بھی ہیں۔

لہتمہ :- ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک کے اسرارے میں سے کسی سر کے انکشاف کا ذوق غالب ہوتا ہے یہ بات اس کی ترقی کی راہ میں مزاحم ہوتی ہے اگر باطن میں بہت زیادہ تشویش پیدا ہو تو ظاہر اور باطن میں نہایت ادب کیسا عقد شیخ کی طرف رجوع کرے۔ اگر شیخ مناسب سمجھے اور اس شکل کا حل اسے معلوم ہو تو وہ اشارتاً، یا کنایتاً اس شکل کا حل نبلا دے ورنہ چشم پوشی کرے کہ ابھی اس راز کے انکشاف کا وقت نہیں آیا۔

لہتمہ :- ذکر کا اصل مقصد مذکور میں فنا ہو جانا ہے اس لئے سالک کو زبان اور دل سے صرف کلمہ جلالت کے تلفظ پر بہت کا انحصار نہ رکھنا چاہیے۔ یہ بات گو فائدہ مند ضرور ہے لیکن بغیر حضور کے یہ ذکر سالک کو مقصود تک نہیں پہنچا سکتا اس لئے ذکر سے غرض یہ ہے کہ سالک مذکور میں فنا ہو جائے اسم مذکور میں فنا مطلوب نہیں۔

لہتمہ :- عجیب و غریب حالات و واردات سالکین کا بیان سالک کی ایک عجیب و غریب حالت یہ ہے کہ اس کو ذکر کائنات کا علم ہونے لگتا ہے۔ تدریجاً ہی سہی لیکن سالک کو اس میں پھنس کر نہ رہ جانا چاہیے کیونکہ مقصود اس سے آگے بڑھنا ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ بعض مرتبہ سالک پر امر شائبہ ہو جاتا ہے مثلاً جو سالک ذکر الہی میں مشغول رہتے ہیں ان کو

سنائی دیتا ہے کہ جنگل بھی اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ دیوار۔ حجر اور اینٹ پتھر سے بھی اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی ہے۔ یہ بات اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ فکر پر ذکر غالب ہوتا ہے یہ بات نہیں ہوتی کہ وہ ذکر کائنات کو سماعت کرتا ہے اس لئے کہ ہر مخلوق کا ذکر جدا گانہ ہے اور یہ کہ ان کا ذکر حالی ہوتا ہے تو لی نہیں ہوتا۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ سوائے انسان کے تمام کائنات خدا کا ذکر حالی کرتی ہے بعض علماء کی رائے ہے کہ تمام کائنات ذکر مقالی کرتی ہے لیکن ان کی تسبیح کا سمجھنا، معانی متغایرہ متفاوۃ کے ادراک پر موقوف ہے۔ اسی اختلاف ذکر سے کائنات کا تشخص ہوتا ہے ہر جنس اور ہر نوع کا ذکر جدا گانہ ہے۔ بشیرون کی خصوصیات مقتضی خصوصیات ذکر ہے۔

اگر اللہ کا ذکر کرتے کرتے دیوار سے کوئی خاص ذکر اور دروازہ سے کوئی اور ذکر علیٰ ہذا القیاس سننا ہو سکتا ہے کہ یہ ذکر کائنات کی قبیل سے ہو لیکن اس میں بھی احتمال باقی ہے۔

لہذا اس مرتبہ علیا پر پہنچنے کے بعد بھی ایسا ہوتا ہے کہ دل کی طرف توجہ تمام کے دوران قلب اور شریانات میں ایک حرکت ادراک ہوتی ہے لیکن یہ حرکت غیر حرکت اولیٰ کی ہوتی ہے اس لئے کہ حرکت اولیٰ غیر منفصل ہوتی ہے اور یہ حرکت علی الاتصال ہوتی ہے مثلاً حرکت اولیٰ مشابہ کلمہ ہو کہ ہوتی ہے جس میں نکرار ہو کا ہوتا ہے اور حرکت ثانیہ مشابہ کلمہ ہو کہ ہوتی ہے جس میں مخسرج وادساکن کا معدود ہوتا ہے۔

مثال حرکت اولیٰ کی آواز آتش کی ہے کہ تھوڑا سا پانی ایک مقام کو دوسرے

مقام پر گزرتا ہے اور دونوں مقامات پر پانی گرنے کی آواز مختلف مگر متصل ہوتی ہے اور مثال حرکت ثانیہ کی یوں سمجھنی چاہئے جیسے پانی کی چادر اوپر سے اٹھا کر نیچے پھینک دی اس صورت میں نہ پانی کا بعض حصہ بعض سے جدا ہوتا ہے اور نہ آواز ہی میں تفادیت ہوتا ہے۔ اسی طرح حرکت اولیٰ کو تھوڑے کی آواز سے تشبیہ دے سکتے ہیں کہ وہ اہرن پریہم پڑتی رہتی ہے اور حرکت ثانیہ کا لسی کے برتن کی آواز سے کہ چوڑ پڑنے سے اس میں ایک بڑی لمبی آواز مسلسل نکلتی ہے قطع نظر آواز کی قوت و ضعف سے چونکہ حرکت ثانیہ حرکت اولیٰ سے لطیف ہے اس لئے اس کا احساس بڑی مشق کے بعد بھی ہوتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ حرکت اولیٰ چونکہ منفصل ہے اسلئے ساک اس حرکت کو کلمۃ اللہ یا حق یا ہو پر محمول کر سکتا ہے اس لئے کہ ان کلمات میں سے ہر کلمہ کی آواز جدا گانہ ہے۔ اور اس کی ابتدا و انتہا بھی ہے اسلئے منقطع آواز کو جس کی ابتدا و انتہا متعین ہو کلمات منقطع پر حمل کر سکتے ہیں لیکن حرکت ثانیہ تو بالکل ایک ہی ہوتی ہے اور اس کی ابتدا و انتہا بھی نہیں ہوتی اسلئے کلمات منفصلہ پر ان کا حمل نہیں ہو سکتا اس لئے اس آواز کو مذکور پر ہی حمل کر سکیں گے ذکر پر نہیں۔ لیکن حرکت اولیٰ کی حالت اس کے مخالف ہے اس کو صرف ذکر پر محمول کر سکتے ہیں مذکور اور سہمی تو ضمت متخا ہوتا ہے۔ اس جگہ مذکور اور سہمی اصالتہً معتبر ہے۔ بعض مشائخ رحمہم اللہ سے ابیہی سننے میں آیا ہے۔

تفصیل اس توام کی یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ مذکور اور مطلوب اطلاق کے ساتھ موصوفے لیکن وصف اطلاق بھی وہاں بطریق قید اطلاق نہیں کر سکتے۔ یعنی

لا بشرطے ہے بشرط لاشے نہیں۔ اس مقام میں سالک کو حرکت ثانیہ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ عالم محسوسات کے ہو۔ پھر اس کو مقصود پر کس قسم سے حمل کیا جائے گا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اعتراض میں حیاتِ بیان کی گئی ہے وہ بالکل صحیح ہے لیکن یہاں جس نوع کا اطلاق ہے وہ مقصود سے قریب تر ہے بہ نسبت اس نوع کے جس میں تفسید ہے۔ چونکہ حرکت ثانیہ بہ نسبت حرکت اولیٰ کے اطلاق رکھتی ہے۔ اس لئے وہ اشتباہ مقصود ہوتی ہے بہ نسبت حرکت اولیٰ کے جس میں تفسید ہوتی ہے۔

یہ دونوں حرکتیں نفس الامر میں عالمِ تنزیلات سے ہیں اور مظاہرِ اسماء کے صفات ہیں۔ سلوک میں یہ راہ مقصود اس زمانے میں رونما ہوتی ہے کہ فنا سے ننانا کی طرف اور بقا سے بقا کی طرف نزول کیا جائے۔ اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس بات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ایک حکایت تحریر کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ فقیر شروع زمانہ میں صراطِ مستقیم دریافت کرنے کیلئے ایک بزرگ کے پاس گیا۔ اس سے پہلے میں ذکر و اذکار میں مشغول رہتا تھا۔ ذکر و شغل نے ایک خاص صورت اختیار کر لی تھی۔ تشنگی باقی تھی۔ ان دنوں میر شغل زیادہ تر فکر تھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سنا حال تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم صورتِ سرمدی (صورتِ لایزال) میں مشغولیت اختیار کرو۔ اصطلاح جوگ میں اس شغل کا نام اہنسہ ہے۔ میں نے عرض کیا آپ مجھے اس کا طریقہ ارشاد فرمائیے تو انہوں نے فرمایا کہ دونوں شہادت کی انگلیوں کے پوروں سے دونوں کانوں کے سوراخ خوب بند کر لو تمہیں اوپر سے نیچے پانی گرنے

کی کسی آواز سنائی دے گی۔ اپنے کو اس آواز کی سماعت پر متوجہ کر دو اور ایک لحظہ بھی اس آواز کی سماعت کو غافل نہ رہو۔ کچھ دنوں بعد یہ آواز جب راسخ ہو جائیگی تو کانوں میں انگلیوں کو زرا ڈھیلی کر کے وہ آواز سننے کی کوشش کرو ایسا نہ ہو کہ شور و شغب کی وجہ سے یہ آواز غائب ہو جائے۔ مشق کرتے کرتے حالت اس مرتبہ پر پہنچا لو کہ وہ آواز بغیر کانوں کو بند کئے بھی سنائی دینے لگے۔ ایسا ہو جانے پر شور و غل کی مزاحمت ختم ہو جائیگی اور صورتِ سرمدی تمام آوازوں پر غالب آجائے گی اور اس مقام میں وہ متوق پیدا ہو گا کہ اس کو تحریر یا گفتار میں ادا کرنا دشوار ہے۔ بعض لوگ کالی مرچ کے دانہ پر روئی لمپیٹ کر کانوں میں رکھ لیتے ہیں۔ مرچ کی حرارت سے وہ آواز بڑھ جاتی ہے۔ بعض بزرگوں سے میں نے سنا ہے کہ اس کالی مرچ کے دانہ میں ایک دھاگا باندھ کر کان کے اندر رکھ لیتے ہیں۔ اگر اتفاقی طور پر دانہ مرچ سیاہ کان کے اندر چلا جائے تو دھاگہ کے ذریعہ اسکو باسانی نکالا جاسکتا ہے کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ مرچ کے دانہ کو سرخ لٹیمی کپڑے کی کتر میں لمپیٹ کر کان کے اندر رکھ لیتے ہیں۔ اس سے حرارت بھی زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتی ہے اور آواز بھی تیز ہو جاتی ہے یہ مرچ آنکھ کی بیماریوں میں بہت کارآمد ہے میں نے اس بزرگ کے سامنے ہی اس کی ہدایت کے مطابق۔ اپنی انگلیوں کے دونوں سرے اپنے دونوں کانوں میں مضبوطی کے ساتھ دئے، تو فی الواقع مجھے آواز سنائی دی۔ چنانچہ میں انکی ہدایت کے مطابق ایک عرصہ تک اسی شغل میں مشغول رہا، اور مجھے بہت کچھ نامدہ حاصل ہوا۔ آخر میں نے اُن سے عرض کیا کہ آخر مقصود و مطلوب کے چہرے سے نقاب کب اٹھے گا میں تو مسی طلحہ

کے درپے ہوں بشوق کا مرتبہ تو اس سے ادنیٰ ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ حضرت
میاں میر لاہوری رحمہ اور ان کے رفقاء یہی شغل فرمایا کرتے تھے اور اسی صبرِ رمزی کو
حضرت حق کہا کرتے تھے میں چونکہ طالبِ علم تھا کتبِ متداولہ پر میری نظر تھی اور
مجھ پر بھی ایک حالت طاری تھی مجھے مولانا کے حواسِ بڑی کونٹ ہوئی اور
میں نے اس شغل کو ترک کر دیا یہاں تک کہ نور محمد علی علیہ السلام علیہ السلام سے میں مدینہ
طیبہ اپنے شیخ حضرت یحییٰ مدنی رحمہ کی خدمت میں پہنچا تو ان سے اس شغل کے متعلق
عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ شغل تو نہایت مفید ہے۔ اکثر صاحبِ کرامت ادرار
یہ شغل کیا کرتے ہیں اس شغل کا یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ پریشانِ دل کو جمعیت اور
یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ آواز اس شخص اور اس کے مقصود کے درمیان
ایک ربط رکھتی ہے۔ اس شغل سے اندر خود فرستگی اور بخود ہی اور غیبت جو مقدمہ
نثار الفنا کا پیدائش ہو جاتی ہے۔ اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ حق یہی ہے تو ان کا کہنا
مشابہتِ اطلاق کی بنا پر ہے درودہ تو لیس کَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ہے۔

لقمہ :- پھر جب اس حرکتِ متصل کا سالک کو ادراک ہونے لگے اور اس کا انتشار
تمام بدن میں ہو جائے جو بعضوں کو بسببِ صفائی و مزاج و قوتِ حرکت کے میسر
ہوتا ہے، بعضوں کے کسی عضو میں ہوا کرتا ہے۔ بہر تقدیر اس کا ظہور واجب
توجہ الی المقصود ہوتا ہے اور اگر توجہ الی المقصود کا ظہور نہ ہو تو بغیر اعتبارِ اسم کے
مضغہ قلب کی طرف متوجہ ہوں اور اگر اعتبارِ اسم کے توجہ الی المقصود میسر ہو
تو اس اسم کے ضمن میں توجہ کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس موقع پر اسم کے ساتھ توجہ

بدون اعتبار سہمی کے بہت نقصان دہ ہے بلکہ اس مرتبہ کے پہلو میں کفر بھی پوشیدہ ہے
میرزا کے حسنات الابرار سیئات المقربین۔

لیکن اس حرکت متصل کا علم مثل حرکت مساوی کے اس حرکت متصل پر ہوا ضروری
ہے کہ جس مقدار میں حرکت ہو اسی قدر علم بھی ہو۔ یہ بات دوسری ہے کہ اس علم کو
لمبا کرنے کے لئے ہم حیلے حوالے اختیار کریں اس لئے کہ ثواب عقاب اقرب بعد،
حضور غیبت اسی علم پر مترتب ہوتا ہے۔ چونکہ ان دونوں حرکتوں میں اصل حرکت
مضغہ قلب کی ہو اسی لئے علم اس حرکت کا مستفاد قلب سے ہی ہونا چاہئے کسی
دوسرے عضو سے نہیں۔ مضغہ قلب کی توجہ سے دیگر اعضاء کی طرف بھی
توجہ جلد ہو جاتی ہے۔ پھر جب سارا بدن اس حرکت کے شرف اندوز ہوگا تو مذکور
تمام بدن کی حرکت پر منطبق ہوگا۔ اور علم اس مذکور پر منطبق ہوگا۔ اس وقت
انطباق تینوں چیزوں کا ہوگا یعنی تمام بدن کی حرکت کا۔ اور مذکور کا جو بدل
کلمہ اللہ کا اور سہمی ہے اور علم مذکور کا۔ اندان کا انطباق ایک دوسرے پر ایسا ہی ہوگا
جیسے مسافت و حرکت و زمان کا ہونا ہے جسکی تفصیل مباحث اراض اور مسائل
کمیت میں تم نے پڑھی ہوگی۔ اس مرتبہ غیبت اور بے خردی کا ہجوم ہو کر فناء الفنا
حاصل ہوتی ہے۔

لقمہ :- جب اس شغل کی مشق اس حد تک پہنچ جائے کہ اکثر اوقات اس
حرکت کا علم مسیر آئے لگے تو پھر اس امر کی کوشش میں مصروف ہونا چاہئے کہ اس
معنی کا حضور بغیر واسطہ مضغہ قلب کے ہوئے لگے۔ اور قلب کی طرف توجہ کی ضرورت
ہی باقی نہ رہے تاکہ ترقی حاصل ہو اور توجہ مضغہ قلب اور بدن کی حرکت بھی

درمیان سے ہٹ جائے اور علم سادہ مذکور کا باقی رہ جائے اور اس نسبت کی پرورش اور ترقی میں کوشاں ہے۔ کوشش کرنے سے اگر نسبت کم ہوگی تو زیادہ ہو جائیگی اور جب زیادتی ہوگی تو دوام بھی حاصل ہوگا۔ اور اگر بعض اوقات بسبب ضعف نسبت کے بغیر واسطہ حرکت کے اس نسبت کی نگہداشت نہ کیجاسکے اور اسی حرکت کے زوال سے توجہ ہوئی ہو یا اگر حرکت منقطعہ کلیہ بدنہ سے بھی غفلت ہو جائے تو حرکت منقطعہ جزئیہ قلبیہ سے توجہ کرنی چاہیے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو قلب کی حرکت منقطعہ جزئیہ کی طرف متوجہ ہوں اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سر دہانی سے غسل کریں یا دو تین مرتبہ پوری قوت سے سانس کو داغ و خالاج کر دیں یا اسمِ فَعَالٍ بمعنی حضورِ قلب کے چند بار پڑھیں ان ترکیبوں سے امید کہ گم شدہ چیز واپس مل جائیگی۔

لحتمہ :- اور جب ندائے تعالیٰ کی عنایت اور کثرتِ مشق سے اکثر اوقات بغیر توجہ حرکت کلیہ بدنہ کے حضور مذکور حاصل ہو تو ایک لحظہ تو درکنار، ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گذاریں۔ اور اس دولت کی حفاظت میں سرگرم عمل ہوں افعال جوارح یا افعالِ قلب غرض جس طرح بھی ممکن بحفاظت میں مصروف رہیں اس وقت دست بکار دل پیار والی کیفیت ہوئی چاہیے۔

لحتمہ :- جس وقت توجہ مذکور بغیر انطباق کے میسر آجائے تو یہ سمجھ لو کہ دولتِ عزیز ہاتھ آگئی۔ اس لئے کہ اس صورت میں قلب ذکر ہو جاتا ہے۔ جب تک حرکت درمیاں میں ہے۔ تب تک دل کا ذکر نہیں۔ دل ایک لطیفہٴ رحمانی ہے جو بعضوں کے نزدیک نہ جسم ہے نہ جسمانی۔ ایک جماعتِ قلب کو قوتِ دراکہ سے تعبیر کرتے ہیں

بعض حضرات مجر دہکتے ہیں بعض حضرات کے نزدیک قلب بخار لطیف کا نام ہے اور ایک جماعت قلب کو عالم امر سے شمار کرتے ہیں۔ ایک گروہ قلب کو جوہر کہتا ہے ایک جماعت قلب کے بیان سے سکت ہو اس مسئلہ کی تفصیل وضاحت کیا گئے ہیں لے عشرہ کالمہ میں بیان کی ہے۔

لقمہ :- جب ذکر قلبی حاصل ہو جائے تو الوار ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی خود اپنے اندر سے الوار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور کبھی خارج سے۔ جو الوار خود اپنے اندر سے ظاہر ہوتے ہیں ان کا ظہور دل یا سر یا دہانے یا بائیں ہاتھ سے ہوتا ہے اور کبھی کبھی تمام بدن میں الوار ظاہر ہوتے ہیں مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اور جو الوار خارج میں ظہور میں آتے ہیں وہ کبھی دائیں سے کبھی بائیں سے کبھی سر کے اوپر سے کبھی سامنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ الوار حق و باطل کی تفصیل اسی کتاب میں کسی دوسری جگہ بیان کی جا چکی ہے۔

غرض یہ ہے کہ سالک کو اس مقام میں رک جانا اور الوار پر عاشق ہو جانا کوئی چیز نہیں جن لوگوں کو منازل سلوک طے کرتے ہوئے الوار ظاہر نہیں ہوتا مان کا سلوک سالم ہوتا ہے امید ہے کہ وہ بہت جلد منزل مقصود پر پہنچ جائینگے۔ یہ بات دوسری ہے کہ ان الوار کا ظہور بھی رحمت ہے۔

لیکن اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ علم بغیر جہت اور کیفیت کے حاصل ہونے لگے تاکہ مناسبت علم معلوم میں (جو مطلوب ہے) اطلاق اور تفتیح کے اعتبار سے ایک حیثیت سے پیدا ہو جائے۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ سالک اپنے قلب میں ایک نسبت محسوس کرے گا کہ اس کے دل کی گہرائی

سے پیدا ہو کر مثل دھاگے سے ذات مطلوب کی طرف دوڑ رہی ہے۔ گویا اس نسبت کا ایک سر سالک کا دل بہوتا ہے اور دوسرا سر ذات حق سبحانہ تعالیٰ لیکن چونکہ خدا کی ذات اطلاق کے اعتبار سے متعین نہیں ہے کہ کہا جاسکے کہ اس دھاگے کا سر اس جگہ پر ختم ہوا ہے اس لئے اس رشتہ کا تعلق امر مطلق غیر متعین فی حد ذاتہ سے مانا جائے گا جہاں مشابہ کم و کیف کا پایا ہی نہیں جاسکتا۔ جو سالک علوم عقلیہ سے بہرہ مند نہیں وہ اس متم کے تصور میں تذبذب کے شکار ہو جاتے ہیں۔ البتہ جو سالک علوم کی گہرائیوں سے واقف ہیں ان کو اس قسم کی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ بے مزگی کا تو کوئی علاج ہی نہیں کہ سالک کو امر مطلق من جمیع الوجود سے ارتباط رشتہ میں لذت محسوس نہ ہو اور وہ اس بیکار تصور کرے عشق اور قدرت شغف اور طمع مراتب کی مدد سے وہ اس کام میں سر دھریں۔ اور اگر سر دھسے گا تو اس کو یہ دہم عارض ہو گا کہ وہ کہاں ہی اور کیا ہے۔

چونکہ یہ رشتہ نہایت ہی نازک ہے اس لئے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس مقام میں سالکوں کو اوراد و وظائف اور کثرتِ نوافل پر پڑھنے، اور ہر اس چیز سے منع کیا ہے جس سے اس رشتہ کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو بعض مشائخ یہ دیکھ کر چونکہ اس امر مطلق کا دریافت کرنا مُدِیْر و شُرّار ہے اس لئے وہ ہدایت کرتے ہیں کہ اس مقام میں سالکوں کو تمام عالموں کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے۔ بغیر اعتبارِ تعینات اور سلخِ تشخصات کے اس لئے کہ سلخ اور سلک کے بعد باقی صرف وہی اطلاق ہیولانی رہ جاتا ہے۔ (نامذہ) اور بعضے اس مطلق کو

دریائے نوز غیر متنہا ہی بغیر فرما کر خود کہ ایک قطرہ مستہلک اس نوز کا سمجھتے ہیں اور بعضے اس کو ظلمت غیر متنہا ہی قرار دیکر خود کو اندھیری رات بنا ہوا جانوالا سایہ خیال کرتے ہیں۔ بہر حال ہستی ہو ہم کے ننا کرنے سے چونکہ غرض یہ ہے کہ سالک کی آنکھ پر جو پردہ پڑا ہوا ہے وہ ٹوٹ جائے اور وجود مطلق کا شاہد ہونے لگے۔ اسی امر لب اور مطلوب کے لئے یہ سب حیلے حوالے ہیں اور جب غلبہ حال میں اپنا علم باقی نہ رہے گا بلکہ اپنے علم کا علم نہ رہے گا تو بغیر اپنے کو نہ کر فنا حاصل ہوگی اور جب علم اپنے علم کا باقی نہ رہا تو فنا، الفنا حاصل ہو جائے گی مگر اسی قدر کہ جس قدر اس کو بے خودی ہوئی اسی قدر وہ خدا سے مل گیا۔ حاصل یہ ہے کہ سالک کو جب اپنے نفس نا طلقہ میں نسبت معلوم ہوگی اور اسے یہ معلوم نہ ہوگا کہ نہ نسبت کس سے مربوط ہے لیکن یہ نسبت جہاں پہنچ کر ختم ہوگی اس کا لامحالہ تعین ہوگا اور مطلوب مقصود لامحالہ اس سے درالو رہا ہے اور یہ نسبت جہاں بھی پہنچ کر دم لے وہ اس سے بھی درالو رہا ہے۔ سالک کے ذہن میں جو تصور متعین ہوگا وہ لامحالہ نہیں سالک سے محاط ہوگا۔ اور متعین بحیثیت تعین شخص مطلوب نہیں ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ مطلق کی کثرت و حقیقت کو کوئی نبی یا ولی نہیں پہنچ سکتا۔

پس سالک جب جائے گا کہ میں اس کی طرف متوجہ ہوں لیکن توجہ کی جہت نامعلوم ہے یعنی جانتے ہوئے نہیں جانتا کہ کیا جانتا ہے۔ یہ مرتبہ غنا کا ہے۔ اور اگر جانتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ کیا جانتا ہے نیز یہ بات اسے معلوم نہیں کہ اسکو علم حاصل ہے یہ مرتبہ فنا و الفنا کا ہے اور یہ مرتبہ سیر الی اللہ کا آخری

مرتبہ ہے۔

لقمہ :- فنا دو قسم پر ہے (۱) علم مرکب ہو (۲) علم بسیط ہو۔
 (۱) علم مرکب اس کیفیت اور اکیہ کا نام ہے جو سالک کے باطن سے پیدا ہو کر حضرت مقصود کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ تمام مایوسے منقطع ہو کر سوائے مقصود کے کوئی غیر مقصود راہ باقی نہ رہے اس وجہ سے کہ صفت غیریت کیساتھ جو چیز مد رک ہوتی ہے وہ اس سالک کو مد رک نہیں ہوتی اور اگر ادراک ہوتی ہے تو صفت عینیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ یہ کہ وہ مختلف شیوں اور تعینات میں پوشیدہ ہے جن کا کوئی وجود خارجی نہیں۔ اور وہ اس ادراک کو نفس الامری اور مطابق واقعہ کے تصور کرتا ہے۔ یا اس سبب سے کہ سالک کو جو کچھ مد رک ہوتا ہے مقصود کے انتہائی لحاظ اور توجہ کی وجہ سے، یا عشق کی قوت، دوستی کے انتہائی محبت کے باعث اسے سب مقصود مطلوب، بار اور دوست نظر آتے ہیں اگرچہ نفس الامر میں یہ چیز خلاف واقعہ ہوتی ہے حالانکہ وہ وجودات متکثرہ متغایرہ، وجود خاص حضرت واجب الوجود سے ہوتے ہیں مگر انتہائی عشق و محبت کی وجہ سے الٹا معاملہ سیدھا نظر آتا ہے۔ پس جو لوگ ہمہ اور مست کے قائل ہیں ان کا خیال غلط اور خلاف واقعہ ہے بہر حال دونوں فریقوں کے نزدیک تحصیل وحدت کیلئے رفع غیر بحیثیت غیریت کے متفق علیہ ہے اس لئے سالک کے علوم متکثرہ سے گریز کر کے علم واحد کی پناہ حاصل کرنی چاہیے۔ اسی توحید سے تقرب خداوندی حاصل ہوگا۔

درجہ اول علم بسیط اس کیفیت اور اکیسہ کا نام ہے جو سالک کو مستوجب الی المقصود کر کے سالک کو جمیع ماسوا سے اس درجہ منقطع کر دیتی ہے کہ یہ علم بھی باقی نہیں رہتا۔ درمیان سے اٹھ جاتا ہے اسی محل میں سالک کا علم بسیط ہوگا اور اسے نئے حقیقی حاصل ہوگی بعض علمائے طریقت کے نزدیک علم مرکب کا نام فنا اور علم بسیط کا نام فنا الفنا ہے لیکن یہ دونوں مقامات کسب اور محنت سے حاصل نہیں ہوتے۔ جناب مقدس سے ہی ان کا فیضان ہوتا ہے۔ سالک کے عمل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

جاننا چاہئے کہ مرتبہ فنا کا جذب، بیخودی اور عنایت کی انتہائی حد ہے۔ جو کسی ہی خوش نصیب کو نصیب ہوتی ہے۔ جب تک سالک مرتبہ جذب اور بیخودی پر نہیں پہنچتا وہ دلی نہیں بنتا۔ زاہد۔ عابد۔ نیک اور نیکو کار ہو تو ہو۔

واضح ہو کہ دلاسیلے جذب شرط ہے۔ لیکن اس جذب کا ہمیشہ قائم رہنا شرط نہیں۔ بعض حضرات سالہا سال حالت جذب و سکرم میں رہتے ہیں چنانچہ سلطان العارفین حضرت بایزید رضی اللہ عنہ تیس سال تک اسی مقام میں رہے تھے۔ بعض کو یہ حالت صرف ایک ساعت نصیب ہوتی ہے۔ مجذوب تو اسی مقام میں قید ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی لئے وہ آگے ترقی نہیں کر سکتے یہ دولت مشائخ ہی کو جو انبیاء علیہم السلام کے خلفاء ہیں۔ دربار خداوندی سے عطا ہوتی ہے۔

لغمتہ :- بقا بالشر اس سے مراد مرتبہ جمع الجمع ہے۔ اس مقام میں سالک کو

حیرت کبریٰ لاحق ہو جاتی ہے۔ مقاماتِ تصوف میں بعض محققین کے نزدیک یہ مقام آخری ہے بعض حضرات رضا و تسلیم کو تصوف کا آخری مقام کہتے ہیں لہذا:۔ مرتبہ بقا میں عینیت، بے خودی، انجذابِ تمام، سلخِ قیود و تعینات، تشخصات و اضافات کے بعد پھر رجوع بہ اعتبار تعینات، طمسِ تشخصات کے ہوتا ہے مگر ان دونوں حالتوں میں فرق ہے اسلئے کہ سالک کو اول میں تدبیر کا مطلوب و متوجہ البتہ صرف امرِ متعینہ مستخصہ مقیدہ ہوتے ہیں۔ امرِ مطلق کا مطالعہ ملاحظہ مفقود ہوتا ہے اور ثانی میں مقصود مطلوب اور متوجہ البتہ قلب کا محض ذاتِ مطلق ہوتی ہے اس حیثیت کے ساتھ کہ تشخصات اضافات اور تعینات اس حیثیت کے کہ وہ مظاہر اسمائے صفات کے ہیں ملحوظ ہوتے ہیں بعض ذاتِ مطلق کا مطالعہ مشاہدہ اشیا میں کرتے ہیں اور بعض مشاہدہ اشیا کے بعد ذاتِ مطلق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

عارف چونکہ آخری مقام پر موزن ہے تو عوام کو اس میں اور سب لوگوں نہیں کرتا و شواہد ہوتا ہے۔ اولیائی بحث قبائیح کا بعد فہم غیری کا بھی فہم ہے یہی وجہ ہے کہ جو اہل الشہ درجہ کمال کو پہنچ جاتے ہیں ان کی شناخت دشوار ہے اس لئے کہ ان کے اور عوام کے ظاہر میں کوئی فرق نہیں ہوتا جو بزرگ اہل صحو مقامِ فردیت حقیقہ میں نزول کرتے ہیں ان سے خوارقِ عادات بہت کم ظہور میں آتے ہیں اس لئے ان کی توجہ اس ذاتِ خالص اور بے رنگ کی طرف ہوتی ہے جس کی صفات تصرّفات نفسی و ذاتی ہیں، اور جو لوگ اس مقام سے نیچے کے مقام پر ہیں ان سے تصرفات کثرت سے ظہور

میں آتے ہیں اس مقام کی تفصیل نہایت دشوار ہے۔

میرے بھائیو! اگر یہ چند سطریں نظر قلب کے مطالعہ کر دے تو امیدوار ہوں
ہے کہ بغیر توسط شیخ کے ظاہر کار میں تم اپنے کو درجہ پستی سے بلندی پر پہنچا سکو گے
ورنہ جن معاملات میں شیخ کی امداد باطنی ضروری ہے وہاں مطالعہ کتب کام نہیں
دلیگا۔ شیخ سے بیعت کئے اور اس کی صحبت میں بیٹھے بغیر ذکر و فکر اور سلوک
کے تمام مسائل کتاب کے توسط سے حل کر لینا مستبعد اور نادر ہے۔

لعنمہ :- اللہ تعالیٰ امتہیں ہدایت عطا کرے کہ مقصود ان اذکار۔ افکار اور تقاریر
سے محویت اور طمس ہے اس لئے کہ لطیفہ ربانیت کی تکرار فطرت میں توحید
غریبیت اور جمعیت کی ہے۔ ربط سے تعلقات میں اضافہ ہوتا ہے پھر اس وحدت
سے کثرت پیدا ہو جاتی ہے اب یہ ہمت رہی کہ اس کثرت سے پھر وحدت کی طرف
رجوع ہو جائے اور لطیفہ کی مختلف حالتوں کا ربط توحید بدل بخائے یہ مرتبہ
اسی وقت ہاتھ آ سکتا ہے جب اپنے علم کو بسیط بنا لیا جائے تاکہ ذاتِ صفات
کے مختلف عالموں میں صرف اسی کی ذات و صفات جلوہ گر نظر آئیں اس مرتبہ کے
بعد ہی معلوم ہو سکیگا کہ خدا کا وجود ہی تمام عالم کے وجود کی اساس اور بنیاد ہے
اس حالت کی پیدائش کے بعد ہی حقیقی ایمان اور کامل تقویٰ حاصل ہو گا۔
اور ان چیزوں کی حقیقت بھی منکشف ہو جائے گی۔ کہ جنت کیا ہے اور دوزخ
کیا ہے نفس کیا ہے اور شیطان کون ہے اور رحمان کس کا نام ہے؟ ہادی کون ہی
گمراہ کرنے والا کون ہے۔ عارف کو اگرچہ ان باتوں کی دریافت کے کوئی غرض نہیں
لیکن شہرہ کی وجہ سے ان چیزوں کے دریافت کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہو کہ اذکار، انکار اور مراقبات۔ ان سب کی بنا پر عشق پر ہے جس درجہ عشق ہو گا۔ اسی تدریج کی تاثیر ظہور میں آئیگی۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اذکار، انکار اور مراقبات کی مزادت سے عشق کا ٹوٹا ہوا رشتہ از سر نو جڑ جاتا ہے۔
لحتمہ :- گذشتہ صفحات میں جتنے اذکار بیان کئے گئے ہیں وہ سب توحید کے معنی کے منادی ہیں ان اذکار کے علاوہ جو اشعار مجھے توحید پر شعر ہوں ان کا ذکر بھی نافع ہے اور وہ بھی موصل الی المطلب ہیں۔ انہی بات جنس در ہے کہ اس باب میں عربی زبان کے اشعار مناسب اور قوی تاثیر ہیں۔

لحتمہ :- مشائخ رحمہم اللہ نے میدان سلوک میں رہ نوردی کے درمیان برزخ کو نہایت ضروری درجہ عطا کیا ہے اس کی وجہ ظاہر ہے۔ تفرقہ خواہ اس اور تجویم خط سے تو حید علمی سے سالک باز رہتا ہے۔ برزخ سے جمعیت خواہ اس حاصل ہو جاتی ہے۔ برزخ کی صورت وہی یا حقیقی کے لحاظ سے حضور میں خشوع خضوع پیدا ہوتا ہے اور برزخ کے خیال کی بچستگی اور دوام سے سالک میں بھی وہ بات پیدا ہو جاتی ہے جو برزخ کی خصوصیت ہوتی ہے۔

برزخ دل اور مقصود کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اس لئے کہ مقصود انتہائی لطافت اور تنزہ کی درجہ بدرک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے برزخ کے جمال کو درمیان میں واسطہ کے طور پر رکھا جاتا ہے۔

ذرا سے خوشبخت تک اور فرشتے سے عرش تک ہر چیز اسی کی جلوہ گاہ ہے اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو وہ اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ ہاں البتہ لطافت اور کثافت کے اعتبار سے برزخ میں تفاوت ہے۔ شیخ کو برزخ بنانے سے

کچھ اور فوائد مترتب ہوئے ہیں اور ڈھیلے یا پتھر یا اور کسی چیز کو مقرر کرنے سے
نامدہ۔ اور برزخ جتنا لطیف ہوگا اتنا ہی بہتر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ
رحمہم اللہ سر شخص کے حسب حال برزخ متعین فرمایا کرتے ہیں۔

مسکے نزدیک اس بارے میں پسندیدہ بات یہ ہے کہ سالک کی حالت کا
تجسس کر کے دیکھنا چاہیے کہ کونسی چیز اس کے نفس میں متور ہے۔ مثلاً اگر کسی
شخص کو اپنے لڑکے سے انتہائی محبت اور عشق ہو تو اس کیلئے اپنے بیٹے کا
جمال شیخ کے جمال سے زیادہ متور ہوگا۔ ایسی حالت میں برزخ اس شخص کے لڑکے
کو بنانا چاہیے۔ اشتغال، مراقبات اور کثرت ذکر اس کو اس برزخ سے آہستہ
آہستہ ہٹا کر اصل راہ پر لے آئیگا۔ اور وہ اس صورت میں تعلقات صوری سے
تعلقات مستوی میں پہنچ جائیگا۔

لہجہ: بحسب نفس یا حسب نفس یا ذکر و تضرعی شش ضرعی۔ یا صدادی وغیرہ
ان اذکار سے مفصود یہ ہے کہ باطن میں حرارت پیدا ہو جائے۔ جب باطن میں
حرارت پیدا ہوگی عشق اور شوق پیدا ہو کر محبت کی آگ سے سالک میں جوش و خروش
اور سستی پیدا ہو جائیگی۔ مشائخ رحمہم اللہ کی رائے ہے کہ جو ان کو بہ نسبت سن
رسیدہ لوگوں کے ذکر کی تعلیم سے جلد مراث ظہور میں آتے ہیں اسی لئے مشائخ کا
کہنا ہے کہ صوفی تیس سال کے بعد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ لیکن نابالغ بچوں کو ذکر
کی تعلیم نہ کرنی چاہیے۔ ذکر کی حرارت ان کے لئے ناقابل برداشت ثابت ہوگی۔
یہ حقیقت ہے کہ ایام جوانی میں سالک جس قدر محنت کر سکتا ہے ایام پیری میں
اتنی محنت دشوار ہے۔ حضرت شیخ نظام الدین نارغولی رحمہ اللہ سیدہ لوگوں کو حکم

پتلا رکھانے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ تخمِ پیلا کی حرارت اور گرمی سے جن کی حرارت میں افزائش ہوتی ہے۔

الہمتہ :- سالک کے دل میں جو استیثانِ نغمہ پیدا ہوتا ہے اس کا سبب عشق اور بے پناہ محبت ہوتی ہے۔ یہ آگ و حقیقت محبت ہی کی ہوتی ہے۔ خارج کی اثر اندازی کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ شروع شروع میں گریہ و زاری، بے قراری، شکباری، آنکھ، ہانک اور منہ سے رطوبت جاری ہو جاتی ہے۔ یہ چیزیں عالمِ درد کی ہیں جو کثرتِ ذکر سے پیدا ہوتی ہیں لیکن جو سالک مرتبہ تجزیہ پر پہنچ جاتے ہیں تو انہیں فراق میں رونا نہیں آتا۔ وہ اگر روتے ہیں تو دصال و ملاقات پر سے

جب تک ملے نہ تھے تو جدائی کا غما ملال

اب یہ ملال ہے کہ منتنا نکل گئی

لیکن ان دونوں کے رولنے میں فرق ہے۔ عالمِ حیات کی سیر کرنے والوں کے ہنس و شیریں ہوتے ہیں اور جو لوگ درد کی وجہ سے شکباری کرتے ہیں ان کے آنسو تلخ ہوتے ہیں۔ محفلِ سماع میں ان کے رقص کی حرکت بھی ٹھیک، ملائم اور تہناتِ موزوں ہوتی ہے اور اکثر اوقات ان لوگوں کا رقص سماع کی آواز کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر انسانے رقص میں صوفی کی پشت زمین پر لگ جائے تو اسے یا تو اپنے کو فدا کر دینا چاہئے ورنہ اپنے کپڑے اتار کر قوالوں کے حوالے کر دے۔ مصنف رسالہ قشیر یہ نے لکھا ہے

کہ مبتدی یا منہتی کی حرکت سے اس کے حال میں کمی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے بدون
ہجوم و استیلار کے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنی چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو اپنی
جگہ ثابت اور راسخ رہے۔ فقط

یہ رسالہ آخر ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ ہجری میں تمام ہوا۔

مکتوباتِ کلیمی

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ سلسلہ نظامیہ کی کے مجدد نہ تھے بلکہ اپنی صدی کے مجدد و فحی ملت بھی تھے حضرت شیخ کلیم اللہ جس دور میں مسند ارشاد و ہدایت پر رونق افروز ہوئے وہ اسلامی ہند کا تاریخ کا نہایت ہی نازک دور تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت کے آخری ایام تھے۔ مغل حکومت دم توڑ رہی تھی حضرت شیخ وقت کے نبض شناس تھے ان کی نظر میں اسلامی حکومت کے تزلزل کے اسباب تھے وہ سمجھتے تھے کہ حکومت کی تبدیلی کے کیا کیا اثرات ظہور میں آتے ہیں۔ حضرت شیخ کلیم اللہ نے وقت کی نزاکت کا احساس کر کے اپنی پوری قوت تبلیغ و اصلاح کے کام میں لگا دی اور اپنے محبوب ترین خلیفہ حضرت مولانا نظام الدین کو دکن روانہ فرمایا۔ اس وقت شہنشاہ جہانگیر بھی دکن میں تھا۔ شاہی فوجیں بھی دکن میں جمع تھیں۔ شاہی خاندان کے اکثر افراد دکن کی مہم پر لگے ہوئے تھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ نے جو خطوط مولانا نظام الدین کو تحریر کئے تھے ان خطوط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ اسلام کو ہندوستان میں انتہائی عروج و ترقی پر دیکھنا چاہتے تھے

اور وہ اسلام کا پیغام ہر شخص کے کان تک پہنچانے کیلئے مضطرب تھے۔

شاہی لشکر میں تبلیغ کا حکم

حضرت شیخ کلیم اشرف قدس سرہ نے اپنے خلیفہ اعظم کو ایک مکتوب میں

تحریر فرمایا ہے :-

شاہرا اللہ تعالیٰ صاحبِ آستان	تمہیں حق تعالیٰ نے دکن کا صفا
دکن ساختہ است اس کا راز	ولایت بنایا ہے یہ کام پورے
اہتمام نمایند قبل ازین می	طوریہ انجام دو اس سے پہلے
در شتم کہ بہ شکر بریدہ اکنون	میں رہے تمہیں لکھا غضا کہ لشکر
ابن امر است ہر جا کہ باشند	میں جا کر تبلیغ و اصلاح کے
در اعلائے کلمۃ الحق باشند جان	فرائض انجام دو۔ اب یہ حکم ہو
مال خود صرف میں کارکنید۔	کہ تم جہاں کہیں ہو اعلائے
(مکتوب لے)	کلمۃ الحق میں مصروف رہو اور

اپنی جان و مال کو اس راہ میں صرف کر دو۔

عمر کو فیض پہنچانے کیلئے اپنا عیش و آرام قربان کر دو

ایک مکتوب میں حضرت شیخ قدس سرہ نے حکم دیا ہے :-

فیض دینی و دنیوی بہ عالم رند	دینی و دنیاوی فیض دنیا کو
دہم حلاوت و عیش خود و خدائے	پہنچاؤ۔ اپنا عیش و آرام

آن بند گال باید کرو (مکتوبہ) لوگوں پر ترسان کرو۔

اشاعتِ اسلام میں کوشش کرو

ایک مکتوبِ محبت حضرت قدس سرہ نے اپنے تمام مریدوں کو ہدایت کی ہے
 درآں کوشید کہ صدور سب اسلام کی اشاعت میں
 اسلام وسیع گردد (مکتوبہ) خوب کوشش کرو۔

اسلام کی آواز دنیا کے کونے کونے میں پہنچاؤ

اس بات کو حضرت قدس سرہ نے بار بار دہرایا ہے۔
 ہر حال دراعلائے کلمۃ الحق ہر حال میں اعلائے کلمۃ الحق کے
 کوشید و از مشرق تا مغرب لئے کوشش کرتے رہو اور اسلام
 ہم حقیقی برکنبیر (مکتوبہ) کی آواز مشرق سے مغرب تک
 پہنچاؤ

مسلمانوں کے دل سے دنیا کی محبت ختم کرو

حضرت کے زمانہ میں لوگ روحانیت کو چھوڑ کر مادیت پسندی میں مصروف
 تھے حضرت اس حالت کو دیکھ کر اندر ہی اندر کڑھتے تھے اور گھبرا گھبرا کر ارشاد
 فرمایا کرتے تھے۔

بر دل بند گال محبت خدا بند گال خدا کے دل سے دنیا

سرد گردانند (مکتوبہ) کی محبت ختم کر دو۔

مسلمانوں کے عروج و زوال کا فلسفہ صرف دنیا سے محبت یا دنیا سے نفرت ہے جب تک مسلمان دنیا سے متنفر رہے دنیا کو اپنی مٹھ کر دلوں سے ٹھکراتے رہے دنیا ان کے پیچھے لگی پھرتی رہی لیکن جو ہی مسلمانوں نے دنیا کی طرف رخ موڑا دنیا ان سے پرے پرے رہنے لگی۔ البوداؤد شہ لیب کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ آئیگا کہ دنیا کی قومیں مہتمیں (اپنی قومیت میں جذب کرنے کیلئے) اس طرح دعوت و تبلیغ کی جس طرح دسترخوان پر لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اس وقت تمہاری حیثیت پالی پر تیرے ہوئے کوڑے کباڑ جیسی ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم ہوگی؟ ارشاد فرمایا نہیں۔ تعداد تو اس وقت بہت ہوگی لیکن مسلمانوں کے دلوں میں دہن پیدا ہو جائیگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دہن کیا چیز ہے؟ حضور نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت کو مکر وہ سمجھنا۔

حضرت شیخ سمجھتے تھے کہ ہندوستان کی اسلامی حکومت کے زوال کے کیا اسباب ہیں۔ اس مکتوب میں حضرت نے اسباب زوال میں سے ایک اہم ترین سبب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

دُنیا نَفْسِ پَروری کی جگہ نہیں ہے

عیش پرستی اور نفس پروری جس قوم میں داخل ہو جاتی ہے، اس کا

زوال شروع ہو جاتا ہے مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب ان کی عیش پرستی اور نفس پروری بھی ہے۔ حضرت قدس سرہ نے اس مکتوب میں اس حقیقت کو اس انداز سے سمجھایا ہے۔

اے دوست دنیا جائے نفس پروری
اے دوست دنیا نفس پروری
پروری دن آسانی نیست
دن آسانی کی جگہ نہیں ہے
یہ حقیقت ہے اور ناسمجھ اس پر شاہد ہے کہ انوم ماضیہ کا زوال نفس پروری دن آسانی کا ہی نتیجہ تھا۔

تبلیغ و دعوت حق کا ثواب

حضرت شیخ قدس سرہ نے ایک مکتوب میں تبلیغ دین و دعوت حق کا ثواب ان الفاظ میں بیان کیا ہے :-

فَأَقْرَبُ عِنْدَ اللَّهِ وَ
رَسُولِهِ آں کے روز ہر ستیج
قیامت کے دن وہی شخص خدا و
رسول سے قریب ہوگا جو ایمان کا نور
ایمان سامعی است (مکتوبہ) بلٹی پھیلانے میں کوشش کرتا ہوگا

بارگاہِ کلیمی میں عطاِ خلافت کا معیار

بارگاہِ کلیمی میں عطاءِ خلافت کا معیار ہی اعلائے کلمۃ الحق تھا جس پر شیخ اسی مقصد کے پیش نظر اپنے مریدوں کو خلافت عطا فرمایا کرتے تھے۔ ایک

مرتبہ حضرت مرانا نظام الدین نے ایک شخص کے لئے خلافت کی سفارش کی تو حضرت شیخ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک اعلائے کلمۃ الحق کیلئے کمر بستہ نہ باندھی جائے خلافت سے کیا فائدہ - (مکتوب ۱۳۹)

احیائے دین ہی ہمارے بزرگوں کا مسلک ہے

حضرت شیخ قدس سرہ نے ایک مکتوب میں اپنے مرید کو تحریر فرمایا ہے :-

ہمیشہ در اعلائے کلمۃ اللہ
اعلایں کلمۃ اللہ ہمارے
کہ از پیران حق سیدہ
پیران کا مسلک ہے ہم بھی
کوشیدہ
اس میں کوشش کرتے رہو۔

اعلایں کلمۃ الحق انبیاء کا خصوصی کام ہے

ایک خط میں آپ تحت سریر فرماتے ہیں :-

دریں باب جہاد می نمایند
دریں کار را سہل نہ انگارند
کہ رضائے الہی درین است
و اصلاح مفسد فرزندان
آدم نمایند کہ انبیاء مبعوث
برائے ہمیں کار بودہ اند
اعلایں کلمۃ الحق میں کوشش
کرتے رہو اور اس کام کو معمولی
خیال مت کرو کیونکہ خدا اسی
کام سے خوش ہو گا لوگوں کی
اصلاح میں لگے رہو انبیاء
علیہم السلام بھی اسی کام کو
لئے مبعوث ہوئے ہیں

دکن میں تبلیغی کوششوں کی کامیابی

حضرت شیخ قدس سرہ نے حضرت مولانا نظام الدین رحمہ کو جس مشن پر دکن روانہ کیا تھا، ان کی سعی اور جدوجہد سے بہت جلد کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ مکتبہ ۴۷ میں (جو حضرت قدس سرہ نے مولانا نظام الدین کے نام تحریر فرمایا تھا) ان کی تبلیغی مساعی کی کامیابی پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

بہر حال مقصود الیصال فیض	بہر حال مقصد دنیا داروں کو فیض
قصر محمدی است بعالمیاں	محمدی پہنچا یا یہ کام جس طرح
بہر وضع کہ بیشتر این کار سرانجام	بھی ہو کے سرانجام دیت
یابد باید کرد۔ (مکتبہ ۴۷)	چاہیئے۔

حضرت مولانا شاہ نظام الدین کی تبلیغی جدوجہد سے دکن کے بہت سے ہندو اسلام کے گرویدہ ہو گئے تھے جن میں سے بعض اپنے رشتہ داروں یا کسی مالی منفعت کے پیش نظر علی الاعلان اسلام قبول کرنے کا اعلان نہ کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کو یہ بات ناپسند تھی کہ اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی شخص اپنے اسلام کو چھپائے۔ حضرت قدس سرہ نے اس معاملہ میں مولانا شاہ نظام الدین کو تحریر فرمایا:-

برادر من اہتمام نمایند کہ آہستہ	میرے بھائی اس بات کی کوشش
آہستہ این امر جلیل از بطون	کر کہ آہستہ آہستہ یہ بات پیدا

نظہور انجامد کہ موت و عقب
است۔ مبارک احکام اسلام
بعد از رحلت بجا نیارند و
مسلمانان حقیقت را بسوزانند
(مکتوب ۲۱)
ہو جائے کہ اسلام قبول کرنے
کے بعد اسلام کو مخفی نہ رکھا جائے
ایمان ہو کہ مرنے کے بعد لوگ
ان سے وہ معاملہ کر سکیں جو
غیر مسلموں کے ساتھ کیا جاتا ہے

لوگ ان کو مسلمان نہ سمجھ کر جلاؤ الیں۔

ادب سے ہی عزت و عظمت اور سعاد حاصل ہوتی ہے

حضرت مولانا شاہ نظام الدین بات بات میں حضرت شیخ سے مشورہ لیتے
رہتے تھے اور ان کی ہدایت کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتے تھے حضرت شیخ
قدس سرہ ان کی اس بات سے بہت خوش تھے حضرت نے ایک مکتوب میں انہیں
تخیر فرمایا تھا۔

رحمت خدا میتعالیٰ بر شما باد
کہ بے اجازت قدم نہ بردارند
کہیکہ بدولتے رسید ہمیں
رید۔ (مکتوب ۵)
تم پر اللہ کی رحمت ہو تم ایسے
سعادت مند روحانی فرزند ہو
کہ بغیر ہماری اجازت کے قدم
نہیں اٹھاتے۔ عزت و عظمت

اور روحانی سعادت ادب ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

مریدوں کی خلو و خلکو کا پورا پرگرام
حضرت شیخ قدس سرہ نے جو
اصلاحی نظام تمام کیا تھا اس کی

دار و مدار حقیقت پوری نگرانی پر تھا۔ یہی سبب تھا کہ حضرت نے از خود مریدوں کی خلوت و جلوت کا ایک پروگرام تجویز کیا تھا جس میں ضبط اوقات اور پابندی اصول کا خاص درس تھا۔ حضرت نے اپنے مستعد و مکاتیب میں مریدوں سے پورے حالات، درجات اور تقسیم اوقات کی بابت دریافت فرمایا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ مرید کا وقت کن کن مشاغل میں صرف ہو رہا ہے اور وہ فرائض مضبی کی ادائیگی میں کس حد تک مصروف عمل ہے۔ ضبط اوقات کے متعلق ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے :-

ضبط اوقات آنکہ ندارد خیر
جو شخص وقت کا پابند نہیں
الدنیا والآخرۃ است مکتوب (خیر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہے)

ہر وقت سرگرم عمل رہو

ایک مکتوب میں حضرت قدس سرہ نے مریدوں کو ہدایت فرمائی ہے
شما در کار خود سرگرم باشید
تم اپنے کام میں اس حد تک
کہ هیچ کس بر شما شائق نتراند
سرگرم ہو جاؤ کہ جو شخص تمہارا
بود مگر آنکہ کار شما مکنہ
پاس پہنچے وہ بھی اسی میں
لگ جائے۔
(مکتوب ۶۴)

کتاب دینیات کے مطالعہ کی ہمت

بمطالعہ کتب حدیث و فقہ حدیث و فقہ اور سلوک

دسلوک چوں اجیار کیتیبا کی کتابیں مثلاً اجیار العالم
و امثال ذلک چوں توارنخ اور کیمیائے سعادت و مشائخ
مشائخ پیشین بہتر است متقدمین کے تذکرے مطالعہ
کر لے چاہئیں۔

اشاعتِ سلسلہ سیرِ ارواحِ مشائخ بہت خوش ہوتی ہیں

حضرت شیخ صاحبِ سلسلہ اشاعت میں ہمیشہ گوشاں بہتے تھے مریدوں
کو حکم تھا کہ

سعی در شیوع سلسلہ نمائید سلسلہ کی اشاعت میں
(مکتوبہ ۳۱) کوشش کرو۔

ایک خط میں آپ نے تحریر فرمایا ہے :-

”شکر اللہ علیکم۔ میں ہمہ افتادگانِ حقیض غفلت را بہ
الوج حضور رسانید و دارِ ارواحِ مشائخ با خود خوشنود کردید
بالفرض اگر کے گنج بادلاد شیخ بخشہ آں قدر رضا مندای جناب
ایشان در آں نہ باشد کہ در احیائے سلسلہ ایشان باشد“
اس مکتوب میں حضرت نے اظہارِ مسرت اور دعا فرماتے ہوئے تحریر فرمایا
کہ سلسلہ کی اشاعت کے ارواحِ مشائخ اس قدر خوش ہوتی ہیں کہ اگر کوئی شخص
شیخ کی اولاد کو خزانہ بخشش کر دے تو ان کو اس قدر خوشی نہ ہو۔

عورتوں کو بھی داخل سلسلہ کرنا چاہیے

حضرت مولانا نظام الدین رحمہ اللہ نے اپنے شیخ سے دریافت کیا تھا کہ عورتوں کو داخل سلسلہ کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں حضرت قدس سرہ نے تحریر فرمایا تھا۔

برادر من داناں رابعین کنید
امامان داناں جواناں خلوتہائے
طوبہ کہ موجب فتنہ مردم
بشورہ کنت۔ (مکتوب ۱۸)

اور مکتوب ۳۵ میں ارشاد فرمایا ہے :-

ہمہ را بجائے محرمات پنداشتہ
کلمہ حق بگوش ایشان باید رشتہ
سب کو محرمات سمجھ کر کلمہ
حق ان کے کانوں تک پہنچانا چاہئے

جو شریعت پر نہیں چلتا وہ گمراہ ہے

حضرت شیخ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ شریعت کے بٹ کر کسی شخص کو روحانی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مکتوب ۱۲۹ میں آپ نے مولانا شاہ نظام الدین کو تحریر فرمایا ہے :-

ہمہ داخلان طریقت را نکید
نمائند کہ ظاہر شریعت آرا نہ اند
سب داخل سلسلہ لوگوں کو تا نکید
کرنی چاہیے کہ وہ ظاہر شریعت

مکتوب ۱۳۹۔ آراستہ رکھیں۔
 ایک مکتوب میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص شریعت پر نہیں چلتا
 وہ گمراہ ہے اور اس کی طریقت، حقیقت بے معنی ہے۔ لکھا ہے
 آئینہ در شریعت راسخ نیست جو شخص شریعت کا پابند نہیں
 ناقص است بلکہ طریقت و وہ ناقص ہے اور اس کی طریقت
 حقیقت معلوم کہ حقیقت حقیقت کی کوئی حقیقت نہیں
 ندارد۔ (مکتوب ۹۵)

روحانی بلندی و پستی کا صحیح معیار

حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک روحانی بلندی و پستی کا معیار
 شریعت تھا۔ شریعت سے ہی کسی شخص کی بلندی و پستی کا صحیح اندازہ کیا
 جاسکتا ہے۔ ایک مکتوب میں ارشاد ہے۔

اے برادر در تفاوت فقر و
 اگر ارم و زخواری کہ دیانی نبجا
 شریعت از نگہ کن کہ شریعت
 معیار است۔ عیار فقر
 بر شریعت روشن میشود۔
 (مکتوب ۹۵)
 اے بھائی اگر کسی فقیر کا درجہ
 و مرتبہ معلوم کرنا چاہو تو اس
 بات کو دیکھو کہ وہ شریعت کا
 کس حد تک پابند ہے فقیر کی
 شناخت کا معیار شریعت
 ہی ہے اسی کو سولی پر کھرے
 کھوٹے کو پہچانا جاسکتا ہے۔

شرعیات طریقت اور حقیقت کا فرق

ان تینوں کے باہمی فرق پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت کے تحریر فرمایا ہے

مینا حقیقت طریقت است	حقیقت کا مینا طریقت ہے
دینا طریقت شریعت آنکہ	اور طریقت کا مینا شریعت ہے
در شیم او جمال شریعت پیش	جو شخص جس درجہ شریعت کا
بود طریقت و حقیقت اسم	پابند ہوگا اسی قدر اس کی
واکمل بود -	طریقت و حقیقت کامل ہوگی

جھوٹے اور مکار پیروں سے بچو!

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحلے تو اپنے زمانہ کی حالت دیکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس زمانہ کے مشائخ کی بیعت نہ کرنی چاہیے حضرت شیخ قدس سرہ کے زمانہ میں بھی بے دین صوفیوں کی کمی نہ تھی۔ حضرت شیخ نے ایسے ہی جھوٹے مکار بے دین پیروں کے متعلق ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے :-

زہار در صحبت ہم چہ نہیں	ایسے احمقوں کی صحبت
حمقہ از غوغا ہدشت	میں ہرگز نہ بیٹھنا چاہیے

سَمَاع کی بجائے مراقبہ کا حلقہ وسیع کرنا چاہیے

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کے زمانہ میں لوگوں نے مشائخِ چشت کی مقرر کردہ شرائط کی پابندی ترک کر دی تھی حضرت شیخ مشائخِ وقت کی اس حرکت سے سخت ناخوش تھے اس لئے حضرت نے مریدوں کو سماع کم کرنے کی جا بجا تلقین فرمائی اور ان کو ہدایت کی کہ سماع کے بجائے مراقبہ میں وقت صرف کیا کریں آپ فرماتے ہیں :-

حلقہ مراقبہ وسیع از حلقہ سماع کا علقہ سماع کے حلقہ سے وسیع کرنا چاہیئے ۔
 حضرت شیخ سماع کے فی لفظہ مخالف نہ تھے وہ خود چونکہ رسول کے سخت پابند تھے اس لئے ان کا حکم بھتا :-
 مجلس سرود بطریق ماکند محفل سماع ہماری طرح کیا کریں ۔ (مکتوب ۹۴)

حضرت شیخ کلیم اللہ قدس سرہ کے مکتوبات کل ۱۳۲ ہیں جن میں سو سے زیادہ خطوط تو مولانا شاہ نظام الدین کے ہیں اور باقی خطوط دیگر حضرات کے نام۔ اس کتاب میں زیادہ تر انہی مکتوبات کے بعض حصص پیش کئے گئے ہیں جو حضرت مولانا شاہ نظام الدین رحمہ اللہ کو ارشاد فرمائے تھے۔ اور جو تجدیدِ سلسلہ یا اصلاح و نظام و تربیت سے متعلق ہیں جن میں وابستگانِ سلسلہ نظامیہ کے لئے ایک خاص سبق ہدایت موجود ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے مکتوبات کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ جو صاحبِ مطالعہ کے خواہشمند ہوں وہ مکتوباتِ کلیمی ملاحظہ فرمائیں

ترجمہ مرقعِ کلیمی !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اما بعد۔ ان اوراق میں جو فائدے مذکور ہیں وہ بمنزلہ رقعہ کے ہیں جو پیرانہ خرقہ پوش ذی ہوش سے اس فقیر کو پہنچے ہیں جن کو محبت کے دھاکے سے جوڑ کر ارباب بصیرت کے لئے ایک لباس کی شکل دے دی گئی ہے اسی لئے اس مجموعہ کا نام مرقع تجویز کیا گیا ہے۔ اور ادو وظائف، نماز اور ان کی مختلف اقسام کو مقدم کر کے ہر فائدے کو رقعہ کے ساتھ موسوم کر کے بنا بر اختصار چند فوائد پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

مقدمہ :- عامل کو چاہئے کہ مشروط متذکرہ ذیل کا پابند ہو ان شرائط کے بغیر عمل بیکار اور نتیجہ کی امید داری جہالت ہے۔ حضرت شیخ احمد بولی رحمہ اللہ (جو اہل دعوت میں بڑے ممتاز درجہ کے مالک ہیں) عامل کیلئے حسب ذیل شرائط بیان فرمائی ہیں۔

اکل حلال - صدق منقار - حضور قلب - عجز - خضوع - بکار اخلاص - حلال لباس - (اذنات صالحہ کی رعایت) مثلاً وقت افطار اور سحر - نجر کی سنتوں اور فرضوں کا درمیانی وقت - نماز جمعہ سے غروب تک - یوم عرفہ اور ۱۵ شعبان - عیدین - ماہ رمضان - قرآن شریف کی تلاوت کرنے کے بعد - بارش شروع ہوتے وقت - بیمار

کے نزدیک۔ علماء دین کی مجالس میں مسلمانوں کی جماعت میں جب مایہ نعلہ غائب ہو۔ مناسک حج کی ادائیگی کے وقت وغیرہ۔ اور دعا کرتے وقت دونوں ہاتھوں کو پھیلا نا۔ انگلیوں کو کھینچنا۔ اور دونوں ہاتھوں کو بغل کی برابر دچکا اٹھانا۔ اور بازو کو ہاتھ سے علیحدہ رکھنا۔ اور بازو کو پہلو سے جدا کرنا۔ سجدہ میں سر کو اچھی طرح خوب جھکنا۔ دعا کے معنی مطلب کو سمجھنا۔ درود شریف پڑھ کر دعا شروع کرنا اور دعا کو درود شریف پر ختم کرنا۔ اور اگر دعا قبول ہونے میں تاخیر ہو جائے تو اس سے ملول نہ ہونا۔ دعا بار بار کرنا۔ تنہید تو یہ استغفار۔ ہمہ اذقات پاک صاف اور با وضو رہنا۔ مسوا کرنا۔ روزہ رکھنا۔ نفل نمازیں پڑھنا۔ دعا سے پہلے خیر خیرات کرنا۔ دعا کرتے وقت قیام رخ بیٹھنا۔ اور ترک حیوانات جلالت و جمالی۔ پیاز لہسن کا استعمال ترک کرنا۔ خلعت کیلئے ایسا مقام تجویز کرنا جہاں لوگوں کی بول چال کی آواز نہ آتی ہو۔ دعا کرتے وقت یا عمل کرتے وقت معدہ کا خیالی رہنا۔ اذقات مفرہ کا رعایت کرنا۔ اور جو خوشبو دھوئی وغیرہ مقرر ہو اس سے لگا نا یا استعمال میں لانا۔ اور عمل پڑھنے یا دعا کرنے میں افراط و تفریط سے باز رہنا۔ یعنی عمل پڑھنے کی جو مقدار مقرر ہو اس مقدار میں کمی بیشی نہ کرنا۔ دعا کرتے وقت سر کھلا رکھنا۔ عمل پڑھنے سے وقت ایسی چیز کا موجود نہ ہونا جو حضور و شعور میں محسوس ہو۔ دعا یا عمل پڑھنے کے بعد یا بعدِ عجب درود تین یا ایک ہی بار پڑھنا۔

سُرُقاتُ الصَّلَاةِ

رقعہ :- سنت نماز میں سورت کا نعتین حدیث میں ہے کہ فحسبہ کی سنتوں میں سورہ الم نشرح اور سورہ الم ترکب پڑھنا بواسیر اور پھوڑے پھینکدوں کے لئے مفید ہے۔ سلام پھیر کر استغفر اللہ من کل ذنب و سبحان اللہ و بحمدہ ستر دفعہ پڑھنا ”سورة البردج“ بالالستزام پڑھنے کی بھی یہی خاصیت ہے جو شخص فحسبہ کی سنتوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص کی تلاوت کرے گا اس کے ظہر والے ہر تکلیف اور پریشانی سے محفوظ رہیں گے۔

ظہر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھیں اور بعد کی دو سنتوں میں آیتہ الکرسی اور آمن الرسول عصر کی سنتوں میں اذان و اذانہ اور انا انزلناہ و التھانہ تک۔ اور سورہ بکری کی سنتوں میں سورہ کافرون اور اخلاص اور عشا کے بعد کی سنتوں میں آیت الکرسی خالد بن تک اور آمن الرسول اور شہادت اللہ۔ اور قل اللہم مالک المملک سے بغیر حساب تک۔

نماز وتر میں سورہ اعلیٰ یا سورہ قدر کافرون اور اخلاص پڑھنی چاہئیے۔

سُرُقَةُ: نماز اشراق کی دو رکعتیں ہیں پہلی میں آیت الکرسی خالد بن

تک اور دوسری میں آمین الرسول اور آیت نور واللہ بكل شیء علیم تک۔ اشراق
کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَصْبَحْتُ بِكَ لَا أَسْتَطِيعُ دَفْعَ مَا أَكْرَهُ
وَلَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي مَا أَرْجُو ۖ أَصْبَحْتُ مَرْتَهَبًا بَعْلَى
وَأَصْبَحَ أَمْرِي بِيَدِ غَيْرِي فَلَا فُقِيرَ أَفْقَرُ مِنِّي اللَّهُمَّ
لَا تُشْمِتْ بِي عَدُوِّي وَلَا تُسَوِّئْ صِدْقِي وَلَا
تُعْجِلْ مُصِيبَتِي فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَلَا فِي آخِرَتِي
وَلَا تُجْعِلَ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَوِّيَ وَمُصْلِحَ عَمَلِي وَلَا تُسَلِّطْ
عَلَيَّ مَنْ لَا يَرْحَمُنِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ
الدُّلُوبِ الَّتِي يَزِيلُ بِهَا النِّقْمُ مِنَ الدُّلُوبِ
الَّتِي تُوجِبُ بِهَا النِّقْمُ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

نماز اشراق کے بعد در رکعت نماز استعاذہ اس طرح پڑھنی جاتی ہے
کہ پہلی رکعت میں سورہ فلق اور دوسری میں سورہ ناس۔ سلام پھیرنے کے
بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ وَيَا سَمِكَ الْأَعْظَمَ
وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةَ مِنْ شَرِّ الرَّهَامَةِ وَالْهَامَةِ وَ
أَعُوذُ بِكَ يَا سَمِكَ الْأَعْظَمَ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةَ مِنْ
شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَأَعُوذُ بِكَ يَا سَمِكَ الْأَعْظَمَ
وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةَ مِنْ شَرِّ مَا يَجْرِي بِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

إِنَّا رَبُّكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَصَوَّرْتُ الْعَرْشَ الْعَظِيمَ اللَّهُمَّ
أَنْتَ سَلَّطْتَ عَلَيَّ صَدًّا وَاعِيًّا لَنَا يَا أَنَا هُوَ
وَقَبِيلُهُ مِنْ حَبِيبَتِكَ لَا تَدْرَأُهُمْ اللَّهُمَّ فَأَيُّسَهُ
مِنَّا كَمَا أَيْسَهُ مِنْ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِهِ مِنَّا كَمَا
قَضَيْتَهُ مِنْ عَفْوٍ وَبَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ كَمَا
بَاعَدْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جَنَّتِكَ أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
وَبِالْجَبَابَةِ جَدِيرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

پھر نماز استعاذہ کے بعد دو رکعت نماز استحارہ پڑھیں۔۔۔۔۔
پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھیں
ان نمازوں سے فراغت کے بعد دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔ پہلی رکعت میں سورہ
ناقعہ اور دوسری میں سورہ اعلیٰ پڑھنی چاہئے۔

سرا فعدہ :- نماز شکر النہار کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں سورہ اخلاص
پانچ مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ نماز شکر اللیل میں ہر رکعت میں پانچ پانچ بار
سورہ کافرون پڑھنی چاہئے۔

سرقعدہ :- نماز چاشت کی ۱۲ اور کم سے کم چار رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں
سورہ فتح، دوسری میں سورہ نوح، تیسری میں سورہ قدر، چوتھی میں سورہ
کوثر، پھر پہلی رکعت میں سورہ شمس، دوسری میں سورہ لیل، تیسری میں سورہ

ضحیٰ اور چوٹھی میں سورۃ الم نشرح، پھر پہلی رکعت میں سورۃ کافرون دوسری
میں سورۃ نصر، تیسری میں سورۃ لہب اور چوٹھی میں سورۃ اخلاص۔ اس نماز
کو پابندی کے ساتھ پڑھنے سے حق تعالیٰ اسبابِ عیش و عشرت خود ہی مہیا کر دیتا ہے
سرا قعدہ :- نماز چار رکعت کے بعد دو رکعت نماز صحت النفس پڑھنا بھی
منقول ہے۔ پہلی رکعت میں آیتہ الکرسی، سورۃ الضحیٰ اور سورۃ اخلاص پانچ
پانچ بار پڑھی جاتی ہے سنا پھیرنے پر یہ دعا پڑھی جاتی ہے -
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ وَالْمَعَافَاتِ فِی
الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ ط

سرا قعدہ :- جب سایہ ڈھلنے لگے تو چار رکعت نماز فی الزوال پڑھیں ہر
رکعت میں سورۃ اخلاص پانچ یا گیارہ یا تین مرتبہ پڑھیں اس وقت کو
غنیمت سمجھیں یہ وقت بھی الیا ہے جیسے نصف شب -

سرا قعدہ :- اس نماز سے فارغ ہو کر دو رکعت صلوٰۃ ظہر یہ پڑھی جاتی
ہے ان دو رکعتوں میں تشرآن مجید کے آخر کی دس سورتیں پڑھی جاتی
ہیں اس نماز پر دو مرتبہ حضرت خواجہ خضر سے ملاقات نصیب ہوتی ہے
سرا قعدہ :- مغرب کی نماز کے بعد صلوٰۃ الایمان کی بیس رکعتیں منقول ہیں
ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ اخلاص، سورۃ فلق - اور
سورۃ ناس پڑھنی چاہیئے -

سرا قعدہ :- نماز حفظ الایمان - اس نماز کی تین رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت
میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات بار سورۃ اخلاص اور ایک بار سورۃ فلق پڑھیں

اور دوسری میں سات بار سورۃ اخلاص اور سورۃ فاس ایک دفعہ پڑھیں۔
فوائد الفوائد میں یہی مذکور ہے۔

سرا قعد :- نماز مغرب کے بعد قضا کے حواجج شریعتیہ لامتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھی جاتی ہے ہر رکعت میں تین بار سورۃ اخلاص ، اور ایک مرتبہ ”لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین“ پڑھی جاتی ہے نماز برائے حصول شفا کے رمضان امت محمدی اس نماز میں کبھی ہر رکعت میں سورۃ اخلاص تین مرتبہ اور ایک مرتبہ لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین پڑھی جاتی ہے۔

صلوۃ الہول :- یہ نماز اس شخص کے لئے پڑھی جاتی ہے جو امت محمدیہ میں سے فوت ہو گیا ہو۔ دو رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں آیت الکرسی ایک بار۔ سورۃ نکاح ثمانیہ بار۔ اس کے بعد دو رکعت نماز بروزخ پڑھیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ بروج اور دوسری میں سورۃ طارق اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اللہم انی استنوت علی ایمانی و دینی فا حفظہما اس نماز کا نام صلوۃ البروج بھی ہے۔

سرا قعد :- صلوۃ السعادة ۔ اس نماز کی چار رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں سورۃ اخلاص بم بار۔ دوسری میں بم بار تیسری میں ۲۰ مرتبہ چوتھی میں دس مرتبہ جو شخص اس نماز کو شب و شنبہ میں پڑھا کرے گا۔ حق تعالیٰ اسے شقاوت سے محفوظ رکھے گا۔

ساقعہ :- نمازِ روشنی چہتم - عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت افزائشِ روشنی چہتم کیلئے پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ کوثر پانچ مرتبہ نماز کو فارغ ہو کر یہ دعائیں بار پڑھیں **اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي أَجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي وَبَعْضِي**۔ مغرب کی نماز کے بعد بھی یہ نماز پڑھی جاتی ہے مگر دعا مذکور ہر مرتبہ اٹھوٹھے پردم کر کے آنکھوں پر لیں۔

ساقعہ :- افزائشِ روشنی چہتم اور دفعیہ درد کے لئے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ** پڑھ کر دم کر کے اٹھوٹھا آنکھوں سے لیں **بَصْرٌ عَنِ الْوَجْهِ وَلَمْ يَلْحَظْ الْقَبِيضُ** پڑھ کر اسی طرح کریں۔

ایضاً کہیں ص، جمع حق تین مرتبہ پڑھیں یہ دس حروف ہیں، ایک ایک حروف پڑھتے جائیں اور عقدِ انا مل کر کے ہر بار آنکھوں کے اوپر سے اناریں۔ صحت کلی حاصل ہوگی۔

ساقعہ :- صلوٰۃ العاشقین - یہ نماز خاص مہمات کے لئے پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت میں **یا اللہ** سو بار۔ دوسری میں **یا رحمن** سو بار تیسری میں **یا رحیم** چوبیس مرتبہ یا **وَدُوْدُ** سو سو مرتبہ پڑھیں۔

ساقعہ :- صلوٰۃ القرۃ - ہر رکعت میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھیں اور نماز سے فراغت کے بعد سات مرتبہ استغفار پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔
اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي عَمَلًا يَتَرَبَّعُنِي إِلَيْكَ +

ساقعہ :- نمازِ تنجید بارہ رکعت پڑھنی منوں ہے۔ اس نماز کی کم سے کم ۲ رکعتیں ہیں۔ اس نماز کے ہر شفعہ میں پہلی رکعت میں آیت الکرسی کا ورد

تک اور سورہ اخلاص تین مرتبہ اور دوسری میں آمین الرسول اور سورہ اخلاص
 نین بار۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ اخلاص بارہ مرتبہ ، اور
 دوسری میں سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں۔ اور ہر رکعت میں ایک ایک
 عدد گھٹاتے گھٹاتے بارہویں رکعت میں سورہ اخلاص صرف ایک مرتبہ
 پڑھی جاتی ہے بعض مشائخ کی رائے ہو کہ نماز ہتھ میں بارہ رکوع سورہ پڑھیں
 کے پڑھیں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع۔ یہ نماز نوافل میں سب سے
 اونچے درجہ کی ہے۔ اس نماز سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔
 ساقعہ :- نماز طوالت عمر۔ یہ نماز جب کے آخر میں بارہ رکعت تین
 سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیت
 الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص نین بار پڑھی جاتی ہے۔ نماز سے فراغت
 کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے :-

يَا اَحْلُ مِنْ كُلِّ جَلِيلٍ يَا كَرِيمُ مِنْ كُلِّ كَرِيمٍ يَا
 عَظِيمُ مِنْ كُلِّ عَظِيمٍ يَا عَزَّ مِنْ كُلِّ عَزِيزٍ يَا
 اَحَدُ خَيْرٍ مِنْ كُلِّ اَحَدٍ اَنْتَ سَائِي لَا سَائِي
 سِوَاكَ يَا غِيَاثُ الْمُسْتَغِيثِينَ وَرِجَاهُ الْمُغْتَنِي
 بِفَضْلِكَ وَمَدَدِي فِي عُمُرِي مَدَدَ اطْوَلِ بِلَافِي رِضَاكَ
 يَا لِعَافِيَةِ بِرَحْمَتِكَ يَا وَهَّابُ يَا كَرِيمُ اِنَّكَ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

رقعہ :- نماز اولیں قرنی رض :- یہ نماز جب کی ۲۳ اور ۲۴ تاریخ کو

پڑھی جاتی ہے اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چاشت کے وقت غسل کر کے چار رکعت نماز پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ پڑھیں اس کے بعد چار رکعت اور پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اذا جاء ایک مرتبہ پڑھیں اور سلام کے بعد ستر مرتبہ یہ دعا پڑھیں اِنَّكَ اَقْرَبُ مُنْعِنٍ وَاَهْدَا دَلِيلٍ الْحَقُّ اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَاَيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۵

اس کے بعد چار رکعت اور پڑھیں اور ہر رکعت میں تین تین بار سورہ اخلاص پڑھیں اور سلام کے بعد سورہ الم نشرح شتر بار پڑھیں اور ہاتھ سبب سے اوپر اٹھا کر دعا مانگیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ ان نمازوں سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے اور نماز پوری ہونے تک کسی بات چیت نہ کریں۔

سرفقہ :- نماز لیلة الغائب۔ ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شرب کو یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ اگرچہ اس جماعت کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں اس نماز کی بارہ رکعتیں ہیں ہر رکعت میں سورہ قدر سورۃ سورہ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھیں اور نماز سے فراغت کے بعد ستر مرتبہ یہ ورد شریف پڑھیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ اٰسَہٖ وَآلِہٖ سَلَامٍ میں رکھ کر ۷ مرتبہ سُبُوْحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ پڑھ کر کھڑے ہو جائیں اور ستر مرتبہ رَبِّ اغْفِرْ وَاَحْمَدْ

وَمَجَاوِرًا عَمَّا تَعْلَمُ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ اس کے بعد دوبارہ سجدہ کریں اور درود شریف ستر مرتبہ پڑھ کر سُتُوْحُ قُدُّوْهُ رَبَّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھ کر جو حاجت ہو خدائے تعالیٰ سے طلب کریں۔

س قعد :- نماز استخارہ۔ اگر کسی کام کے متعلق تردد ہو کہ یہ کام کرنا چاہیے یا نہیں، دو رکعت نماز استخارہ پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھیں اور یہ دعا پڑھ کر وہ کام خدا کے سپرد کر دیں۔ اگر وہ کام اچھا ہوگا تو حق تعالیٰ اس کام کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور اگر مضر ہوگا تو حق تعالیٰ اس سے باز رکھے گا۔ حدیث شریف میں استخارہ سنون کا یہی طریقہ ہے۔ مثلاً: دوسرے طریقے سے بھی استخارہ کرتے ہیں لیکن وہ طریقے حدیث میں مذکور نہیں۔ دعائے استخارہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنے مقصد کا نام لیں) خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ (یا اس جگہ یہ الفاظ کہیں) فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاجِلِ قَادِرُهُ لِّیْ وَیَسِّرُهُ لِّیْ ثُمَّ بَارِكْ لِّیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ (یہاں بھی اپنے مقصد کا نام لیں)

شَرُّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أُمُورِي دِيَّاسَ كَيْ بَاءَ يَه الْفَافَا
 کہیں، فی عَاجِلِ أُمُورِي وَأَجَلِهِ فَأَصْرَفْتُ عَنْي وَأَصْرَفَنِي عَنْهُ
 وَأَقْدَرُ لِي الْخَيْرُ حَدِيثٌ كَانَ مَثَلُ أَمْرِ صِدْقِي بِهِ ط

سرفقہ :- علامہ بوئی نے شیخ ابو علی نوری سے اور انہوں نے حضرت
 مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً روایت کی ہے
 کہ اگر کسی شخص کو اپنے کام کے نیک و بد انجام سے خواب میں اطلاع حاصل
 کرنی ہو اس کو چاہیے کہ عشاء کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے (یہ نماز خواب سے
 پیشتر پڑھنی چاہیے) پہلی رکعت میں سورہ شمس سات بار تیسری میں سورہ ضحیٰ
 سات بار اور چھٹی میں سورہ قدر سات بار پڑھنی چاہیے۔ نماز سے فراغت کے
 بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ اَبْرَاهِيْمَ وَمُوسٰى وَرَبَّ اِسْمٰعٰلَ وَ
 يَعْقُوْبَ وَرَبَّ جِبْرِئِيْلٍ وَرَبَّ مِيْكَائِيْلٍ وَرَبَّ
 اِسْرَافِيْلٍ وَرَبَّ عِزْرَافِيْلٍ وَاَنْتَ يَا رَبَّ مَنْزِلِ
 الصّٰحَفِ وَمَنْزِلِ التَّوْرَةِ وَاِكْلَ الْخَبْرِ وَالزَّبُوْرِ
 وَالْفُرْقَانِ اَرِنِيْ فِيْ مَنْاَحِيْ هَذِهِ الْبَيْلَةِ مِمَّنْ اَهْرَ
 مَا اَنْتَ بِهِ اَعْلَمُ

اگر پہلے روز جو اب معلوم نہ ہو تو سات روز تک جاری رکھنا چاہیے۔
 سرفقہ :- ایضاً۔ نصف شب کے بعد بیدار ہو کر اچھی طرح وضو کر کے نماز
 تحیۃ الوضو پڑھیں اس کے بعد سورہ فاتحہ گیارہ مرتبہ اور سورہ اخلاص گیارہ

مرتبہ۔ درود شریف کلمہ تجید اور یا عبد القادر جیلانی شیعاً باللہ گیارہ مرتبہ پڑھیں اسکے بعد دو رکعت نفل پڑھیں۔ اور ہر رکعت میں سورہ اخلاص، ۲۵۔ ۲۵ مرتبہ پڑھ کر اس کا ثواب حضرت غوث الثقلین کی روح پر فترج کو ہدیہ کریں۔

پھر اس کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت قضائے حاجت پڑھیں تب کبریا تحریمہ کہہ کر آنکھیں بند کر لیں اور نہایت خستہ و خستہ کے ساتھ قیام کریں۔ اور سورہ فاتحہ پڑھتے پڑھتے جب ”ایک لغت ایک شفعین“ پر پہنچیں تو اس کلمہ کو بار بار تکرار کرتے رہیں۔ پڑھتے پڑھتے گردن ایک طرف گھوم جائیگی۔ پس اگر پڑھتے پڑھتے داہنی طرف گردن گھوم جائے تو اس کام کو کریں اور اگر بائیں جانب گھومے تو اس کام کو کرنے سے باز رہیں اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھ کے سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھیں۔ دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کر کے نماز ختم کر دیں۔

ساقعہ :- (ایضاً) ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھیں اور یا علیہم السلام ۱۰۰ مرتبہ یا شہید اور شہید ۱۰۰ مرتبہ یا ہادی اھدی ۱۰۰ مرتبہ یا خبیر اخبیر ۱۰۰ مرتبہ اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر قبلہ رو منہ کر کے داہنے کروٹ سو رہیں انشاء اللہ خواب میں حال معلوم ہو جائیگا۔

سرقعہ :- رضامندی والدین کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں چاروں نقل پڑھے جاتے ہیں۔

ساقعہ :- نماز حاجت طلوع فجر پہلے دو رکعت نماز پڑھیں ہر
رکعت میں آیتہ الکرسی تین دفعہ اور سورہ کافرون اور سورہ اخلاص گیارہ گیارہ
مرتبہ پڑھ کر سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ پڑھیں۔ اس نماز کی برکت اگر قرضہ ہوگا
حق تعالیٰ ادا کر دے گا۔ رزق میں توسیع ہوگی۔ یہ نماز نہایت مشہور اور
محبوبہ ہے۔

ساقعہ :- نماز قضاے حاجات۔ چار رکعت نماز دو سلام کے ساتھ پڑھیں
پہلی رکعت میں قُلْ اللَّهُمَّ مَا لَكَ أَلَمٌ لَوْ فِی أَمَلِكُمْ مَن تَشَاءُ وَ
تَعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتَدُلُّ مَن تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْطُ أُنْثَیْ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِ یُرَہُ نُورٌ لِّجِ النَّارِ فِی النَّہَارِ وَ نُورٌ لِّجِ النَّارِ
فِی اللَّیْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ وَ تُخْرِجُ الْمِیْتِ مِنَ الْحَیِّ
وَ تَرْزُقُ مَن تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ تک پندرہ مرتبہ اور دوسری
میں سورہ کوثر پندرہ مرتبہ اور تیسری میں سورہ کافرون پندرہ مرتبہ
اور چوتھی میں سورہ اخلاص پندرہ مرتبہ اس کے بعد یہ دعا دس مرتبہ
پڑھیں۔ انشاء اللہ حاجت پوری ہو جائے گی۔ دعائے مبارک یہ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝
حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ رَبِّ إِنِّي مَسَّنِيَ
الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ أَوْفُضْ أَمْرِي
إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِصُنْئِكُمْ أَلْبَسٌ ۝ يَا مَنْ كُنَّ شُفُوعُ الْمَلَائِكَةِ

يَا مَنْ طَاعْتُهُ نَجَاةٌ لِّلْمُطِيعِينَ يَا مَنْ رَاقَدُهُ مَلَكٌ
لِّلْعَالَمِينَ يَا مَنْ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ تَنَازُعُ الْمُحْتَاجِينَ بِرَحْمَتِهِ
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

بہتر یہ ہے کہ یہ نماز نصف شب کے بعد پڑھیں۔ ظہر و عصر کے
درمیان بھی اس نماز کا پڑھنا منقول ہے۔

واقعہ :- نمازِ قضا کے حوالہ :- جمعہ کے دن جب آفتاب نکلے دو رکعت نماز
پڑھیں پہلی رکعت میں سورہ فلق، دوسری میں سورہ ناس اور سلام پھیر لے کے
بعد آیت الکرسی سات مرتبہ اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھیں۔ ہر رکعت میں
سورہ نصر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص ۲۵ مرتبہ پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر ستر
مرتبہ ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“ پڑھیں

رقعہ :- (ایضاً) چھ رکعت نماز تین سلام کے ساتھ پڑھیں اور جس قدر
قرآن مجید یاد ہو اس نماز میں پڑھیں، نماز سے فراغت پا کر سجدہ میں سر رکھ کر ستر مرتبہ
سورہ کافرون پڑھ کر تین بار یہ دعا پڑھ کر خدائے تعالیٰ سے حاجت طلب کریں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ
دَعَاكَ فَاَجَبْتَهُ ۚ وَ اَمَّنْ بِكَ فَهَدَيْتَهُ ۚ وَ رَغِبَ
اِلَیْكَ فَاَعْطَيْتَهُ ۚ وَ تَوَكَّلَ عَلَیْكَ فَكَفَيْتَهُ ۚ وَ اَقْرَبَ
فَاَدْنَبْتَهُ ۚ اَللّٰهُمَّ اَمِّدْ دَهْدًا ۙ اجْعَلْنِیْ فِیْ قُلُوْبِ
الْمُؤْمِنِیْنَ ۙ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِیْمَانًا بِكَ ۙ وَ
اَسْأَلُكَ الْفَضْلَ مِنَ الْبَرِّ ۙ وَ اَسْأَلُكَ حَسَنَ الْعَاقِبَةِ

مِنَ الْبَلَاءِ وَالْبَلِيَّةِ وَأَسْأَلُكَ حَسَنَ الْعَاقِبَةِ فِي
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ط

سر قعد :- نماز وسعت :- دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں دَعِندَا
مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ط آخر تک اور دوسری رکعت میں
وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا آخر تک اس کے بعد
یہ استغفار جبکہ پڑھیں اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَفْوَ السَّحِيحُ پڑھیں - یہ
نماز پابندی کے ساتھ پڑھتے رہیں -

رقوع :- حضرت شیخ ابوالقاسم قمیری رح سے نماز قضاے حاجت پڑھنے کا
یہ طریقہ منقول ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے چار رکعت نماز دو تہجد کے ساتھ پڑھیں
پہلی رکعت میں وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً الْآیۃ اور دوسری میں سَرِّ
اَسْرَجِ لِي صَدْرِي آخر آیت تک اور تیسری میں فَسْتَدْكُرُونَا
اَقُولُ لَكُمْ آخر آیت تک اور چوتھی میں رَبَّنَا اَنْتُمْ لَنَا نُورٌ نَا اَخِر
آیت تک دس دس مرتبہ پڑھیں اس کے بعد سجدے میں سر رکھ کر لَا اِلَهَ اِلَّا
اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ط فَاَسْتَجِبْنَا لَهُ وَنَجِّنَا
مِنَ الْعَذَابِ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ط اکتالیس مرتبہ پڑھ کر خدا سے
حاجت طلب کریں -

رقوع :- (ایضاً) بارہ رکعت چھ قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھیں -
دن یا رات میں جس وقت چاہیں پڑھ سکتے ہیں - امتحانات پڑھنے کے بعد تکبیر لکھ کر
سر سجدہ میں رکھ کر سورۃ فاتحہ سات مرتبہ، آیۃ الکرسی سات مرتبہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ دس مرتبہ پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَارِفِ الْعَزِيزِ مِنْ عَرَشِكَ وَمِنْ مَنَّتِهِ هِيَ الرَّحْمَةُ مِنْ كِتَابِكَ وَإِسْمِكَ الْأَعْظَمِ الَّذِي رَجَاءُ الْأَعْلَى وَكَلِمَاتُكَ الثَّابِتَةُ أَنْ تَقْضِيَ حَاجَتِي هَذِهِ اِسْمِ اِکے بعد سجدہ کر
سراٹھا کر سلام پھیر دیں۔

رقعہ :- امام نجم الدین نسفی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ یہ نماز افضل سے ہزار جا
حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے تعلیم کی تھی۔ اس نماز کی دو رکعتیں ہیں دن یا رات
میں جس وقت چاہیں پڑھ سکتے ہیں لیکن جمعہ کی شب کو پڑھنا افضل تر ہے۔
پہلی رکعت میں سورہ کافرون دس مرتبہ اور دوسری میں سورہ اخلاص دس مرتبہ
پڑھیں اور سلام کے بعد سجدہ میں سر رکھ کر دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ
سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
اور دس مرتبہ اللَّهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً
وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور دس مرتبہ يَا غَنِيًّا الْمُسْتَغْنَيْنِ اُغْنِنَا بِرُحْمَتِكَ
سے ایک ایک کر کے حاجت طلب کریں اس کے بعد عرض کریں ”یا اللہ میرے دین دنیا
کی ہزار حاجتیں پوری فرما دے“

رقعہ :- (ایضاً) تازہ وضو کے دو رکعت نماز پڑھیں اور قبلہ رخ بیٹھ کر ام
مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھیں اور ہر مرتبہ سورہ فاتحہ شروع کرتے وقت بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
۲-۳ مرتبہ پڑھیں اس کے بعد سجدہ میں سر رکھ کر حق تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگیں

رقعہ:۔ مفاح الحصین میں ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی حاجت درمیش ہو تو بدھ اور جمعرات اور جمعہ کو روزہ رکھ کر غسل کریں اور نماز پڑھنے جامع مسجد چلے جائیں اور جامع مسجد جانے سے پہلے ممکن ہو تو صدقہ دیں اور جمعہ کی نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّ
لَا نَوْمٌ الَّذِیْ مَلَأَتْ عَظَمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

الَّذِیْ عَنَتِ الْوُجُوْہُ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ وَرَجَلَتْ
الْقُلُوْبُ مِنْ خَشَیَّتِہٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَنْ تُعْطِیْنِیْ حَاجَتِیْ وَہِیْ کَذَا وَکَذَا
(اس جگہ اپنے مطلب کا نام لے)

یہ نماز بیہودہ قسم کے لوگوں کو تعلیم نہ کرانی چاہیے
ایسا نہ کہ وہ قطع رحمی کی دعا کر بیٹھیں۔

سر قعدہ:۔ صلوٰۃ القلوب:۔ صفائی قلب کیلئے چار رکعت ایک سلام کے ساتھ
پڑھیں ہر رکعت میں سورہ اخلاص ایک ایک بار پڑھیں۔ یہ قرأت اسان قلب ہوگی
اسان دہن سے نہیں۔

رقعہ:۔ نماز قضا کے قرات:۔ چار رکعت ایک سلام کیساتھ پڑھیں اور ہر رکعت
میں آیت الکرسی سات مرتبہ اور سورہ کوثر سیدہ مرتبہ پڑھ کر درود شریف کے بعد
یہ دعا پڑھیں:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا سَابِقُ الْفَوْتِ یَا سَامِعَ الصَّوْتِ
یَا مُجِی الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَصَلِّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاجْعَلْ لِّیْ

فَرَجًا وَنَخْرَجًا مِمَّا أَنَا فِيهِ فَأَتَتْكَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ تَقْدِرُ
وَلَا أَقْدِرُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ يَا دَاهِبِ الْعَطَايَا يَا غَافِرَ الْخَطَايَا
يَا سُبُّوحَ يَاقْدُوسَ يَا رَبَّ الْمَلَكُوتِ وَالرُّوحِ رَبِّ اغْفِرْ وَأَرْحَمْ
وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَأَتَتْكَ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ يَا سِتَّارَ الْعِزِّ
يَا غَفَّارَ الذُّنُوبِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَالِهِ أَجْمَعِينَ ط

رفعہ :- صلوٰۃ التسبیح :- پیشہ نماز ہے تکبیر تحریمہ کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیح
پڑھیں اس کے بعد قرأت شروع کریں اور سورت ختم کر کے دس بار تسبیح پڑھیں، اور
اسی طرح رکوع، قومہ، سجدہ اولی، جلسہ، سجدہ ثانیہ اور دوسرے سجدہ کے
آخر میں ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ مَلَأَ الْمِيزَانَ وَكُنْتَهُ الْعِلْمُ وَبَلَغَ الرِّضَا
وَرَبِّهِ الْعَرْشِ کہیں۔ دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں ۷۰-۷۰ مرتبہ
چاروں رکعت میں تسبیح کی تعداد تین سو پوری ہو جائے گی۔ اس نماز کیلئے کوئی
خاص وقت مقرر نہیں اگر مہینہ پڑھنا چاہیں تو نماز اشراق کا وقت مناسب ہے
اور اگر ایک ہفتہ کے بعد پڑھیں تو جمعہ کا دن بہتر ہے اور اگر مہینہ میں پڑھیں تو
نوحی جمعرات اس کے لئے افضل ہے اور اگر سال بھر میں پڑھیں تو یوم عاشور
بہتر ہے۔ تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَلَامُ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ
رفعہ :- صلوٰۃ الصلوة :- اس نماز کو پڑھنے کا طریق بھی وہی ہے۔ جو
صلوٰۃ التسبیح کا ہے مگر اس نماز میں بجائے تسبیح کے درود شریف پڑھا جاتا ہے
رفعہ :- ایک رکعت نماز عشق :- اس نماز کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت اور

تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا شروع کریں اور جب "ایہنا الصراط المستقیم" پڑھیں
 اس کلمہ کا اس قدر تکرار کریں کہ بخودی طاری ہو جائے۔ جب ہوش آئے تو صراطِ الٰہی
 انعمت علیہم سے پڑھنا شروع کر دیں اور سورہ فاتحہ تمام کر کے سورہ قدر پڑھیں
 اور لفظ "انا انزلناہ" کا تین مرتبہ تکرار کریں اس کے بعد سجدہ کر کے التحیات تشہد
 پڑھ کر نماز ختم کر دیں (فقہائے احناف کے دستور کے مطابق اس طرح نماز
 پڑھنا صحیح نہیں، لیکن فقرائے اس طرح نماز پڑھنا ثابت ہے)

رُقعاتِ دعوات

دعوتِ ہفت روزہ :- یہ دعوت نہایت کثیر البرکت ہے۔ غوث الثقلین
 حضرت خواجہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ سید محمد محمود
 کو ان کے مشائخ سے حاصل ہوئی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ
 اِلَّا ھُوَ الْبَسِیْلُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْلَطِیْفُ الْحَلِیْمُ
 الرَّؤُوفُ الْغَفُوْرُ الْمُؤْمِنُ النَّصِیْرُ الْمَجِیْبُ الْمَعِیْتُ الْقَرِیْبُ
 السَّرِیْعُ الْکَرِیْمُ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ رَبِّ ذُو الطُّوْلِ اَکْسَنِ
 مِنْ جَمَالِ بَدِیْعِ الْاَنْوَارِ الْجَمَالِیَّةِ مَا یَدْهَشُ اَبَابُ الدِّدَاتِ الْوَنِیَّةِ
 فَتَوَحَّجَ اِلٰی خَلْقِ الْمَلٰٓئِکَاتِ تَوَحَّجَ الْمُحَبِّ الرَّبِّیَّةِ الْحَادِیَةِ اِلٰی شَفَعِ

مُطْلِقُ الْجَمَالِ الَّذِي لَا يُضَارَّةُ قَبْمٌ وَلَا يَقْطَعُ عَنْهُ أَيْلَامٌ وَأَحْلَى
 مَرْحُومًا مِنْ كُلِّ رَاحِمٍ بِحُكْمِ الْعَطْفِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَشُوبُهُ انْتِفَاءٌ
 وَلَا تَبَعُضٌ الْغَضَبِ وَلَا يَقْطَعُ مَادَّةَ سَبَبٍ وَقَوْلُ ذَلِكَ بِحُكْمِ
 اِبْدِيَّةٍ وَالْغَيْرِ النَّهَالَةِ تَقْطَعُهَا غَايَةُ يَا رَحِيمُ رَبَّنَا مَعُونَا غَوَاةً
 يَا خَفِيًّا لَا يَظْهَرُ يَا ظَاهِرًا لَا يَخْفَى تَطْفَتْ أَسْرَارُ وَجُودِكَ الْأَعْلَى
 فَتَرَى فِي كُلِّ مَوْجُودٍ وَعَلَّتْ أَنْوَارُ طَهْوُرِكَ الْأَقْدَسِ فَبَدَتْ
 فِي كُلِّ مَشْهُودٍ قَانَتْ الْحَلِيمُ الْمَنَّانُ بِالرَّائَةِ وَالْعَبْوِ السَّرِيعِ
 بِالْمَخْضَةِ مَوْمِنِ الْخَائِفِينَ لِضَيْرِ مُسْتَعِثَتَيْنِ الْقُرْبِ بِمَحْوِ
 الْجَهَانِ الْقُرْبِ وَالسُّعْدِ عَنْ عُيُوبِ الْعَارِفِينَ يَا كَرِيمُ يَا كَرِيمَ
 يَا ذِي الطُّولِ يَا الْأَكْرَامِ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ الرَّحِيمِ ط وَ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

وَشَبَّهَ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ
 إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الرَّحِيمُ الْفَعَالُ اللَّطِيفُ الْوَلِيُّ
 الْحَمِيدُ الصَّبُورُ الرَّشِيدُ الرَّحْمَنُ رَبِّ دُفْتَنِي مِنْ بَرِّ حِلْمِكَ
 عَلَى مَا كُنْتُ بِهِ فِي عَوَالِي فَلَا أَشْهَدُ فِي الْكُلِّ إِلَّا مَا تَقْضَى
 سَكُونِي وَرِضَاكَ فَإِنَّكَ الْحَقُّ وَأَمْرُكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ الْحَلِيمُ
 الرَّحِيمُ رَبِّ أَشْهَدُ بِي مُطْلَقًا فَأَعْلَمَنَّكَ فِي كُلِّ مَفْعُولٍ حَقِّي لَا
 أَرَى نَاعِلًا غَيْرَكَ لَا كَوْنٌ مُطْمَئِنَّا تَحْتَ جِرَائِكَ أَقْدَارِكَ
 مُتَقَاتِلًا أَرَى كُلَّ حُكْمٍ وَجُودِي وَعَيْنِي وَعَيْنِي وَبَرِّحِي يَا نَافِخًا

رُوحَ أَمْرِهِ فِي كُلِّ عَيْنٍ أَجْعَلْنِي مُنْفَعًا فِي كُلِّ حَالٍ بِسْمِ
 يَحْيَىٰ لِي عَنْ ظُلُمَاتِ كَلْبِي نَيَّاقِي وَأَنْعَلْ فِعْلِي فَعَلِ الْفَاعِلِينَ فِي
 أَحَدِيَّةٍ فَعَلْتَ وَتَوَلَّى بِحَمِيلٍ حَمِيدٍ اخْتِيَارَكَ فِي جَمْعِ تَوَجُّهَاتِي
 وَأَقْنِ مَتْنِي أَرَادَلِ وَأَصْبِرْ لِي وَسَدِّدْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَصْحَبْنِي
 يَا لَطِيفَ وَالْعَنَانِيَّةِ بِمَحَبَّةٍ خَاصَّةٍ مِنْكَ وَخُصَّصْنِي بِقُرْبِكَ الَّذِي
 لَا وَحْشَتَهُ مَعَهُ يَا رَحْمَنُ يَا سَلَامُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ مَا أَحْلَمَكَ عَلَى
 عَصَاكَ وَمَا أَقْرَبَكَ مِنْتَن دَعَاكَ وَمَا أَعْطَفَكَ
 عَلَى مَنْ سَأَلَكَ وَمَا أَسْرَأَكَ مِنْ أَمْلَكَ مَنْ ذَا الَّذِي سَأَلَكَ
 فَخَرَّ مِنْهُ أَوْ لَجَأَ إِلَيْكَ فَاسْتَمْتَنَهُ أَوْ تَقَرَّبَ مِنْكَ فَابْعَدْتَهُ أَوْ
 هَرَبَ إِلَيْكَ فَطَرَدْتَهُ لَكَ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ اللَّهُمَّ أَنْتَ
 تَعْلَمُ بِنَا وَتَوَحِّدُكَ فِي قُلُوبِنَا وَمَا أَحْسَنَكَ تَفْعُلُ وَلَبَّيْكَ
 أَجْمَعْنَا مَعَ قَوْمٍ طَالَ مَا بَعْصَاهُمْ لَكَ فَيَا أَمْلَكُنْ مِنْ أَسْمَاءِكَ
 وَتَاوَرَعْتَهُ الْحُجُبُ مِنْ بَهَائِكَ أَنْ تَغْفِرَ لِهَذِهِ النَّفْسِ الْبُلُوعِ
 وَلِهَذَا الْقَلْبِ الْخُزُوعِ الَّذِي لَا يَصْبِرُ الْخُزُوعُ الشَّمْسُ تَلْقَيْكَ
 يَصْبِرُ لِحَرِّ نَارِكَ يَا حَلِيمُ يَا عَظِيمُ يَا كَرِيمُ يَا رَحِيمُ اللَّهُمَّ
 إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الدَّلَالِ إِلَّا لَكَ وَمِنَ الْخَوْفِ إِلَّا مِنَ الْفَقْرِ
 إِلَّا إِلَيْكَ اللَّهُمَّ كَمَا صُنْتَ وَجُوهَنَا إِنْ تَسْجُدُ بِغَيْرِكَ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

چہار شنبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ عَمَّ قَدْ مَكَتَ
 حَدَّثَنِي فَلَا أَنَا وَأَشْرَقَ سُلْطَانُ نُورٍ وَجْهَكَ تَأْذَاءً
 هَيْطَلُ بَشَرَتِي وَلَا سِوَالَهُ فَمَا دَوَامَ مَتْنِي فَبِدَا مَكَتَ وَمَا فَنِي
 عَنِّي شَيْئًا وَأَنْتَ الذِّاتُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْأَلُكَ بِالْأَرْبَعِ
 إِذَا تَقَدَّمْتُ وَيَا لَهَا إِذَا تَأَخَّرْتُ وَيَا لَهَا مَتْنِي إِذَا انْقَلَبْتُ
 لَا مَا أَنْ تَفْتِنَنِي بِكَ عَنِّي حَتَّى تَمْلُحَ الصِّفَةَ يَا صِفَةَ وَتَقْعُ
 الرِّابِطَةَ يَا ذَاكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ
 وَالْإِكْرَامِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ
 أَجَدَعَيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَا رَحِمَ الرَّاحِمِينَ هـ

پنج شنبہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
 الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ هـ اللَّهُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ
 الْقَيُّوْمُ وَعَنَتِ أَلْجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ يَا
 اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ بِمَا سَأَلَكَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَا دُودُ يَا دُودُ يَا دُودُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا مُعَبِّدَ
 يَا مُعَبِّدَ يَا فَعَالَ لِمَا يَرِيدُ أَسْأَلُكَ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي مَلَأَ
 أَرْكَانَ عَرْشِكَ وَبَقْدَرَتِكَ الَّتِي قَدَرْتَ بِهَا عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ
 وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسَعَتْ كُلَّ شَيْءٍ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا مُغِيثُ
 اغْنِنِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا لَطِيفُ قَبْلَ كُلِّ لُطْفٍ وَيَا لَطِيفُ
 بَعْدَ كُلِّ لُطْفٍ يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ الْطَفِّ بِخَلْقِ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضِ أَسْأَلُكَ يَا رَبِّ كَمَا لَطَفْتَ بِي فِي ظِلْمَتِ الْأَحْسَاءِ
 أَنْظِفْ بِي فِي تَضَائِكَ وَتُدْرِكَ وَفَرِّجْ عَنِّي الصِّيقَ وَلَا
 تَحْمِلْنِي مَا لَا أُطِيقُ بِحُرْمَتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَأَلِيَّ بَكْرَةَ الصِّدِّيقِ يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ بِي يُخَفِّ
 حَقِّي تُطْفِئُ الْحَقِيَّ الْحَقِيَّ الْحَقِيَّ أَنْتَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ
 اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ
 وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ
 بِعَظِيمِ قَدِيرِ كَرِيمٍ مَكُونٍ مُجْرَمُونَ أَسْأَلُكَ
 يَا نَوَاحِ أَجْناسٍ رُقُومٍ لِقَوتِ أَنْوَارِكَ وَبِعَزِيزِ أَعْرَازِ
 عِزَّتِكَ وَبِحَوْلِ طُولِ حَوْلِ شَدِيدِ قُوَّتِكَ وَبِقَدْرِ مِقْدَارِ
 اقْتِدَارِ قُدْرَتِكَ وَبِتَابِئِدِ تَحْمِيدِ تَعْظِيمِكَ وَلِسْمُوهُو
 عَلَوِّ رَفْعَتِكَ وَبِقِيَوْمِ دَيْمُومِ دَوَامِ مَدَّتِكَ وَبِرِضْوَانِ عَمَلِكَ
 أَمَانِ مَغْفِرَتِكَ وَبِرَفِيعِ مَنْبَجِ سُلْطَانِكَ وَسَطْوَتِكَ وَ
 بِرَهْبُوتِ عَظُمُوتِ جَبْرُوتِ جَلَالِكَ وَالصَّلَاةِ سَعَادَةِ سَعَةِ
 بِسَاطِرِ رَحْمَتِكَ وَبِلَوَاحِجِ بَوَارِقِ صَوَاعِقِ عَجِيجِ هَيْجِ رَهِيحِ
 وَهَيْجِ بَهِيحِ نُورِ ذَاتِكَ وَبِبَهْرِ قَهْرِ جَهْرِ مَيْمُونِ ارْتِبَاطِ
 وَحْدَانِيَّتِكَ أَبْهَرِ بَرْهَابِ تَبَارُكِ أَمْوَاجِ بَحْرِكَ الْمُحِيطِ
 وَبِاتِّسَاعِ انْفِسَاجِ مَبَادِينِ بَرَارِجِ كُرْسِيِّكَ وَبِبَهْلِكَلَاتِ عُلُوتِكَ

رُوحَانِیَّاتِ اَفْلَکِ عُرْفِکَ وَ بِاَلَامَلَالِ الرَّوْحَانِیِّیْنَ الْمَدِیْرِیْنَ
 لِّلْکَوَاکِبِ الْمَدِیْرَاتِ یَا فَلَکَکَ وَ یَحْنِیْنِ اِنِّیْ تَسْکِیْنِ
 قُلُوْبِ السَّرِیْدِیْنِ یَقْرَبُکَ وَ یَخْضَعَاتِ اَحْرُنَاتِ زُفْرَاتِ
 اَلْخَافِیْنِ مِنْ سَطَوَاتِکَ وَ بِاَمَالِ نَوَالِ الْمُجْتَهِدِیْنَ
 فِی مَرْضِیَّاتِکَ وَ یَتَخَضِّیْعُ تَقْطِیْعِ سَرَائِرِ الصَّابِرِیْنَ
 عَلٰی بُلُوْغِکَ وَ یَتَعَبَّدُ تَمَجِّدِ تَجَلُّدِ الْعَابِدِیْنَ عَلٰی طَاعَتِکَ
 یَا اَوَّلِ یَا اٰخِرِ یَا ظَهِرِ یَا بَاطِنِ یَا قَدِیْمِ یَا مُقِیْمِ اَطْمَسُ
 بِطِلْسَمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ شَرِّ سُوْدِ اِءِ الْقُلُوْبِ اَعْدَاُنَا
 وَ اَعْدَاُکَ وَ رَقِیْ اَعْنَاقِ رُوْسِ الظُّلُمَاتِ یَسُوْرُ فَا لَشَّاةُ
 قَهْرِکَ وَ اَحْجَبْنَا بِمُحْجَتِکَ اَلْکَشْفِیَّةِ بِمَوْکَکَ وَ قُدْرَتِکَ
 وَ سَطَوَاتِکَ عَنِ الْخَطَا بِ لَمَحَاتِ لَمَعَاتِ اَنْصَارِهِمُ الضَّعِیْفَةِ
 بَعْرَتِکَ یَا اللّٰهُ یَا اللّٰهُ یَا اللّٰهُ وَ صَبَّ عَلَیْنَا مِنْ اَنْبَاتِ مِیَابِیْ
 التَّوْفِیْقِ فِی رَوْضَاتِ السَّعَادَاتِ اِنَّا عَ لَیْکَ وَ اَطْرَافِ
 نَهَارِکَ وَ اَعْمِصْنَا فِی اَعْرَاضِ سَوَاقِ مَسَاقِیْ بَرُوْیْنِیْ
 وَ بَرَحْمَتِکَ وَ قَبْلِکَ نَا بِاَلْقِیُوْدِ وَ السَّلَامَةِ عَنِ الْوُقُوْعِ فِی
 مَعْصِیَّتِکَ یَا اَوَّلِ یَا اٰخِرِ یَا ظَهِرِ یَا بَاطِنِ یَا قَدِیْمِ یَا قَدِیْمِ
 یَا مُقِیْمِ یَا مَوْلَا یَا قَادِرِ یَا مَوْلَا یَا عَافِرِ یَا لَطِیْفِ یَا خَلِیْقِ
 اللّٰهُمَّ وَ هَلَّتِ الْعُقُوْلُ وَ الْحَضَرَةُ اِلَا فُهَامُ اَلَا بُصَاسَا
 وَ حَارَتِ اَلَا وَ هَامَ وَ صَاقَتِ اِلَا فُهَامَ وَ لَعَدَتْ اَلْخَوَاطِرُ

وَقَصَرَتِ الظُّلُومُ عَنْ إِدْرَاكِ كُنْهِ كَيْفِيَّةِ ذَاتِكَ وَمَا ظَهَرَ مِنْ
 الْوَادِي عَجَائِبِ أَنْوَاعِ أَصْنَافٍ قَدْ رَتَبْتَ أَوَانَ الْبُورُغِ الْخَالِي
 تَلَا لَمْعَاتِ بَرُوقِ شُرُوقِ أَسْمَائِكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا
 اللَّهُ يَا أَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيمُ يَا قَدِيمُ يَا قَدِيمُ
 يَا نُورُ يَا هَادِي يَا بَدِيعُ يَا بَاقِي يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ أَعِزَّنَا
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَنَا اللَّهُمَّ حَرِّكْ
 الْحَرَكَاتِ وَمُبْدِئِ النِّهَايَاتِ الْغَايَاتِ وَخَرِّجْ مَنَابِجَ
 قَضِيَّاتِي قَصْبَاءَ النَّبَاتِ وَمُسْفِقَ جَلَامِيدِ الظُّخُورِ الرَّاسِيَّاتِ
 وَالْمُنْبِيعِ مِنْهَا مَاءِ الْمُعِينِ لِلْمَخْلُوقَاتِ وَالْمُجِي بِهِ سَائِدِ
 الْحَيَوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ وَالْبَهَائِمِ بِمُخْتَلَجٍ فِي صُدُورِهِمْ
 مِنْ أَسْرَارِهِمْ وَأَنْكَارِ رُضْزُطِيقِ أَسَارَاتِ حُضُنَاتِ لُغَاتِ
 السَّمَلِ الشَّارِحَاتِ يَا مَنْ سَبَّحْتَ وَقُدُّسْتَ وَعَظُمْتَ وَ
 كَبُرْتَ وَفَجَدْتَ بِجَلَالِ جَمَالِ كَمَالِ إِقْدَامِ اقْوَامِ عِظَامِ
 عِمْرَةٍ وَجَبَرُوتِ وَمَلِكِيَّةِ السُّبُحِ سَمَوَاتِكَ إِجْعَلْنَا فِي هَذَا
 الشَّهْرِ وَفِي هَذِهِ الْجُمُعَةِ وَفِي هَذَا الْيَوْمِ وَهَذِهِ السَّاعَةِ
 وَفِي هَذَا الْوَقْتِ الْمُبَارَكِ مِمَّنْ دَعَاكَ فَأَجَبْتَهُ وَسَأَلْتَهُ
 فَأَعْطَيْتَهُ وَتَضَرَّعَ إِلَيْكَ وَرَحِمْتَهُ وَإِلَى دَارِكَ دَارِ السَّلَامِ
 أَدْنَبْتَهُ بِفَضْلِكَ يَا جَوَادِيَّاهَا وَيَا جَوَادِجِدَ عَلَيْنَا وَعَامِلِنَا

بِمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَلَا تَعَامِلْنَا بِمَا لَا نَحْنُ أَهْلُهُ إِنَّكَ أَنْتَ أَهْلُ
 التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ يَا رَحِمَ الرَّاحِمِينَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ
 يَا اللَّهُ يَا أَوَّلَ يَا خِرَ يَا ظَاهِرَ يَا بَاطِنَ يَا قَدِيمَ يَا قَدِيمَ يَا مُقِيمَ
 يَا نُورَ يَا هَادِيَ يَا بَدِيعَ يَا بَاقِيَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَا
 إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَرْحَمُكَ يَا رَحِمَ الرَّاحِمِينَ أَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ
 أَنْ تُصَلِّيَ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَأَنْ تَقْضِيَ
 حَوَائِجَنَا يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

شنبہ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ يَا مَنْ
 تَعَامَلَهُ لَا تُخْضَعُ وَأَمْرُهُ لَا يُعْضَعُ وَنُورُهُ لَا
 يُطْفِئُ وَلُطْفُهُ لَا يُخْفَىٰ يَا مَنْ فَلَكَ الْبَحْرُ لِمَوْسَىٰ وَآخِي
 الْمَلِيَّةِ لِعِيسَىٰ وَجَعَلَ النَّارَ مَبْرَدًا سَيِّدِنَا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
 صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْ لِي أَمْرِي
 فَرَجًا وَخَرَجًا اللَّهُمَّ تَبَدَّلْ بَابُنَا بِرَبِّهَا عَجِبْ عَمَّ شَيْءٍ
 مِنْ أَعْدَائِي إِحْتَجَبَتْ السَّطُورَةُ الْحَبْرُوتُ مَسَّنَ تَلْكَدِي
 تَحَصَّنَتْ بِحَوْلٍ طَوَّلَ جَوْلٍ شَدِيدٌ قُوَّتِكَ مِنْ كُلِّ سُلْطَانٍ
 تَحَصَّنَتْ بِدِيْنِهِ قِيَوْمٍ قِيَوْمٍ دَوَامِ أَبَدِيَّتِكَ كُلِّ شَيْءٍ لَنْ يَنْفَعَهُ
 وَبِمَكْنُونِ السِّرِّ مِنْ سِرِّ سُلْطَانِكَ مِنْ كُلِّ هَامِيَةٍ تَحَصَّنَتْ
 وَتَحَصَّنَتْ يَا حَامِلَ الْعَرْشِ عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ يَا حَامِلَ الرَّحْمَةِ
 لِمَا شَدِيدِ الْبَطْشِ عَلَيْكَ قَوْلُكَ وَإِلَيْكَ أَنْتَ أَحْسِبْ

عَنِّي مَنْ ظَلَمَنِي وَاغْلِبْ مَنْ غَلَبَنِي كَتَبَ اللَّهُ لَكَ عِدَّتِي أَنَا
وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَعَزُّ مِنْ خَلْقِهِ
جَمِيعًا اللَّهُ أَعَزُّ مَنْ خَافَ وَاحِدَهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ الَّذِي لَا
إِلَهَ إِلَّا هُوَ مُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ
إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ قُلَانٍ وَجُنُودِهِ وَاتِّبَاعِهِ وَ
أَسْبَاعِهِ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ اللَّهُمَّ كُنْ لِي جَارًا مِنْ
شَرِّهِمْ حَلَّ تَنَائُلِكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ
وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اسمائے ہفت روزہ

یہ دعوت بھی حضرت غوث الثقلینؒ کی طرف منسوب ہے

اسم اول :- لا الہ الا انت تعداد ایک لاکھ بار توجہ جہرہ ۱۰۰ مرتبہ کہے
بعد پڑھی جائے گی یہ ہے الہی اظہر علی ظاہری سلطان لا الہ الا
اللہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ وحق باطنی حقائق لا الہ الا
اللہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ و مستغرق فیہ ظاہری یا
احاطہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ و احفظنی
اللہم بک لک فی مراتب وجودک و شہودک حتی لا اشدھ
غیر انعامک وصفاتک بوجہی الحق الذی لا الہ الا انت لا
الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ

اسم ثانی :- اللہ اللہ اللہ تعالیٰ لاکھ بار یا اللہ یا اللہ
یا اللہ دینی بت علیک وارض قنی البنات عند وجودک
ما اكون متماد یا بین بدیت یا اللہ یا اللہ یا اللہ الہی نعمتک
بعصمتک وجلالت وارض قنی حسیات یا اللہ یا اللہ یا اللہ
الہی اجعل قلب عبدک الضعیف مظہر لذاتک و
متعالیاتک یا اللہ یا اللہ یا اللہ :-

اسم ثالث :- حی حی ایک لاکھ بار یا حی یا حی یا حی جیہ
طیبة واسقنی من شراب محبتک اعزبه واطیبه
یا حی یا حی الہی حقق حیاتک یا حی یا حی الہی
احیی روحی حیاة ابدیة و منع سرى بسرك فی الحضرة
الشہودیة واملأ قلبی بالمعارف الربانیة واطلق لسانی
بالعلوم الدینیة :-

اسم رابع :- واحد واحد واحد ایک لاکھ بار یا واحد
یا واحد اجعلنی موحد ابنور وحد انیتک موید ایشہود
قرو انیتک یا واحد یا واحد یا واحد الہی انت الموحد فی
ذاتک بابویتک یا واحد یا واحد یا واحد

اسم خامس :- عزیز عزیز عزیز ایک لاکھ بار یا عزیز یا عزیز
یا عزیز اجعلنی بعزتک من العزیز بین بدیت یا عزیز یا عزیز
یا عزیز استعملنی باعمال العزیز لدیک یا عزیز یا عزیز یا عزیز

اجعلنی من عبادک العزیز یا عزیز یا عزیز یا عزیز :
 اسم سادس :- وھاب وھاب وھاب ایک لاکھ بار یا
 وھاب یا وھاب یا وھاب وھب لی من جبرئیل ہیاتک
 یمبلغنی الی مرضیاتک یا وھاب یا وھاب یا وھاب وھب لی
 من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب یا وھاب یا وھاب یا
 وھاب الہی یا وھب الا سرار وھب لی من اسرارک فیضا
 یتجعلنی بہ دائما بہ مستحفظا لخواہبک یا وھاب یا وھاب
 یا وھاب اللہم حققتی بمواہب حقیقتک یا وھاب
 یا وھاب یا وھاب الہی کوئی شاہد اعلیٰ بالا فتقار الخ غنا بک
 المطلق الکامل بالذات فامن علی عبدک الضعیف لغنی
 اکون غنیا مغنیا من شئت غناء بوصف الفقربین یدیک
 انت الغنی الوھاب یا وھاب یا وھاب یا وھاب -

اسم سابع :- دود دود دود ایک لاکھ بار یا دود یا دود
 یا دود اجعلنی قلبی ودالت یا دود یا دود یا دود الہی
 اعطنی ود فی قلوب عبادک المومنین یا دود یا دود یا دود
 الہی اعطنی ود فی قلوب عبادک المومنین یا دود یا دود یا
 دود الہی اکفنی شر من کفایتہ بیدیک یا دود
 یا دود یا دود

رقعہ :- چہل اسمائے عظام :- ان اسماء میں سے ہر اسم کی کسی نہ کسی بنی نہ دعوت دی ہے ان اسماء کے فوائد و برکات مشہور ہیں ، فقیر کو یہ اسماء حضرت شیخ پھول قدس سرہ (الکاشغری) محمد غوث کا مصنف جو اہرمنہ سے حاصل ہوئے ہیں۔

الف قرب الہی حاصل کرنے کیلئے پانچوں وقت ستر بار پڑھنا چاہیئے۔

ب حاجات و مرادات برائے کیلئے روزانہ ۳۴ مرتبہ ایک چلتہ تک پڑھیں اگر ایک چلتہ میں کام نہ ہو تو یہ عمل تین چلوں تک جاری رکھیں یہ عمل انوار کے دن طلوع آفتاب کے وقت شروع کرنا چاہیئے۔

ج اگر بادشاہ یا کوئی امیر ناراض ہو تو یہ اسماء ستر بار پڑھکر اس کے منہ پر دم کر دیں اس کا دل مہربان ہو جائیگا۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ ان اسماء کو ستر مرتبہ انگلیوں پر پڑھکر بادشاہ یا امیر کے سامنے انگلیاں کھولیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

(۱) لا الہ الا انت یا رب کل شی و داورتہ و سائر ذلک و راجعہ
(۲) یا اللہ اللہ الوفیع جلالہ دین پر زبر اور لام پر پیش یا عین پر پیش اور لام پر زبر پڑھا جاتا ہے۔ دوسرے طریقے پڑھنے سے حق تعالیٰ معذرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اگر عین پر زبر اور لام کو کمزور پڑھیں تو اس طرح پڑھنے سے دشمن ہلاک ہو جاتا ہے۔ دشمن کی پشت پر یہ اسماء پڑھکر دم کریں۔

۳۔ یا اللہ اللہ محمود فی کل فعالہ۔ ناپر زبر پڑھنے سے ظاہری و باطنی دشمن نسبت نابود ہو جائیں گے اور طلب باران ترقی درجات اور عزیمت اعدا کی جائے گی

فَاكْزِبْكَ سَاعَتَهُ بِرُءُوسِنَا جَابِيَةً -

(۴) یا رحمن کل شیءٍ در احمد یا رحمن حکم نباتات و حیوان کے لئے
توّن کے زبر اور کل کے لام کے زیر کے ساتھ پڑھیں اور چیزوں کی مابیت کے
اور حقیقت کے معلوم کرنے کے لئے اور خدا متین نامی کی محبت میں اضافہ کے لئے
توّن پر پیش پڑھنا چاہیے۔

(۵) یا حییٰ حنین لا حییٰ فی دیمومنتہ و ملکک و لقائہ یا حییٰ اگر حین
کے توّن پر کسرہ اور تموین پڑھی جائے تو پڑھنے والے کی عمر دراز ہوگی۔ وہ اور
تمام ارواح اس کے پاس حاضر ہوں گی اور کشف باطنی حاصل ہوگا۔ اور اگر
توّن پر زبر پڑھا جائے تو بعض مریض پر نظر شفقت ڈالے گا صحت یاب ہوگا
اور اس شخص کا تعویذ بھی مؤثر ہوگا۔

(۶) یا قیوم فلا یفوت شیءٌ من علمہ ولا یؤدج یفوت

(۷) یا واحد الباقی اول کل شیءٍ و آخرہ پہلے لام پر زبر اور
دوسرے لام کے نیچے زیر ہے مکاشفات علوم کیلئے پڑھا جاتا ہے اور انقیاد
خلائن کیلئے آخر پر زبر پڑھیں

(۸) یا دائمہ بلا فناء و زوال ملکہ و بقائہ قہ پر زبر اور زیر دونوں
پڑھے جاسکتے ہیں۔

(۹) یا حمد من غیر شبہ فلا شیءٌ کمثلہ پرندوں کی زبان جاننے
کیلئے کمثلہ کے لام پر زیر اور ہا کو ساکن پڑھیں اور تصرفات کے لئے
صرف لام کو مکسور پڑھیں۔

(۱۰) یا یار فلاشی کفویداہ و لا امکان لوصفہ - اگر ہمارے
 آپر سکون پڑیں جس جگہ یہ دعوت پڑھی جائے گی خراب اور دیران ہو جائے گا
 (۱۱) یا کبیر انت اللہ الذی لا تھندی العقل لوصف
 عظمتہ -

(۱۲) یا بارئ النفوس بلا مثال فلا من غیرہ باری کے ہمنہ پر
 فتح پڑھنے سے تمام عالم مطیع اور منقاد ہو جاتا ہے - اور اگر مریض پر دم
 کر دیں شفا یاب ہو جاسے

(۱۳) یا زاکی الطاہر من کل افة بقدر سہ یا زاکی الطاہر
 ظاہر کی آپر ہمیش پڑھنے سے سات قلندروں سے ملاقات ہوگی، اور
 اگر زاکی کی آپر فتح پڑھیں تو عالم ارجح کا مشاہدہ حاصل ہوگا۔

(۱۴) یا کافی الموسع لما خلق من عطا یا فضلہ اگر موسع سین
 کے زبر کے ساتھ پڑھیں غنی ہو جائیگا اور کسرہ کے ساتھ پڑھنے سے درندہ
 اور گزندہ کے شر سے محفوظ رہے گا۔

(۱۵) یا نقتیا من کل جور لم یرضہ ولم یخالطہ فعالہ اگر نقتیا
 مشدد اور فعالہ بفتح قاف و نغم لام پڑھیں تو ارباب تصرف میں سے ہو جائیگا
 جس کی کو اجازت دے گا وہ بھی صاحب تاثیر ہو جائیگا۔

(۱۶) یا حنان انت الذی وسعت کل شیء ورحمتہ وعلما حنان
 کے نون پر ہمیش اور وسعت کی تاکو ساکن اس طور پر پڑھیں شیء ورحمتہ
 تو تمام مشکل بادی دلتشی مسخر ہو جائیں گے۔

(۱۷) یا مَنان ذَا حِسان قَدْ عَمِرَ كُلُّ الْخَلْقِ مِنْهُ مَنَهُ كَسِمْ بِرَأْسِهِشِ پڑھیں تو اس کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوگی جس کی نظر سے بڑھنے والا عامل اور عارف بن جائے گا اور اگر لوگوں کے زبر کے ساتھ پڑھیں تو اس کو کوئی شخص علمِ کیمیا سکھلا جائیگا۔ اگر سچ پر نظر ڈالیں، نہ خالص بن جائیگا۔

(۱۸) یا دِیانِ الحِبادِ کل یَقِومُ خاضِعاً لِرُهْبَنِهِ وَرَغْبَتِهِ۔

کل کے لام پر پیش اور نمونہ دونوں طرح پڑھی جاسکتی ہیں۔

(۲۲) ذَا کَیْفَہِ اِکْرَ بَغِیرِ ذَالِ مَعْجَمَہِ کے پڑھیں دل سُور ہو جائیگا اور اٹھاؤ ہزار عالم کا عکس نظر آنے لگے گا اور اگر دال کے ساتھ پڑھیں تو سحر اور جادو کا رگڑ ہوگا، اور پڑھ کر دم کرنے سے سحر باطل ہو جائے گا۔

(۲۸) اِکْرَ یا قَہْرَ پڑھیں تو جس کو چاہیں زیرِ زبر کر سکتے ہیں اور اگر یا قَہْرَ پڑھیں تو اس سے تمام دینی و دنیاوی کام درست ہو جاتے ہیں، جس پر نظر ڈالے گا وہ اسی کا ہو جائے گا۔

(۲۹) اِکْرَ مَتَعَالٰی کی یا پر پیش اور ہا پر سکون اور کل کے لام پر زبر پڑھیں تو فرشتے آدمی کی صورت میں اس کو اٹھا کر آسمان پر لے جائینگے۔ لیکن یہ شرط ہے کہ خلوت میں کسی شخص کو نہ آنے دے۔

(۳۰) اِکْرَ مَدَلِ کے لام پر پیش اور کل کے لام پر فتح اور عن بن کے زکو کو سکون پڑھیں تمام امرا و سلاطین اور تمام مخلوق مطیع و منقاد ہو جائیگی۔ اور اگر غل کے لام پر پیش اور کل کے لام پر زبر پڑھیں دشمن ہلاک ہو جائے گا۔

(۳۱) اگر خلقت بغیر تم کے (فلق) پڑھیں تو تمام روحانیاں سحر اور جادو کا رہن جاتی ہیں۔ ان اسمائے اعظم میں ہر اسم کا درِ خلوص نیتی اور جھوٹی نیت کے کریں۔ جگہ ۲۱ روزہ کا کریں اور ہر اسم ایک لاکھ ۶۲ ہزار یا پچیس سو پچیس مرتبہ مدت معینہ کے اندر پڑھ کر پورا کریں نیز جو اہر خمسہ میں اسمائے اعظم کی پوری خاصیت اور ماہیت مفصل معلوم کر سکے ہوں۔

رقعہ : یہ دعا کثیر البرکت ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم حضرت انسؓ کو تعلیم فرمائی تھی کوئی شخص اس دعا کے پڑھنے والے کا مال بیکانہیں کر سکتا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُ عَلَى نَفْسِي وَ
دِينِي بِسْمِ اللَّهِ عَلَى أَهْلِي وَمَالِي وَوَلَدِي بِسْمِ اللَّهِ
عَلَى مَا عَاطَانِي اللَّهُ اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا
اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
مَمَّةٌ أَخَافُ وَأَحْذَرُ عَنْ جَارِكٍ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلَهَ
غَيْرُكَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ
كُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ وَمِنْ كُلِّ جَبَّارٍ عَتِيدٍ
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ أَنْ وَلِيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَلَ
الْكِتَابُ بِهِ وَهُوَ يَقُولُ الصَّلَامُ ۝
يَا دُعَاءُ بِرَاقِ نَجْمَاتٍ مُرْتَبِطُهُنَّ

رقعہ :- یہ دعا رام قشیری رح نے اپنے رسالہ میں نقل کی ہے۔
 اللَّهُمَّ يَا دُودُ يَا دُودُ يَا دُودُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ
 يَا عَبْدَ عِزٍّ يَا مُعِيدَ الْفَعَالِ لَسَا يَرِيدُ اسْمُكَ
 بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ وَبِقُدْرَتِكَ
 الَّتِي قَدَمْتَ بِهَا عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ وَبِرَحْمَتِكَ الَّتِي
 وَسَّعَتْ كُلَّ شَيْءٍ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا مُغْنِي غِنًى
 يَا مُغْنِي غِنًى يَا مُغْنِي غِنًى

ترجمہ الحروف نے اس دعا میں یہ الفاظ در اضافہ کئے ہیں
 اغثنی ۱ اغثنی اغثنی بفضلک ۱ اغثنی بمجودک ۱
 اغثنی ببرحمتک ۱ اغثنی برفقتک ۱ اغثنی لمطفعتک
 ۱ اغثنی بمجمیع اسماءک و صفاتک و جمالك
 و جلالک ۱ اغثنی یا غیاث ۱ المستغیثین ط
 یہ دعا (۱۵) مرتبہ ایک مجلس میں رتعیہ رنچ و غم کیلئے پڑھیں مجھے
 ایک مرتبہ تین سو دواؤں نے گھیر لیا تھا۔ اسی دعا کی برکت سے ان کے شر
 سے محفوظ رہا۔

رقعہ :- عمل سورۃ فاتحہ برائے توسیع رزق۔ بعد نماز فجر ۲۱ بار بعد
 ظہر ۲۲ بار۔ بعد عصر ۲۳ بار بعد غروب ۲۴ بار اور بعد عشاء ۱۰ بار پڑھا کریں
 رقعہ :- صلوة الاسرار جمعرات کے دن غسل کر کے پاکیزہ کپڑے پہن کر
 خوشبو لگائیں اور بعد مغرب دو رکعت صلوة الاسرار پڑھیں نیت اس طرح

کریں۔ تَوَيْتُ اَنْ اُحْبِلَیْ لِلّٰہِ نَعَالِیْ رَاکِحَتِی الصَّلَوةُ اِلَّا سَوَارِ
تَوْسَلًا اِلَی اللّٰہِ وَالنَّقْطَا عَا عَمَّا سَوَى اللّٰہِ اور ہر رکعت میں سورۃ اخلاص
پڑھیں (گبارہ مرتبہ) اور سلام پھیرنے کے بعد درود عنہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی
کے انتقال کی نیت سے جانب اوراق اقسام چلیں اور ہر قدم پر حضرت غوث
الغفیل کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

(۱) السلام علیک یا سلطان الادناد

(۲) السلام علیک یا سلطان الملک وال

(۳) السلام علیک یا سلطان الاقشاب

(۴) السلام علیک یا سلطان غوث الاعظم

(۵) السلام علیک یا بادئی الاشہب

(۶) السلام علیک یا سکین

(۷) السلام علیک یا غریب

(۸) السلام علیک یا ولی

(۹) السلام علیک یا شیخ

(۱۰) السلام علیک یا سیدنا مولانا ابو محمد محمد الدین عبد القادر جیلانی۔

اس کے بعد بیٹھ جائے اور خوشیوں سے مل جائے اور دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ سورۃ

توحید اخلاص پڑھیں اسکے بعد پھر درود شریف پڑھ کر یہ باتیں ۱۱۔۱۰ مرتبہ پڑھیں ۵

اَیَّدَ رَبِّیْ بِمَا وَاَنْتَ ذِیْ جَبْرِ : اَا ظَلَمَ فِی الدُّنْیَا اَنْتَ تَصِیْبِیْ

کَمَا وَاَعْلٰی عَا رِ الْوَحْیِ وَهُوَ قَادِرٌ اِذَا اَضَاعَ فِی الدُّنْیَا عَقْلًا یُعِیْبِیْ

یہ رباعی پڑھ کر جو دعائیں مانگنا چاہیں مانگیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حضرت غوث الاعظم کی روح پرنفوح ظاہر ہو کر جواب دیتی ہے۔

رقعہ :- آیۃ ذَا لَہُکُمُ اللّٰہُ وَ اٰجِدُ مَا لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سَ لِقَومٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ تک سوتے وقت پڑھیں۔ قرآن شریف ذہن سے فراموش نہ ہوگا۔

رقعہ :- اگر کوئی شخص کسی کام کے متعلق حیران ہو کہ کیا کروں کیا نہ کروں، تو نصف شب کو بیدار ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں اور جتنا قرآن یاد ہو پڑھیں اور یہ دعائیں مرتبہ بعدہ میں پڑھ کر سو جائیں خواب میں جواب مل جائیگا۔

یٰۤاٰدِبُ دُّنِّیْ عَلٰی عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِکَ الْمُتَّقِدِیْنَ
حَتّٰی یَدُلَّنِیْ عَلَیْکَ وَ یُعِدَّ لِّیْ طَرِیْقَ الْوَصُوْلِ اِلَیْکَ

رقعہ :- اگر کوئی شخص کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جس سے رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آتی ہو تو جمعہ کے دن عصر کی نماز پڑھ کر بیٹھ جائے اور یا اللہ یا رحمن یا رحیم کے ذکر میں غروب آفتاب تک مشغول رہے یقیناً اس غم سے خلاصی مل جائیگی۔

رقعہ :- جو شخص اضطراب کی حالت میں سورہ لیس چالیس مرتبہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اسے خوشی عنایت فرمائیگا۔

رقعہ :- جو شخص قرآن مجید حفظ کرے کا شائق ہو اس کو چاہئے کہ پہلے سورہ یوسف حفظ کرے اس سورت کی برکت سے تمام قرآن مجید حفظ یاد ہو جائیگا۔

رقعہ :- اگر کسی شخص کو کوئی ہم یا مشکل درمیش ہو تو سورہ فاتحہ کے لام کو لسم اللہ الرحمن الرحیم کے میم کے ساتھ ملا کر ۷۸ مرتبہ پڑھیں اور الحمد للہ رب العالمین کے

بعد الرحمن الرحیم تین مرتبہ پڑھیں اور ہر بار سورت ختم کرنے کے بعد آمین پڑھیں
 رقعہ :- فجر کی سنوٰل میں سورۃ البروج بالالتزام پڑھنے سے حق سبحانہ تعالیٰ
 دنبل اور نارو سے حفاظت میں رکھے گا۔

رقعہ :- بعد نماز عصر سورۃ الانازعات پڑھتے رہنے سے حق تعالیٰ
 اس کو مرنے کے بعد قبر میں نہ چھوڑے گا، وہ ایک نماز کے وقت کی مقدار
 قبر میں رہے گا۔ اس کا جسم روح کی صفات اختیار کر لے گا۔
 رقعہ :- فجر کے وقت جو شخص کلمہ توحید تیس سو مرتبہ روزانہ پڑھے گا وہ بغیر اسباب کے
 خوش رہے گا۔

رقعہ :- جو شخص عصر کے بعد پانچ مرتبہ سورۃ نبا پڑھے گا۔ عشق الہی میں سرشار
 ہو جائے گا۔

رقعہ :- حضرت خواجہ ابوبوسف چشتی رح ایام حوالی میں قرآن شریف حفظ
 کر رہے تھے مگر حفظ نہ ہو سکا تھا۔ حضرت خواجہ محمد چشتی نے ان کو خواب میں بتلایا
 کہ سوائے وقت سورۃ فاتحہ سوا بار پڑھا کرو۔ چنانچہ سورۃ فاتحہ کی برکت سے
 قرآن شریف حفظ یاد ہو گیا۔

رقعہ :- جو شخص عشاء کے بعد شان کرتے وقت سورۃ الم نشرح پڑھنے
 کا التزام کرے حق تعالیٰ اس کی روزی فراخ فرمائے گا اور ناخن اور پونچھیں رخصت
 وقت "بسم اللہ علیٰ سنۃ محمد آل محمد" پڑھنے میں ہنر ختم کی بجائے
 حفاظت رہتی ہے۔

رقعہ :- حضرت علامہ ابن حجر لے شرح شمائل میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص

اسانی ہوگی۔ قبر میں راحت ملے گی۔

رفعه :- ادائیگی قرض کیلئے فرض نماز کے بعد قل اللہ مالک الملک
بغیر حساب تک ۵ مرتبہ پڑھا کریں اللہ تعالیٰ قرض ادا کر دے گا
رفعه :- یہی خاصیت اس دعا کی ہے۔ جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ
پڑھیں **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَا غَنِيَّ يَا حَمِيدُ يَا مُبْدِيَّ يَا مُعِيدُ يَا رَحِيمُ**
يَا دُودُ اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِخَلَاكَ عَنْ حَرَامِكَ بِطَاعَتِكَ
عَنْ مَعْصِيَتِكَ رَاغِبِي بِفَضْلِكَ عَنْ سِوَاكَ بِرَحْمَتِكَ
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۵

رفعه :- گم شدہ چیز کی بازیابی کیلئے یہ کلمات نہایت موثر ہیں۔ یا
جامع الناس بیوہ کا رُتیبہ **إِجْمَعْ عَلَيَّ كَسَائِي أُرْوِدْ**
عَلَيَّ صَالَتِي ۵

رفعه :- دشمن کے سامنے جا کر یہ دعا پڑھیں دشمن مقہور ہو جائے گا
يَا سُبُوحُ يَا قُدُّوسُ يَا غَفُورُ يَا دُودُ ۵

رفعه :- قضاے حاجت کے لئے یہ دعا پڑھیں۔ **يَا حَيُّ يَا حَلِيمُ**
يَا عَزِيزُ يَا كَرِيمُ يَا مُجَانِدُ يَا كَرِيمُ تَوْكَلْتُ أَمْرٌ صَعْبٌ أَلِيمُ
يَحْزَنُ بَاكٍ أَعْدُو أَيْالَهُ نَسْتَعِينُ ۵ خواجہ انبال رو کا بیان ہے
کہ میں نے ایک حاجت کے لئے یہ دعا تین سو مرتبہ پڑھی خدائے تعالیٰ
کے فضل و کرم سے پوری ہو گئی۔

رفعه :- بادیابی گم شدہ کے لئے **يَا مُنْبِيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ**

مَنْ خَرَدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَعْرَةٍ أَوْ فِي السَّمُوتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ
بِهَا اللَّهُ ۱۱۹ مرتبہ پڑھیں انشاء اللہ گم شدہ چیز مل جائے گی۔ صحیح اور مجرب ہے
رقعہ :- مہینہ کے آخری چہار شنبہ کو یہ آیت لکھ کر جس مقام میں دفن کر دو گے
وہ مقام جلد خراب و برباد ہو جاتا ہے لیکن عامل کو احتیاط رکھنی چاہیے کہ بغیر
استحضارِ موت کے عمل میں نہ لائے (جہاں تک ہر کے معاملہ اللہ کے سپرد کریں)

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ
مِنْ دِيَارِهِمْ (مشرع سورہ شوریٰ) اَلِیٰ قَوْلِهِ وَ اَلِیٰ
الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
سُورَ الْعَالَمِينَ ۱۲۰ (جہاں تک ممکن ہو ایسے عمل نہ کریں

رقعہ :- جس میں بول کیلئے یہ آیت لکھ کر پانی سے دھو کر مریض کو ملا میں
وَ اِذَا اسْتَسْقَمَ مُوسٰی لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ ثَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ
الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ نَضِیًا

رقعہ :- اگر کسی شخص کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہو تو مقام لذع
پر سورہ فاتحہ سات بار پڑھ کر دم کریں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نمک کا پانی مقام لذع پر مالش کرتے ہوئے سورہ کافرون اور موعود زمین
پڑھا کرتے تھے۔

رقعہ :- جو شخص سلام علیٰ نوح فی العالمین روز آہ پڑھے گا سانپ اور
بچھو کے ضرر سے محفوظ رہے گا۔

رقعہ :- حضرت بابا زید الدین گنج شکر رحمہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے

دو دنوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر نکلنے سے غطاء لے کر قبضہ کر کے
 الیومر حیدر سات بار یا سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر یا خونوں
 پر تھمھا کر انگوٹھوں پر پھیرے گا حق تعالیٰ اس کو آنکھوں کی بیماریوں سے
 محفوظ رکھے گا۔

رفع: استقرار محل کے لئے یہ دفن ثلاثی چینی کے برتن میں لکھیں
تو حروف الف سے طائیک نو سطروں میں اس صورت سے لکھیں اور اس
مکتوب پر سورہ آل عمران پڑھ کر دم کریں اور پانی سے دھو کر عورت کو
دلائیں۔ دفن ثلاثی یہ ہے۔

اور جب حمل کو ۴۰ روزہ گزرے ہوں تو پھر

بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله رب العالمين

ایک کاغذ پر لکھ کر عورت کو دیں وہ اس کاغذ

کریاٹ جیٹ کر کھا جائے انشاء اللہ ٹرکا اب ج د ۵

یہاں سے۔
ابجد ۵ و

اور اگر ہم روز گذر گئے ہیں مگر اب ج د د و ن

بکھ میں روح نہ پڑی ہو تو عورت کو اب ج د د ا و ز ح

سامنے ٹھاکو اپنے دامنہ ہاتھ کے کلر کی

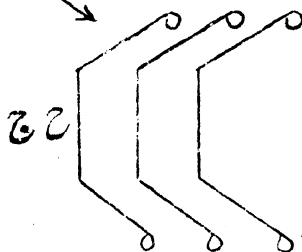
انکے اس عورت کے سر پر رکھ کر کہیں

کہ تیرے میٹ میں جو کچھ ہے میں نے اس کا نام محمد رکھ دیا ہے۔ امدی

کہ رطکالسد اسوگا۔

رقعہ :- حیض کے غسل کے بعد حرف مقطعات اللہ در حین گلاب اور مشک سے لکھ کر پانی میں حل کر کے عورت کو پلائیں۔

رقعہ (ایضاً) یہ اسم مبارک لکھ کر عورت کے گلے میں باندھیں اور جس درخت پر پھل نہ آتے ہوں اس پر یہ اسم مبارک ٹھکانے سے پھیل آنے لگتے ہیں۔
رقعہ :- (ایضاً)



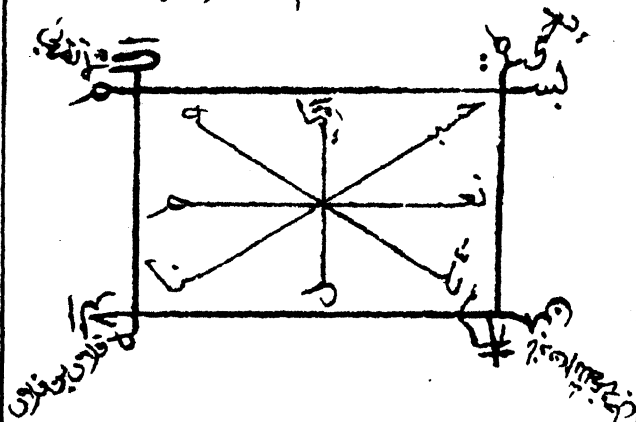
ایک مٹی کے برتن میں پانی بھر کر رکھ لیں اور اس میں یہ آیت کریمہ لکھ کر ڈالیں۔ یہ پانی میاں بیوی دونوں پیتے رہیں۔ اگر پانی کم ہو جائے تو اور ڈال لیں شنبہ کے

دن سے پینا شروع کریں اور عورت سے قربت کرتے رہیں انشاء اللہ رکاوٹ پیدا ہوگا۔ آیت کریمہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اللَّهُمَّ أَنْتَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ وَاللَّهُ يَجْزِيكَ فَجْزًا وَعَلَى ذَاقَةِ طَوِيلِ الْعُمْرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ ط

رقعہ :- روزہ اور سہیل دلاوت میں یہ وزن مثلث دونی ٹھیکریں

رقعہ : بدفعہ بخار کے لئے یہ طلسم لکھ کر سر کے نیچے رکھیں۔



س رقعہ : اگر اسقاط حمل کا خطرہ ہو تو یہ آیت لکھ کر حاملہ کے پیٹ پر باندھیں
 اِنَّ اللّٰهَ يُبْسِتُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ اِنْ تَزِدْ لَا
 وَكُنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكْتُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِ اِنَّ
 كَانَ حَيِّقًا عَقُوْرًا

رقعہ : در چشم کے لئے وَاِنْ يَكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزِفُوْنَكَ
 بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ
 وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ ۝ پڑھا کر دم کرنا مفید ہے
 رقعہ :۔ نظر بد کے لئے بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ
 غِيْظٍ خَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ لکھ کر بالے
 دھو کر نظر زدہ کو دیا میں ۝

رقعہ :- حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ قرآن شریف میں سات آیتیں ہیں اگر آسمان وزمین ایک ہو جائیں تب بھی ان آیتوں کا پڑھنے والا محفوظ رہے گا۔

(۱) قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُوْا كُلُّ الْمَوْتُوْنَ ۝

(۲) وَإِنْ يَسْتَسْكِبْ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِدْ لَكَ إِحْسَانًا فَلَا سَرَادَ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(۳) وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِجْسُهَا وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَفُوْنَ ۚ وَاسْتَنْوِ دَعْوَاهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِيْنٍ ۝
(۴) إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبُّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِعَاصِيَتِهَا إِنِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۝

(۵) وَكَأَيِّنْ مِنْ دَآبَّةٍ لَا يُخْبِلُ رِجْسُهَا اللَّهُ يُرْسِدُهَا
وَأَيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(۶) مَا يَفْتَحُمُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(۷) وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُوْلُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِمِحْذٍ هَلْ يُخَيِّرُ هَلْ هُنَّ أَشْفَاؤُا أَمْ يَرٰهُ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ

هُنَّ مُمَسِكَاتٌ رَحْمَةً ۖ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْ
الْمُتَوَكِّلُونَ ۝

حدیث میں ہے کہ جو شخص ان آیات کی تلاوت کرے گا یا لکھ کر اپنے پاس رکھے
اگر اس پر جبل احد کے برابر عذاب نازل ہوگا نجات پائے گا۔

رفعہ :- تاہیف قلوب کے لئے شریعت میں طالب کا نام آخر میں مطلوب کا
نام اور درمیان میں لفظ محبت لوح رصاص پر تحریر کریں۔ اور شنبہ کے دن
اس لوح کو جس جگہ حصولی مراد مقصود ہو دفن کر دیں تحسیر کی مثال یہ ہے :-
(نام طالب) محمد علی محبت (نام مطلوب) زینب

م ح م د ع ل ی م ح ب ت ز ی ن ب
ب م ن ح ی م ز د ت ع ب ل ح ی م
م ب ی م ح ن ل ح ب ی ع م ت ز د
د م ز ب ت ی م م ع ح ی ن ب ل ح
ح د ل م ب ز ن ب ی ت ح ی ع م م
م ح م د ع ل ی م ح ب ت ز ی ن ب

رفعہ :- حضرت شیخ فخر محمد قادری سے سورہ مزمل پڑھنے کا یہ طریقہ منقول ہے
کہ فجر کی نماز پڑھ کر ایک بار سورہ مزمل پڑھیں اور مندرجہ ذیل کلمات کا تین تین
مرتبہ تکرار کریں۔

(۱) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝

(۲) وَاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۝

(۳) يَتَّبِعُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ط

(۴) وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ط

ادھر سورت ختم ہوگی ادھر حاجت بر آئے گی۔ (انوار الشریعہ)
 رقعہ: مگر کسی شخص کو کسی سے کوئی تکلیف یا آزار پہنچے ہو تو ایک
 کاغذ پر یہ دعا لکھیں :-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنَ الْعَبْدِ الذَّلِيلِ الْعَا
 الْمَعْرِفِ بِذُنُوبِهِ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ إِلَى الْمَلِكِ الْكَبِيرِ الْجَبَّارِ
 الْقَهَّارِ الْغَفَّارِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبِّ اِنِّي مَسْنِي الضَّر
 وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ط اَللّٰهُمَّ اَدْفَعْ عَنِّي كُلَّ هَمٍّ و
 عَنِّمْ كَمَا تَشَاءُ وَاكْفِنِي شَرَّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ دَاغِرٍ وِشْنِ شَخْصٍ وَاَحَدٍ
 هُوَ تَوْصِرَ اسْ كَا نَامُ لَكُمَيں ادر اگر کوئی پارٹی ہو تو ان سب کے نام لکھے
 جادیں (بجائے لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَصَلَّى اللّٰهُمَّ عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ
 أَجْمَعِينَ ط اس کے بعد ایک پاک سنگریزہ پر لپیٹ کر خود یا کسی دوسرے
 شخص کے ذریعہ پیسے پانی یا پاک کنوئیں میں ڈالو ادویں۔ یہ عمل تین روز
 تک کریں۔

رقعہ :- لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ
 کا ختم ایک لاکھ مرتبہ ہر شکل کے لئے مجرب ہے۔
 رقعہ :- علامہ بولنی رح نے لکھا ہے اِنَّكَ اَنْتَ اَنْتَ اَنْتَ ان کلمات کی
 عجب تاثیر ہے ۳۶ مرتبہ لکھ کر اپنے پاس رکھیں ملو جلیبہ و دوزخ جلیبہ کا

کشف حاصل ہو گا۔

سرقعد :- حضرت شیخ محی مدنی رح نے مدینہ طیبہ سے رخصت کر موقع پر مجھے فرمایا تھا کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ایک ہزار مرتبہ پڑھنا ہر حاجت کے لئے مفید ہے۔
یا تین ہزار گیارہ مرتبہ اسم (اللہ) سوتے وقت پڑھیں۔

سرقعد :- سلسلہ شطاریہ کے ایک شیخ نے حجاج سے بیان کیا کہ ہر حاجت کیلئے ایک سو گیارہ مرتبہ یہ دعا پڑھیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اللّٰهُ الْكَافِي قَصَدْتُ الْكَافِي وَحَدَّثْتُ الْكَافِي بِكُلِّ الْكَافِي وَنَعِمَ الْكَافِي وَبِاللّٰهِ الْحَمْدُ
سرقعد :- سحر واپس کرنے لٹا مانے یا کسی شخص نے عمل کیا ہو اس کو عالم پر لٹا مانے کے لئے یہ دعا اشراق کے وقت ۲۱ مرتبہ پڑھیں :-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط يَا رَبِّ دَخَلْتُ دَخْلِي
كَانَتْ وَكَيْلِي كَافِي يَكْفِيْنِي مَعْبُودِي يَكْفِيْنِي رَبِّي
يَكْفِيْنِي مَقْصُودِي يَكْفِيْنِي مَطْلُوبِي يَكْفِيْنِي
حَافِظُ حَفِیْظُ يَكْفِيْنِي حَنَانٌ مَّثَانٌ يَكْفِيْنِي غَفُورٌ
غَفَّارٌ يَكْفِيْنِي قَهَّارٌ جَبَّارٌ يَكْفِيْنِي حَيٌّ قَيُّوْمٌ يَكْفِيْنِي
خَالِقٌ خَلْقٌ يَكْفِيْنِي عَلِیْمٌ عَلَّامٌ يَكْفِيْنِي رَازِقٌ
يَكْفِيْنِي شَهِيدٌ يَكْفِيْنِي نَاطِقٌ يَكْفِيْنِي اللّٰهُ يَكْفِيْنِي
يَكْفِيْنِي يَكْفِيْنِي فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ اَرْحَمُ

الرَّاحِمِينَ لَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكَ وَجَاعِلُوهُ
 مِنَ الْمُرْسَلِينَ يَا مُوسَى أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَارْجِعُوا فَارْجِعُوا فَارْجِعُوا
 فَارْجِعُوا فَارْجِعُوا فَارْجِعُوا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَا نَارُ
 لَكُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۖ فَارْجِعُوا فَارْجِعُوا
 بِسْمِ اللَّهِ -

رقعہ :- درود سر کیلئے ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ بِسْمِ اللَّهِ
 الْكَسْبِ اِدْعُوا يَا اللَّهُ الْعَظِيمُ مِنْ شَرِّ كُلِّ عَرَقٍ نَعَارٍ وَمِنْ
 شَرِّ حَرِّ النَّارِ + دم کریں یا لکھ کر باندھ دیں۔

رقعہ :- فرتمات کا دروازہ کھولنے کے لئے صبح کو یہ دعائیں بار بار پڑھا
 کریں اَللّٰهُمَّ يَا سَمِيعُ اَبْتَدُ اَتُ وَاَبْكُرُ مَلِكُ اِقْدَسُ نَبِیُّ وَاَبْنُو
 قُدْسٌ سَلَامٌ اِهْتَدِیْتُ وَبِقُضْلِكَ اِسْتَعِیْتُ وَاسْتَغْفِرُكَ
 وَ اَتُوبُ اِلَیْكَ +

رقعہ :- رات کو تین مرتبہ آیت الکرسی پڑھیں اور نظر ستارہ سہا
 پر رکھیں جو دب اکبر کی دم کے درمیانی ستارہ کی برابر ہوتا ہے اور شروع و
 آخر میں درود شریف پڑھیں اور یہ دعا ۴۰ روز تک پڑھیں ہر آفت بام
 اور پنج و غم سے حفاظت رہے گی +

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَللّٰهُمَّ يَا وَبِیُّ الْاَلَاءِ وَاِیَّا
 كَا شَفِ الضَّرِّ وَالْبَلَاءِ وَاَصْرِفْ عَنَّا الْقَحْطَ وَالطَّعْنَ وَ

الطَّاعُونَ وَالْوَبَاءُ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَحِيٌّ وَإِنْ
تَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا الْيُسْرَىٰ نَوْنَكَ يَا بَصِيرَهُ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
وَلَقُولُوا نَحْنُ إِنْ شَاءَ لَمَجْبُونُونَ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

سواء السبیل کلیمی

کے بعض اقتباسات

حضرت شیخ قدس سرہ کے روحانی کمالات اور علوئے درجات کا سرسری جائزہ گزشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب حضرت شیخ کے علمی تجدد علمی کمالات کا اندازہ سطور ذیل سے فرمائیے۔ مندرجہ ذیل اقتباسات حضرت شیخ قدس سرہ کی مشہور کتاب سواء السبیل سے پیش کئے جا رہے ہیں یہ اقتباسات اہل علم کے لئے ایک گراں بہا علمی سرمایہ ہے۔ اصل کتاب عربی زبان میں ہے۔ ذیل میں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

الانسان کی حقیقت واضح ہو کہ مخاطب اور مکلف ارواح انسانی ہیں اجسام نہیں، کیونکہ موت کے بعد جسم گل سٹرجاتا ہے اس لئے اس کی کوئی نیت نہیں۔ اس عالم کون و فساد میں نقصانات انسانی درحقیقت روح انسانی ہی کے ہیں جسم بذات خود تصرف نہیں بلکہ متصرف فیہ ہے۔

انسان کی حقیقت وہ شے ہے جس کو لفظ "میں" سے تعبیر کیا جاتا ہے

یہ چیز جب تک جسم انسانی سے متعلق ہے اس کا نام زندگی ہے اور جب یہ چیز بدن سے جدا ہو جاتی ہے تو اس کا نام موت ہے اس لئے بزرگی روح کی ہی معتبر ہے جسم کی بزرگی کوئی چیز نہیں۔

النَّالُونَ کی تقسیم | روح نہایت لطیف چیز ہے اور جسم کثیف پس جن لوگوں میں کثافت لطافت پر غالب ہے وہ

ارذل اور حقیر ترین انسان ہیں اور جن لوگوں میں لطافت کثافت پر غالب ہے وہ اشرف و اعلیٰ انسان ہیں، اور جو اوسط درجہ کے لوگ ہیں ان کی ترقی روحانیت کی طرف مجاہدات سے ممکن ہے اس لئے کہ نزاہت بالطبع ان میں موجود ہے اور مجاہدہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے اور اس کے درپیر رہنے کا نام ہے۔ یہ کام قلب کا ہے نفس کا نہیں کیونکہ نفس کا نظام توجہ صرف جسم ہی ہوتا ہے اور قلب کا ہدایت پانا بھی اسی کے فضل و کرم سے ہوتا ہے اس لئے کہ اگر اس کا نور نہ ہوتا تو اس کی طرف عقل راہ یاب نہ ہوتی۔ پس اس کی ذات و صفات کی معرفت اسی کی عنایت و ہدایت کی رہین منت ہے۔

وَأَجِبُ الوجودِ صرحتِ سبحی کی ذات پاک ہے | حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ واجب الوجود

صرف ایک ہی ذات ہو سکتی ہے ورنہ زیادہ نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ اگر دو واجب الوجود ہوئے تو وجوب وجود ان دونوں کے درمیان صفت مشترک ہوگی اور جب وجوب وجود دونوں کے درمیان مشترک ہوا تو کوئی امر ان دونوں کے درمیان بھی ضروری ہے اس حالت میں دونوں کا وجود اسی امر فارق پر موقوف ہوگا، اور

وہ اپنے وجود میں امر فارق کے محتاج ہونگے پس جب احتیاج آگئی وجوب وجود ختم ہو گیا اس لئے واجب الوجود صرف ایک ہی ذات ہے اور وہ ذات حق سبحانہ جل مجدہ کی ہے۔

معبود ایک ہی ہو سکتا، سو متعذر نہیں | آگے فرماتے ہیں کہ معبود صرف ایک ہی ہو سکتا ہے

اس لئے کہ اگر دو یا زیادہ معبود فرض کر لئے جائیں تو وہ اپنی ذات کے اعتبار سے واجب الوجود ہونگے یا ممکن، پہلی صورت میں وجوب وجود ایک میں منحصر نہ رہے گا، اور عہد و معبود ایک ہی درجہ میں آجائیں گے، معبود بھی ممکن اور عہد بھی ممکن۔ دلائل نقلیہ اور اجماع امت اس پر دال ہے کہ عبودیت اور خالقیت صرف ایک ہی میں منحصر ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: **لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ فَفَسَدَتَا** اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کسی معبود ہوتے تو زمین و آسمان دونوں فاسد ہو جاتے۔ چونکہ زمین و آسمان کے نظام میں کسی قسم کا فساد موجود نہیں اس لئے خدا کے سوا غیر کی معبودیت بھی معدوم

عالم ارواح | عالم ارواح کو عالم امر، عالم ملکوت، عالم غیب، اور عالم علوی بھی کہتے ہیں۔ یہ عالم محسوسات میں سے نہیں

اس کی طرف اشارہ حسیہ نہیں کیا جاسکتا۔ عالم غیب میں سے بعض تو وہ ہیں جن کو ملک تدبیر اور تصرف سے کوئی تعلق نہیں ان کا نام کر دہی ہے، بعض ایسے ہیں جن کو نفی اللہ حاصل ہو گیا ہے ان کو عالم، اہل عالم، حضرت آدمؑ ابلیس، دوزخ، جنت، نار، طاعت اور معصیت کا کوئی علم نہیں ان

لوگوں کو جمال و جلال میں حیران ہونے کے باعث ہتیمہ کہا جاتا ہے۔ بعض ایسے ہیں جو خالق و مخلوق کے درمیان فاصلہ اور رسول کی حیثیت رکھتے ہیں اور فیضِ ربوبیت کے واسطے میں سے ہیں ان میں بہ اعتبارِ پیدائش کے عظیم تر روحِ اعظم ہے، اسی کو عقلِ اول اور روحِ اعلیٰ کہتے ہیں۔ روحِ اعظم صفِ اول میں ہے، جب بریل صفِ آخر میں ہے، حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا مِثْلًا لَّكَ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ط سو بعض فرشتے ایسے ہیں جن کا تعلق عالمِ تدبیر و تصرف سے ہے۔ لیکن ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کا تعلق علویات سے ہے دوسرے وہ جن کا تعلق سفلیات سے ہے، ہر چیز پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے۔ اسی فرشتہ کی وجہ سے اس کا وجود قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد بَيِّدَهُ مَلَكُوتٌ كُلُّ شَيْءٍ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

میرے نزدیک بَيِّدَهُ مَلَكُوتٌ كُلُّ شَيْءٍ کا مطلب یہ ہے کہ ملک میں جو چیز موجود ہے اس کے لئے ایک ملکوت ہے اور وہی اس ملک کا رب ہے، اور وہ رب اس کے خواص و خصائص کا محافظ ہے لیکن کبھی وہ رب مجسم بھی ہو جاتا ہے۔ جس طرح کبھی بعض اجسام روح بن جاتے ہیں۔ روح سے ہماری مراد وہ مفہوم عام ہے جو ملائکہ، قوی، معالی، نفسِ ناطقہ

روح حیوانی، نباتی، جمادی اور ارواح ناریہ یعنی جن و شیطن کو شامل ہے۔ ارواح ناریہ میں سے بعض تو انسانوں پر مسلط ہیں جیسے ابلیس اور اس کا لشکر اور بعض کھیتوں و فنیوں اور خزانوں پر مسلط ہیں۔ بعض ان میں سے شرائع اور احکام کے مکلف و مخاطب ہیں، بعض ان میں سے مومن ہیں بعض کافر۔ اسی کتاب میں حضرت شیخ قدس سرہ نے حقیقت

حقیقت روح

روح پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ روح کے بارے میں علماء کے دو فریق ہیں۔ ایک فریق نے تو روح کی حقیقت بیان کرنے پر سکوت اختیار کیا ہے، اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی ہے کہ انصرب الحارث (جو کفار ان قریش میں سے تھا) نے حضور آتائے نام واصلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں سوال کیا تو حضور نے سکوت فرمایا۔ اسی واقعہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي** ط حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ روح ایک ایسی شے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور کسی مخلوق کو اس پر مطلع نہیں کیا اس سے زیادہ اس کے بارے میں نہیں کہہ سکتے کہ وہ موجود ہے۔ دیکھو فریق کا مسلک یہ ہے کہ روح ایک جسم نورانی علوی خفیف حی اور متحرک ہے جو جوہر اعضا میں نفوذ کرتی ہے بطرح

گلاب کا پانی گلاب میں سرایت کرتا ہے اسی طرح روح بھی جو ہر اعضا میں نافذ اور مؤثر ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ روح ایک عرض ہے اسی کے سبب سے جسم کو حیات حاصل ہوتی ہے لیکن اہل تحقیق کا قول یہ ہے کہ روح ایک جوہر ہے جو اپنی ذات کے ساتھ قائم ہے غیر متحیز ہے۔ مادہ سے مجرد ہے نہ تو ایسا جسم ہے جو بدن سے مفارن ہو اور اس کے لئے تجزیر ہو اور نہ عرض ہی ہے جو بدن کے ساتھ قائم ہو پس روح نہ بدن میں داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ منفصل نہ جسم ہے نہ جسمانی ہے، البتہ اس کا تعلق بدن سے تدبیر اور تعمین کا ہے۔ اہل مشاہدہ کا یہی کشف ہے۔

آگے چل کر حضرت قطب العالم قدس سرہ نے **روحانی مقامات** فرمایا ہے،

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر روح کیلئے ایک مقام معین ہے بدن سے جدا ہونے کے اسی مقام پر پہنچ جاتی ہے، پس جو شخص مرتبہ ایمان میں ہے اس کی بازگشت سمار دنیا تک ہے اور جو مرتبہ عبادت میں ہے وہ دوسرے آسمان تک عروج کرتا ہے اور جو مرتبہ زہد میں ہے وہ تیسرے آسمان تک عروج کرتا ہے اور جو معرفت میں ہے وہ چوتھے آسمان تک اور جو مرتبہ ولایت کا مالک ہے وہ پانچویں آسمان تک عروج کرتا ہے اور جو مرتبہ نبوت میں ہے وہ چھٹے آسمان تک عروج کرتا ہے

اور جو مرتبہ عزم میں ہے وہ ساتویں آسمان تک اور جو مرتبہ
خاموشیت میں ہے یعنی (حضور اکرم محمد رسول اللہ علیہ وسلم) وہ عرش
اعظم تک پرواز کرتا ہے، صوفیا کہتے ہیں کہ ان مقامات تک ان
کو عروج اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان ہی مقامات سے ان کا نزول
ہوا کرتا ہے، اور جو شخص درجہ ایمان کو نہیں پہنچا اس کا مقام
زیر سمار ہے، ان مدارج اور مہابط کے تئیں میں کس کو دخل
نہیں یہ سب مدارج خلقی ہیں۔ البتہ انبیاء علیہم السلام کا عروج
روح اور جسد دونوں کے ساتھ ہے اور غیر انبیاء کا عروج صرف روحانی
عالم برزخ عالم برزخ کے متعلق حضرت قطب زمان قدس سرہ
فرماتے ہیں۔

اسطلاح شرع میں جس عالم کو برزخ کہتے ہیں وہ عالم ارواح
اور عالم اسفل میں ایک واسطہ ہے۔ ارواح کا مجسم ہونا، اجسام
کا ذی روح ہونا اور اعمال و اخلاق کا مستحسن ہونا اسی عالم سے
ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ
السلام کا حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں حاضر ہونا بھی
اسی عالم میں واقع ہوا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کا حضرت
خضر علیہ السلام کو دیکھنا، ابراہیمؑ کو بہت سی صورتیں لطیف
قبیح، عظیم و حقیر میں دیکھنا بھی اسی عالم سے متعلق ہے۔ ابدال
کے اعضا خیر و شر کا الگ الگ ہو جانا بھی اسی عالم سے متعلق ہے۔

غرض یہ ہے کہ عالم ارواح کا فیض عالم اجسام کو اسی عالم برزخ کے واسطہ سے ہوتا ہے بغیر اس واسطہ کے عالم اجسام کا عالم ارواح سے براہ راست فیض حاصل کرنا دشوار ہے۔

عالم شہادت عالم شہادت میں بعض تو وہ ہیں جو کون و فساد کو قبول نہیں کرتے جیسے عرش و کرسی اور بعض وہ ہیں جو کون و فساد کو قبول کرتے ہیں جیسے ساتوں آسمان۔ ثوابت سیارے، زمین اور کائنات جو ان میں ہے۔ ہر ملک کا ایک ملکوت ہی اور وہی اس کی روح ہے سوائے بعض خواص کے اس کا علم کسی کو حاصل نہیں۔

عالم اجسام میں سب اشرف انسان کامل کا جسم ہے کیونکہ وہ عالم صغیر ہے اس لئے کہ اس عالم میں جتنی باتیں ہیں وہ سب انسان میں موجود ہیں۔ یہ اوراق اس مسئلہ کی تفصیل کو مختل نہیں ہو سکتے بعض صورتوں نے انسان کو عالم کبیر بھی کہا ہے اس کی تفصیل بھی اس مختصر رسالہ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔

انسان تمام عالم سے کیوں افضل ہے؟ تمام مخلوق پر انسان کی

حضرت شیخ نے تحریر فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کے ارشاد **وَفَضَّلْنَاكَ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّا خَلَقْنَا تَفْضِيلًا** سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اکثر مخلوق سے افضل ہے، لیکن صاحب تفسیر مدارک نے فرمایا ہے،

کہ یہاں کثرت سے مراد اب جمیع ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کے دوسرے قول اکثر ہم کا ذہن میں اکثر سے مراد سمجھی لوگ ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن بندہ اللہ کے نزدیک ملائکہ سے افضل ہے، وجہ انصافیت کی یہ ہے کہ ملائکہ طوعاً و نہیاً پر ہی مجبور و مخلوق ہیں ان میں عقل ہی ہے، شہوت نہیں، بہائم میں شہوت ہے عقل نہیں آدمی میں دونوں چیزیں ہیں عقل بھی ہے اور شہوت بھی۔ پس جس کی عقل شہوت پر غالب آگئی وہ بہائم سے بدتر ہے دوسری وجہ انصافیت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو انسان کے لئے ہی پیدا کیا ہے اور انسان کو اپنے لئے پیدا کیا ہے

ان الدنيا خلقت لكم وانكم خلقتم للاخرة

حضرت شیخ قطب العالم نور اللہ مرقدہ
دل پر بھی زنگ لگ جاتا ہے فرماتے ہیں

کہ بعض اہل اللہ کا قول ہے کہ قلب اگرچہ صیقل شدہ آئینہ ہے مگر اس پر بھی کبھی کبھی زنگ لگ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قلوب کو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ دلوں کا صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور دل کا زنگ غیر اللہ کا علم ہے۔ یہی چیز تجلی حق کو قلب پر آنے سے روکتی ہے۔

حضرت قطب العالم طاب ثراہ نے فرمایا ہے
علم اور یقین کے اقسام

کہ دہم، شک، ناظن اور علم یہ سب اقسام

شعور کے ہیں۔ اگر کسی شے کا وقوع عدم وقوع مساوی ہو تو اس کا نام شک ہے اور اگر ان دونوں جہات میں سے ایک جہت غالب ہو تو اس کا نام ظن اور جانبِ مغلوب کا نام وہم ہے اور اگر ایک جہت کا وقوع یقینی ہو تو اس کا نام علم ہے۔ پھر اس یقین کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) علم الیقین، حق الیقین، عین الیقین۔

علم الیقین تو اس علم کا نام ہے جو برہان اور دلیل سے حاصل ہو۔ حق الیقین وہ ہے جو بیان سے علم ہو۔ عین الیقین وہ ہے جو معائنہ سے حاصل ہو۔ لہذا اذکرہ الامام القشیری، پس علم الیقین والے اہل معقول ہیں اور عین الیقین والے اہل عدم ہیں اور حق الیقین والے اہل معرفت ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ یقین علم سے برتر ہے۔ اور اس کے بہت سے مراتب ہیں۔ سب سے اعلیٰ مرتبہ حق الیقین ہے اور اوسط عین الیقین اور ادنیٰ علم الیقین۔

وہی کس طرح نازل ہوتی تھی | بعض محققین نے کہا ہے کہ لاپتہ جبروت میں ظاہر ہے اور جبروت

ملکوت میں، اور ملکوت ناموسوت میں اور ہر انسان میں یہ چاروں عالم مجتمع ہیں۔ نیز عالم ارواح عالم معانی کے اتسام سے ہے اسی واسطے سالک خواب میں یا بیداری میں فرشتہ کو دیکھتا ہے تو وہ واقعی فرشتہ ہی ہوتا ہے اور کوئی چیز نہیں ہوتی تو انبیاء علیہم السلام میں حضرت لاہوت سے معانی ان کے قلوب کی وسعت کے اندازہ سے نازل ہوتے ہیں پھر وہ

معانی حضرت مثال سے لباس روح کا پہن لیتے ہیں اور پیغمبر اس لباس
مصور کو اوکرنے کی تحقین کئے جلاتے ہیں نیز کہ عالم معانی ارواح میں بہت
جلد نفوذ کر جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ارواح نہایت لطیف ہوتی ہیں
پس عارف یہ کہتا ہے کہ اس نبی کی لاہوتیت نے بواسطہ اس کی اس ملکوتیت
کے جو معانی ہیں جو حضرت مثال سے اکتساب کئے گئے ہیں اس نبی کی
زبان سے خطاب اور تکلم کیا ہے اور یہ کلام وحی اور واسطہ دونوں رسول
سے خارج ہیں۔ غیر عارف یہ کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی اس
زبان سے جو اس کے شایان شان ہے اپنے فرشتہ جبریل پر وحی کی۔ اور
جبریل نے اپنی زبان سے وہ کلام پیغمبر کو سنایا اور پیغمبر نے اپنی زبان
وہ خدا کا کلام لوگوں کو سنایا۔ مولانا دم دم فرماتے ہیں :-

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است،
ہر کہ گوید حق نہ گفت اکافر است

اسی طرح انہی انا اللہ لا الہ الا انا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
قلب لاہوتی نے کہا تھا اور موسیٰ نے سنا تھا۔ پس حاکی، محکی علیہ
اور محکی جملہ مراتب کا ایک امر ہے۔

رویت باری تعالیٰ | اس امر میں محققین کا اختلاف ہے کہ رویت
باری تعالیٰ ممکن ہے یا نہیں۔ ایک جماعت
قائل ہے دوسری قائل نہیں۔ اہل حق، اہل کشف و مشاہدہ کا مذہب ہے
کہ اب رویت باری تعالیٰ ممکن ہے۔ اب سوال یہ باقی رہتا ہے کہ رویت

بغیر حجاب کے ہو سکتی ہے یا حجاب کے ساتھ؟ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ حق تعالیٰ ہماری آنکھوں میں وہ طاقت پیدا کر دے کہ ہم اس نور محض کا اپنی آنکھوں کے مشاہدہ کر سکیں لیکن صحیح یہ ہے کہ رویت بغیر نورانی یا ظلمانی پردوں کے ممکن نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شتر پردے نور کے اور شتر ظلمات کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مومنوں کو دیدار الہی اس صورت میں ہوگا کہ صرف ایک حجاب کبریائی کا حاصل ہوگا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے شب معراج میں خدا کو دیکھا تھا تو حضور نے فرمایا کہ وہ تو نور خالص ہے، نور حقیقی محسوس کی رویت ممکن نہیں۔ پس یہ سیاق و سباق ہو گیا کہ رویت باری کی ممکن ہے اور اس کی رویت حجاب کیا تھا ہی ممکن ہو۔

نوٹ یہ کتاب چونکہ من اولہ الی آخرہ دقیق علمی مضامین پر مشتمل ہے اس لئے کہیں کہیں سے بعض سہل اقتباسات ناظرین کرام کی اضافہ معلومات کیلئے پیش کر دئے گئے ہیں جو اہل علم حضرات ان مباحث کی پوری تفصیل سے واقفیت حاصل کرنا چاہیں اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے بھی یہ اقتباسات دقیق علمی مضمون سے کم نہیں۔ فقط والسلام

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

ایک سنسٹی خیز حیرت انگیز کتاب — موت کس طرح آتی ہے !!

عالم ارواح کی سیر

یا

اسمائی سفرنامہ

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ یہی کہ بیوی بچے چھٹ جائینگے۔ عزیز و اقارب دور ہر جائیں گے۔ وراثت مال و دولت کی تقسیم میں مصروف ہو جائیں گے یہ سب کچھ ہو جائے گا مگر مرنے کے بعد آپ کا انجام کیا ہوگا۔ آپ کہاں جائیں گے آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آئے گا؟ دنیا سے سفر کرتے وقت کن کن ذریعہ گزار مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان حالات سے ۹۸ فیصدی اصحاب ناواقف ہیں۔ دنیا سے ایک ذائقہ دن ہر شخص کو سفر کرنا ہے، راستہ دشوار گزار ہے۔ قدم قدم پر خطرہ ہے منزل سخت کٹھن ہے، تقاضائے عقل و ہوش ہے کہ راہ کی دشواریوں کو واقفیت کے ساتھ ساتھ حفاظت کا ضروری انتظام بھی کر لینا چاہیے مگر آپ اس دشوار گزار راہ کو بلا خوف و خطر طے کرنے کے آرزو مند ہیں تو جی ہاں اسمائی سفرنامہ کی ایک جلد فوراً ہی طلب فرما کر مطالعہ فرمائیے۔ جاگنی کے وقت سے لیکر داخل قبر اور اس کے بعد قیامت تک روح کو جن منازل سے گزرنا پڑتا ہے اس کی تمام مستند تفصیلات قرآن و حدیث کی روشنی میں عام فہم انداز سے اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں اس کتاب میں عالم برزخ کے راحت و آرام کے علاوہ قسم قسم کے عذاب و عذاب الموت اور کبریا کے مقررہ دینے والے حالات بیان کئے گئے ہیں قیمت صرف پچیس روپے علاوہ محصول۔

حصے کا پتہ :- ۱۱ ستانہ بکڈ پوسٹ بکس ۱۲۶ جامع مسجد دہلی

نادر روزگار اچھوتی نرالی دلچسپ تاریخی اور سنی خیر کتاب

جنات کے پراسرار حالات

جنات کا نام سننے ہی آدمی کا سناٹا اٹھتا ہے تنہائی میں اگر یہ خیال بھی آجائے کہ یہاں جنات کا اثر ہے تو خوف و دہشت کی وجہ سے آدمی کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں لیکن اگر آپ جنات سے بیخوف ہولے کے آرزو مند ہیں اور ان کی قوت و طاقت اور ان کے حالات و واقعات کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں اور ان کی قوت و طاقت کے دفعیہ کیلئے موثر و حالی مذاہیر جاننے کے خواہشمند ہیں تاکہ جنات کا کوئی اثر آپ پر نہ ہو سکے اور آپ چاہیں تو جنات کو بھگا دیں یا شیشی میں بند کر لیں یا جلا کر ان کو خاک کر دیں تو —
 ”آستانہ بک دیو“ کی کتاب ”جنات کے پراسرار حالات“ پڑھئے جو مختلف علوم و فنون کی سیکڑوں کتابوں کا عطر مجموعہ اور بہترین خلاصہ جس میں جنات کی حقیقت ان کی آگے پیدائش صورت و شکل اور ان کے کلام اور ان کی تباہ کاریوں اور نفع رسانیوں کی تمام تفصیلات نہایت دلچسپ انداز میں لکھی گئی ہیں۔ اس کتاب کی ہر ہر سطر میں ایسی نادر و دلچسپ اور انوکھی معلومات ہیں جو آپ نے آج تک کہیں نہیں پڑھی ہونگی جنات جب کبھی کسی قوم یا فرد کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں یا کسی آدمی کو مسخر ہو کر فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں تو کیسے کیسے واقعات ظاہر ہوتے ہیں

یہ سب واقعات اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ کس طرح اقوام ماضیہ نے جہات کو سخر کر کے عظیم الشان کارنامے انجام دئے ہیں اور جہات کی سرکشی و دشمنی نے کس طرح پرانی اقوام کو تباہ و برباد کیا ہے۔ یہ کتاب اقوام ماضیہ کی تباہی و بربادی کا ہولناک مرنع ہے اور آپ اس کتاب کو پڑھ کر حیرت زدہ رہ جائیں گے، آپ کے بدن میں ایک سنسنی پھیل جائے گی۔ جب آپ کو یہ محایم ہوگا کہ قدیم قوموں اور ملکوں کی تباہی جہات کی سحراروتوں، سازشوں اور سرکشی و بغاوت کا خوفناک نتیجہ تھا۔

اگر آپ خود کو اور اپنے منقائین کو شیر جہات کی طاقت و قوت کے حملوں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھئے تاکہ آپ کو جہات کے ظاہری اور باطنی اثرات اور طاقت و قوت کا حال معلوم ہو جائے اور جہات و شیاطین اور ان کے جمیٹ لشکروں کی تباہ کاریوں کا علم حاصل کر کے ان کے بد اثرات سے بچنے کی کوشش کر سکیں۔ اس کتاب میں جہات کی قوت و طاقت کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کیلئے تیرہ ہدف مجرب طریقے اعمال و اوراد و وظائف اور وہ تمام تدابیر لکھی گئی ہیں۔ جو انتہائی محبت ہیں۔ جہات کے متعلق اس قدر تاریخی واقعات اور انکے علاج کا بیان اتنی وضاحت و تشریح کے ساتھ آج تک کسی بھی زبان میں شائع نہیں ہوئے۔ اتنی خبریوں کے باوجود قیمت سیرے سرف علاوہ محصول۔

ملنے کا پتہ :- "استاذ بکڈ لوہو سٹ بکس ۱۲۶۷ جامع مسجد دہلی

عموم میں (اور نیز جزا کے لئے) (مواضع میں) جو کچھ
 آپ کی تقدیر پر لجا سکی بہ مقصدین کامیابی ہوگی بہرہ راہ پوری ہوگی

بیاض اولیا

اولیائے کرام کے سونہیدی مخصوص و مجرب اور ادا اعمال کا ہمتیال
 و ہمیش بہانہ جو ہے جس میں آپ کو ہر مشکل کا حل اور ہر مصیبت کا علاج ملے گا
 اللہ کے منتخب اور برگزیدہ بندوں کے دلوں سے جو لفظ بھی نکلتا ہے وہ
 زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرتا ہے۔ بیاض اولیا میں اولیائے
 کرام کے ایسے ہی قبلائے ہوئے اور تجربہ کئے ہوئے اعمال ہیں جنہیں
 بے خطا تاثیر کا اندازہ صرف تجربہ کرنے ہی سے ہو سکتا ہے اس کتاب میں
 مشہور و معروف گیارہ بزرگان دین اور دوسرے اساطین و مشاہیر امت
 کے آزمودہ اور ادا وظائف اور عملیات درج ہیں جن عملیات اور ادا
 وظائف کو ان اکابر اولیاء اللہ نے اپنے معمولات میں رکھا ہوا ان کی
 تاثیر سمجھنے والوں کو خشک کر سکتی ہے اور پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلکتی ہے
 اگر آپ کو کبھی ایسی کوئی دشواری درپیش ہو یا کوئی ایسی مشکل سامنے
 آگئی ہو جو کسی طرح بھی حل نہ ہوتی ہو تو بیاض اولیا کے عملیات کا
 تجربہ کیجئے جو سونہیدی آزمودہ اور مجرب ہیں بہتیت آپ سے علاوہ محض
 لئے کا پتہ: استاد اکبر پور۔ یونیورسٹی جامع مسجد دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِٖ وَصَلِّ

سِیرَةُ الرَّسُولِ

فخر کائنات شہنشاہ کونین، سید الانبیاء، رحمت عالم، نور جسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ پر لا جواب اور بے مثل کتاب ہے۔ ولادت با سعادت سے وصال مبارک تک تمام حالات نہایت دل آویز انداز میں لکھے گئے ہیں۔ سیرۃ مبارک پر اب تک جتنی اہم کتابیں مصر اور حجاز میں شائع ہوئی ہیں ان سب کو سامنے رکھ کر اس کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔ انداز بیان اس قدر دل کش ہے کہ پڑھنے کے بعد دل عظمت رسولؐ سے معمور ہو جاتا ہے اور روح پرورد و کیفہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ حیات طیبہ کے ہر سر واقعہ پر احترام و عقیدت کیسا عقد روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب آپ کو سیرۃ رسولؐ کی تمام ضخیم کتابوں کے مطالعہ سے مستغنی کر دے گی۔ کتاب کے آخری حصہ میں سر ابائے رسولؐ نہایت ہی وجہ آفریں انداز میں لکھا گیا ہے۔ حضورؐ کے شامل خصال تحقیق کیسا عقد لکھے گئے ہیں اور معجزات کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے تعلیمات و ارشادات کے سلسلہ میں حضورؐ کے وہ مقدس خطبات درج کئے گئے ہیں جو دنیا کی رہنمائی کینے مینارہ نور ہیں نیت دوہرے

ملنے کا پتہ :- ۱۔ استانہ بک ڈپو پوسٹ ملکنس ۲۶۴ جامع مسجد دہلی

ہے جن کے سرور و امان اولیاء
حاصل نہیں ہے ورنہ عذاب الہی



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی پوری پوری تبلیغ اولیاء اللہ
نے انتہائی جانفشانی کے ساتھ کی ہے مصیبتیں برداشت کی ہیں مخالفین
کی سختیاں سہی ہیں اور اسلام کا بوز دنیا کے ہر شہدہ میں پہنچایا ہے اولیاء اللہ
کیسی ریاضتیں کرتے تھے ان کی عبادتیں کس شان کی ہوتی تھیں مخلوق
الہی کے ساتھ ان کا برتاؤ کیا تھا اور وہ کس طرح زندگی بسر کرتے تھے
یہ کتاب اولیاء اللہ کے ایسے ہی ایمان پرور روحانی و تبلیغی حالات و واقعات
کا مجموعہ ہے جن کو پڑھ کر آج مسلمان اپنی زندگی اسی سانچہ میں ڈھال
سکتے ہیں اس کتاب میں مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
امام حسین - حضرت عمر بن عبد العزیز - حضرت ابراہیم بن ابراہیم - حضرت
بازید اصفہانی - حضرت شیخ فرید الدین عطار - حضرت شیخ جمال الدین
ہاشمی - حضرت ابوسعید ابوالخیر - حضرت خواجہ امیر خسرو - حضرت
شیخ احمد علی الحق دہلوی - حضرت شیخ علاء الدین بنگالی - حضرت شیخ محمد مہاں
میر بالا پیر قادری - حضرت خواجہ سید بنوری کے کمالات و کمالات اور جہنمیت و نوریت
تلخ کا پتہ :- آستانہ بکد پو پوسٹ ٹیکس ۱۲۶ جامع مسجد دہلی -

تَمَكُّنَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُفْضِلْ لِمَنْ يَشَاءُ وَتَمَكُّنَ لِمَنْ يَشَاءُ وَتَمَكُّنَ لِمَنْ يَشَاءُ

عجائب القصص

ہم سے پہلے دنیا میں قوم عاد و ثمود اور قوم فرعون وغیرہ بڑی بر عظمت و
پُر اقتبال قومیں گزری ہیں جن کی شوکت و دولت اور عظمت و اقتبال کا تذکرہ
کلام الہی میں جا بجا مذکور ہے، یہ قومیں بڑی باجبروت اور دولت و ثروت میں شک
زمانہ تھیں ان پر ہر وقت خدا کی نعمتوں کی بارش ہوتی رہتی تھی راحت کے معمور
پر امن و پرسکون زندگی بسر کرتی تھیں، سرسبز و شاداب خطوں پر ان کا قبضہ تھا
دولت و ریاست ان کی نوڈھی تھی لیکن انہوں نے ان نعمتوں کی قدر نہ کی۔ خدا
کی نافرمانی کی اس کے احکام سے سرکشی کی، انبیاء علیہم السلام کی ہدایت کو نہ مانا، اور
ان کی توہین کی اور ان کو قتل کیا اور اپنی سرکشی و بغاوت پر اصرار کرتے رہے۔ تو
اللہ تعالیٰ کا غضب جلال حرکت میں آیا — قوم نوح طوفان میں
غرق کر دی گئی۔ قوم عاد پر ہوائے تند مسلط ہوئی اور وہ زمین پر سر ٹپک
پیشک مر گئی۔ قوم ثمود ایک ہونناک چیخ سے ہلاک ہو گئی۔ قوم لوط کی بستیوں
کو ابدی آٹھاکر ہلاک کر دیا گیا کسی قوم پر آگ کی بارش ہوئی کوئی قوم ہندو سمدنیائی
گئی کوئی قوم غرق کر دی گئی تو کوئی محظ کے درناک عذاب میں مبتلا کر دی گئی وغیرہ وغیرہ
کے حالات درج ہیں ہمیت سے علاوہ حصول آسنانہ بکڑ پور سے طلب فرمائیں۔

اسلام کے جاننے والے مجاہد سیف اللہ

حضرت خالد بن ولیدؓ

جب کفر و ارتداد کا طوفان مدینہ منورہ کی دیواروں سے ٹکرا رہا تھا جب قیسرِ روم مسلمانوں کو مٹا دینے کا تہیہ کر کے عرب کی زمین کو روند رہا تھا جب شاہ ایران کا لشکرِ مہماتوں کے کاشانوں پر بجلی بنکر ٹوٹ رہا تھا تو ایسے نازک وقت میں جو قوموں کے زندہ رہنے اور مٹ جانے کا وقت ہوتا ہے اس وقت پر اللہ کی تلوار سپہ سالارِ اعظم حضرت خالد بن ولیدؓ دشمنوں کے ارواح و انبوت میں اللہ کے دین کے لئے سپہر بن گئے اور دشمنوں کے ہجوم میں اللہ کی تلوار اس طرح چمکی کہ مغزِ در حکمرانوں کے سر پر چسب اسلام کی عظمت کے سامنے ہمیشہ کے لئے جھک گئے اور عراق و شام میں اللہ کے سچے دین کی برتری کا ڈنکا بجنے لگا۔

یہ کتاب ادارہ آستانہ کی وہ ناقابل فراموش علمی خدمت ہے جس میں اسلام کے سپہ سالارِ اعظم کی فتوحات، ہجرت و کردار، رزمیہ کا ناموں سے متعلق مورخین کے اختلافات کا مدلل اور مسکت جواب دیا گیا قیمت سے

پتہ { آستانہ بکڈ پو جماع مسجد دہلی

الحی ہوئے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے

جَانِباز اَمَّ عَاوِ

کو ذکی وہ حسین جمیل لڑکی جس نے کر بلا کے خون ناحق کا انتقام
لیسے کیلئے کوفہ سے شام تک بغادت کی آگ لگا دی جس نے ابن مرجانہ
کی ظالمانہ حکومت کا تختہ الٹ کر عدل و انصاف کی مضبوط بنیادیں کھیں
جس نے ظالموں کو توار کا پانی پلایا اور مظلوموں کو قیہ سے رہائی دلائی۔

جانباز ام عاشر، شجاعت و جرات کے حیرت انگیز کارناموں سے بھرا
ہوا وہ دل گداز ناول ہے جس میں حسن کی دلربائی بھی ہے اور محبت کی جانبازی
بھی۔ بھر پور جرائی کی آئینیں اور دلوں کی بھی ہیں اور جمال و بہار کی پرکھیت
انگڑا سیاں بھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جانباز ام عامر تاریخ اسلام
کے مشکل ترین انقلابی دور کی حالت کا وہ پچرٹ ہے جس میں زبان کی لطافت
اور طرز تحریر کی شگفتگی نے پورے ناول کو معلوماتی اور دلچسپ بنا دیا ہے۔
جسکی قیمت صرف دو روپے ہے۔ (علاوہ محصول ڈاک)

ملنے کا پتہ

آستانہ بکڈ لوپوسٹ بکس ۱۲۰۶ جامع مسجد دہلی

غزوة بدر کے لئے کہلا کر تشریف لے گئے اور کربلا کے لئے کہلا کر تشریف لے گئے اور کربلا کے لئے کہلا کر تشریف لے گئے
نماز ہی سے حاصل ہوتی ہے

حقیقت نماز !!

قرآن مجید میں نماز کی خاصیت موثرہ یہ بیان کی گئی ہے کہ نماز کی پابندی سے آدمی برائیوں سے دور ہو جاتا ہے۔ روحانیت روز بروز منازل معراج طے کرتی چلی جاتی ہے اور نماز ہی دنیا میں تفوق و برتری کا واحد راجحہ دار ہے۔ قرآن مجید کا یہ اعلان بلاشبہ سچا ہے تو بتلایئے کہ ساری عمر بھر سے کرنے کے بعد ہماری زندگی میں کیا انقلاب رونما ہوا؟ قرآن مجید نے جن جن برائیوں سے بچنے کا حکم دیا ہے نماز ہی ہونے کے باوجود ہم میں موجود نہیں ہیں یا جس تفوق و برتری کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ہم کو حاصل ہے؟ حالانکہ اسی نظام نے عرب کے غیر متقدم لوگوں کو نصیحت و کسریٰ کے تحت و تاج کا وارث بنا دیا تھا۔ اگر نماز ہی ہونے کے باوجود ہم میں برائیاں موجود ہیں، دنیاوی تفوق اور برتری بھی حاصل نہیں ہے تو چونکہ خدا کا اعلان تو سچا ہی ہے اس لئے لازمی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہم نے جس طریقہ سے نماز پڑھی وہ طریقہ غلط تھا۔ نماز کا صحیح طریقہ معلوم کرنے کیلئے حقیقت نماز کا مطالعہ کیجئے قیمت صرف یہ ہے ملنے کا پتہ:- 'استانہ بکڈ پو۔ پوسٹ کسب۔ ۲۰۶ اجامع مسجد ملی

مدلل و مستند اسلامی تعلیمات کا بیسٹال خزانہ

فتاویٰ استانہ

اسلامی مسائل و معلومات کا بے کراں سمندر ہے۔ جبکو پڑھکر آپ کو اسلامی مسائل و معلومات پر کامل عبور حاصل ہو جائے گا۔ اور ایک عالم دین کی طرح آپ عوام کی سیجھ رہنمائی کر سکیں گے۔ یہ دینی معلومات کی ایک انسائیکلو پیڈیا ہے۔ جس میں عقائد و صفو غسل، تیمم، اذان، نماز، ہفت جماعت، جمعہ، جنازہ، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، حیسن، نفاس اور طہارت کے تمام مسائل، اور ان کے نہایت مدلل، عام فہم شرعی جوابات بیان کئے گئے ہیں، ان اذبیان اس قدر سادہ اور دلکش ہے کہ آپ آسانی اور دل چسپی کے ساتھ تمام مسائل کا مطالعہ کر لیں گے۔ فتاویٰ استانہ اسلامی فقہ کی بڑی بڑی کتابوں کا خلاصہ اور تمام اسلامی مسائل اور ان کے جوابات کا عطر مجبوجو ہے جسے پڑھکر آپ دینی مسائل سے بخوبی واقف ہو جائیں گے دین کے بے شمار مسائل اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں شاید ہی کوئی مسئلہ ایسا ہو جو اس کتاب میں آپ کو نہ ملے یہ کتاب اگر آپ کے گھر میں ہے تو سمجھ لیجئے کہ ایک بہترین عالم دین آپ کے گھر میں موجود ہے قیمت تین جلدیں

ملنے کا پتہ:- استانہ بکڈ پو پوسٹس دہلی

اولیاء اللہ ہی سے دین کی عظمت قائم ہے

تاریخ الاولیاء

جس طرح انبیائے کرام نے تبلیغ حق کی۔ کفر و شرک سے نفرت
دلائی اور صرف اللہ واحد کی اطاعت کی دعوت دی اسی طرح
اولیاء کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں سرکش و ظالم بادشاہوں اور
امیروں کے ظلم و جبر کو برداشت کر کے تبلیغ اسلام کی۔ کفر و شرک
کے اندھیروں میں خدا کی اطاعت و محبت کا چراغ روشن کیا اور جو
پیشانیوں غیر اللہ کی بارگاہوں میں سر بسجود تھیں۔ انھیں خدا کے واحد
کے درپر لا جھکایا۔ اس کتاب میں حضرت ادریس قرنیؒ۔ حضرت امام جعفر
صادقؒ۔ حضرت رابعہ نصیریؒ۔ حضرت جنید بغدادیؒ۔ حضرت شیخ
شہاب الدین سہروردیؒ۔ حضرت غوث اعظمؒ۔ حضرت داتا گنج بخشؒ
حضرت خواجہ جمیریؒ۔ حضرت قطب پاکؒ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ
حضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ۔ حضرت مخدوم صابر کلیریؒ۔ حضرت
شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلیؒ۔ حضرت الحاج سید شاہ محمد ابراہیمؒ
حضرت شیخ شاہ کلیم اللہ دہلیؒ جیسے اولیاء اللہ کی سوانح حیات اور
ان کے حیرت انگیز معجزات و کرامات و حج میں ہیئت عار

استانہ بکڈ پوسٹ بکس ممبئی ۲۰۶ جامعہ مجددی دہلی

تمام اولیاءِ اصفیاءِ اقیانار سے
خلوص و عقیدت عطا کر الہی!

وَاقِعَاتُ الصَّالِحِينَ

اولیاءِ اللہ صلحاءِ امت، علماء حق اور صوفیائے کرام کے وہ
روح پرور حالات و واقعات اس کتاب میں پیش کئے گئے ہیں جنہیں بھکر
بڑے سے بڑے دشمن کا سر بھی اللہ کی بارگاہ میں جھک گیا اور آج بھی
ان حیرت انگیز واقعات کے پڑھنے سے اسلام کی حقانیت روز روشن
کی طرح واضح ہو جاتی ہے اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ چین و غیرہ میں جہاں
کبھی بھی مسلمانوں نے حکومت نہیں کی وہاں لاکھوں اور کروڑوں مسلمان
آج کس طرح موجود ہیں۔ یہ صرف اولیاءِ اللہ ہی کے حیرت انگیز عجائب
روزگار کارنامے ہیں جنہیں اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ اندازین
نہایت سلیس درواں شستہ و شگفتہ۔ مضامین دجا آفریں
روح پرور ہیں قیمت صرف دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ: اسٹیم بک ڈپو پوسٹ بکس ۱۲۰۶ دہلی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نعماتِ حرم

یہ مناجات و نعت اور مناقب کا ایک روح پرور مجموعہ ہے، جس کے ایک ایک لفظ میں درود اثر اور رحمت و برکت ہے۔ یہ منظوماتِ محبت، ان شاعرانِ عقیدت مند کا نالہٴ درود ہے جن کے دل خشیتِ الہی اور محبتِ رسول کے آئینہ دار ہیں اس مجموعہ کی بہت سی نعتیں اور مناجاتیں صحنِ حرم، عرفات، میزابِ رحمت، محرابِ البنی صلعم اور مسجدِ نبوی میں بھی گئیں اور بیت اللہ اور مسجدِ نبوی کی تجلیات نے ان نعتوں اور مناجاتوں کو نورِ نبوی علیٰ نور بنادیا ہے اسی لئے جب آپ انہیں اپنی محفلوں میں پڑھینگے تو اللہ اور اس کے رسول کی رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں گے۔ اس مجموعہ بابرکت کی اکثر نعتیں اور مناجاتیں ایسی ہیں جو صحنِ حرم اور دیارِ رسول میں پیش کی گئی ہیں۔ یہ اور دہاں پڑھی گئی ہیں۔ قیمت صرف چار روپے آستانہ ساز ۴۴ ص ۵ صفحہ

ملنے کا پتہ - آستانہ بکڈ پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۶ دہلی

